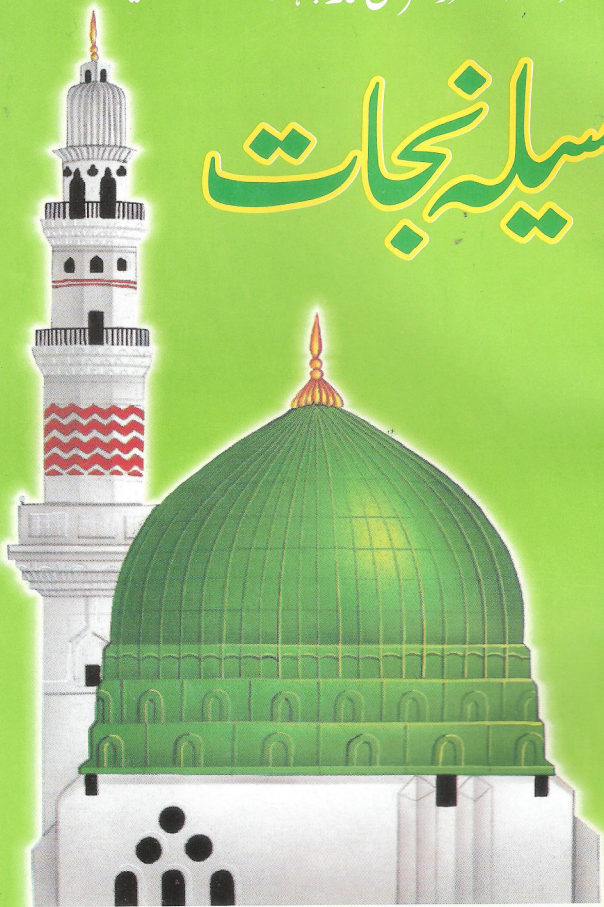


ارشاداتِ عالیہ نورِ خدا منظرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رُسُولِ حَبِّ الِ رُسُولِ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



حصہ اول

پیش کش: - پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طبع دوم

وسیلہ نجات حصہ اول پہلی مرتبہ 1994ء میں چھپی تھی۔ اس کی عبارت ہاتھ سے تحریر کی گئی تھی۔ نہ تو کسی مضمون کو عنوان دیا گیا تھا اور نہ ہی عنوانات کی فہرست لف کی گئی تھی۔ قرآنی آیات کے حوالہ جات بھی درج نہیں کئے گئے تھے۔ یہ اس سلسلہ کی پہلی کوشش تھی اور تادم تحریر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے وسیلہ نجات کے چھ حصے شائع ہو چکے ہیں اور ساتواں تیاری کے مراحل طے کر رہا ہے اور کتاب کی اشاعت بتدریج بہتر سے بہتر ہو رہی ہے۔

قارئین کے پرزور اصرار پر وسیلہ نجات حصہ اول کی دوبارہ اشاعت کی جا رہی ہے۔ اس کے مضامین میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ عبارت من و عن وہی ہے۔ کوئی اضافہ یا تحریف نہیں کی گئی۔ تاکہ اس کی اصلیت قائم رہے۔ البتہ اب اس کو جدید تقاضے کے مطابق کمپیوٹر سے تحریر کرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جمیلہ سے اس مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر عبدالغفار

نقشبندی علوی

15۔ نومبر 1998ء

نعت شریف

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا

جس جا کوئی پہنچا نہیں دیکھا وہاں تلوا تیرا

یا سرور دنیا و دین تجھ سانبی کوئی نہیں

بعد از خدا ماہ مبین ثانی نہیں واللہ تیرا

تیرا سرا پایا نبی تفسیر ہے قرآن کی

والیل موطئہ جبین والشمس ہے چہرہ تیرا

سرکش جوتھے مائل ہوئے دشمن جوتھے قائل ہوئے

مسکور کن تھا کس قدر یا مصطفیٰ ﷺ لہجہ تیرا

رحمت تھی پورے جوش پر میں بھی نہ تھا کچھ بے خبر

تجھ کو تجھی سے مانگ کرا چھارہا منگتا تیرا

خیرات دیتا ہے خدا ہر وقت تیرے نام کی

جس کو ملا جو کچھ ملا جتنا ملا صدقہ تیرا

محبوب رب اُمی لقب مجھ کو ہے سکون کی طلب

نظر عطا یا مشکل کشا مشکل میں ہے بندہ تیرا

ہر جا پہ تیری محفلیں ہر جا تجھی سے رونقیں

فرش زمین عرش بریں جلوہ تیرا چرچا تیرا

یا مہتمی یا مصطفیٰ بھر دیجئے کاسہ میرا

کر دو کرم رکھ لو بھرم سائل ہوں میں داتا تیرا

اے وارث ارض و سما نظر کر برحال ما

دیکھے نیازی پھر شہا وہ گنبد خضریٰ تیرا

پیش لفظ

حق و باطل ازل سے ہی مد مقابل رہے ہیں اور اب تک رہیں گے۔ نیروشر کی قوتیں ہمیشہ سے ہی ایک دوسرے کے خلاف معرکہ آرا رہی ہیں اور رہیں گی کہ یہ قانون فطرت ہے کہیں یہ حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس۔ کہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ابوجہل پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کی صورت میں ان میں محاذ آرائی ہوتی آئی ہے۔ لیکن فتح ہمیشہ حق کو ہوئی اگرچہ وقتی طور پر کسی موقع پر باطل غالب آیا لیکن آخر اسے شکست نصیب ہوئی اور انشاء اللہ ہوتی رہے گی۔ کیونکہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا ۝

برصغیر میں کوئی نئی نہیں آیا۔ خلافت راشدہ میں سے کوئی خلیفہ یہاں تشریف فرما نہیں ہوئے۔ پھر بھی یہاں کروڑوں مسلمان آباد ہیں۔ سینکڑوں سال مسلمانوں کی حکومت رہی۔ بہت نیک پرہیزگار پابند صوم و صلوة فرمانروا حکمرانی کرتے رہے۔ لیکن کوئی یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکا کہ میری گلی سے گزر جاؤ تو جتنی ہو جاؤ گے۔ میرے دروازے سے گزر جاؤ جنت مل جائے گی۔ میرا ذکر کر لیا کرو نجات ہو جائے گی۔ اپنے آپ کو میرا مرید مان لو تو بخشش ہو جائے گی۔ بلکہ اس کے برعکس شہنشاہ اکبر نے تو نیا دین الہی جاری کر کے اسلام کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا وہ تو امت مسلمہ پر احسان و مہربانی ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی کہ انہوں نے تحریری اور تقریری طور سے اس دین اکبری کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس فتنہ کا شروع میں ہی قلع قمع فرما کر لاکھوں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچا لیا۔ یہ درست ہے کہ مسلمان بادشاہ عادل تھے منصف تھے۔ عدل جہاںگیری کو کون نہیں جانتا لیکن خود بادشاہ سلیم جو بعد میں جہانگیر کے نام سے مشہور ہوا ایک ولی اللہ حضرت خواجہ محمد سلیمؒ کی دعا سے پیدا ہوا۔

شمس الدین اہلس حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کا مرید تھا۔ علاؤ الدین خلجی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا معتقد تھا اور آپ کے لنگر خانہ کے پیشتر اخراجات ادا کیا کرتا تھا۔ شیردکن سلطان ٹیپو بھی فتح پور والی سرکار حضرت سائیں ٹیپو شاہ کی دعا سے پیدا ہوا۔ مسلمان سلاطین ہند اولیاء کرام کے معتقد تھے۔ عظیم الشان تاریخی عمارات آج بھی سلطنت مغلیہ کے شہنشاہوں کے ذوق کی یاد تازہ کر رہی ہیں۔ لیکن کوئی بادشاہ از خود یہ دعویٰ نہ کر سکا کہ اس نے کسی ایک کافر یا مشرک کو بھی مسلمان کیا ہو۔ محمود غزنویؒ سولہ حملے کرنے کے باوجود سومات فتنہ نہ کر سکا لیکن یہ کام حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی قمیض نے کر دکھایا جس کی بدولت اس کفرستان میں اسلام آیا۔ آج ہمارا مسلمان ہونا محمود غزنویؒ یا بابر کی تلوار کا کمال نہیں ہے یہ اکبر یا شاہجہان کے جلال اور قوت و طاقت کا کرشمہ نہیں یہ کسی بادشاہ کی بہادری یا تاریخی عمارات کی شان و شوکت کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ اولیاء کرام کی تبلیغ اسلام کا شمرہ ہے یہ ان درویشوں کی حق پرستی اخلاق و کردار کے طفیل ہے جو اپنے دلوں میں

توحید کی شمع لے کر آئے اپنے سینوں میں عشق مصطفیٰ لے کر آئے۔ ان کے ساتھ لشکر و سپاہ نہیں تھی۔ بلکہ ان کے ہاتھوں میں تسبیح و مصلے تھے۔ وہ دامن مصطفیٰ ﷺ کو تھامے ہوئے تھے۔ وہ کسی شان و شوکت سے نہیں بلکہ دین و ایمان کی قوت سے سرشار ہو کر آئے تھے۔ وہ تخت و تاج کے پجاری نہیں تھے بلکہ بوریا نشین تھے۔ اجیر شریف کے جوگی جے پال کے جادو کو توڑنے کے بعد حضرت خواجہ معین الدین اجیریؒ کی نگاہ عنایت سے کم و بیش ایک لاکھ مشرکوں نے کلمہ پڑھا اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت سلطان العارفين کی زیارت سے ہی منکر حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے۔ لاہور کے سرکش راجہ کے شاہی محلات میں اسلام کی شمع روشن کرنے والے حضرت داتا گنج بخشؒ جویریؒ تھے۔ باطل پرست انسانوں کو حق کے سامنے جھکا دینے والے حضرت حسن زنجائیؒ ہی تھے۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

نہ تخت و تاج نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

نیکی و بدی کی جنگ آج بھی جاری ہے۔ جہاں سینما وی سی آر اور بالخصوص ٹی وی سماجی اور معاشرتی برائیوں کو پھیلانے میں مشغول ہیں۔ نئی پود کے اخلاق و کردار کو تباہ کرنے میں یہ ادارے پیش پیش ہیں۔ وہاں اس پر آشوب دور میں اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے کی نسل کو دین اسلام کی طرف راغب کرنے اور اسے دینی تعلیم سے روشناس کرانے میں یہ خرقة پوش شب و روز محنت شاقہ سے کام لے کر مصروف عمل ہیں۔ گو کہ قطہ الرجال کا زمانہ ہے۔ پھر بھی اللہ کے ایسے دوست اب بھی موجود ہیں۔ جنہیں قرآن حکیم میں کہیں مومنین تو کہیں خاشعین اور کہیں صابریں تو کہیں متقین کہیں حزب اللہ کہیں عباد اللہ اور کہیں عباد الرحمن کے القاب عطا ہوئے ہیں۔ یہ اولیاء کرام آج بھی شیطانی قوتوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ انہیں نفوس قدسیہ میں ایک عظیم المرتبت شخصیت حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی بھی ہے۔

فیصل آباد شہر کے مختلف گوشوں میں ہفتہ وار محافل ذکر اور ماہانہ محافل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے جس میں آپ اپنے نورانی خطاب سے حاضرین کے قلوب کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور فرماتے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ روزانہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ خلیفہ 18/23 گرین و یوکلونی فیصل آباد میں بعد از نماز مغرب اپنے ارشادات سے طالبان حقیقت و معرفت کو نوازتے ہیں۔ ان محافل میں عوام الناس کو دینی تعلیمات سے متعارف کرایا جاتا ہے اور ہر ممکن کوشش کر کے ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے۔ تبلیغ دین کا یہ ایک موثر اور منفرد طریقہ ہے۔ لیکن جو احباب اپنی نجی مصروفیات یا بیرون شہر مقیم ہونے کے باعث ان محافل میں شرکت نہیں کر پاتے اور بدیں وجہ انہیں اس تقریری اور زبانی پروگرام سے مستفید ہونے کا موقعہ نہیں ملتا۔ ان کے لیے ضروری سمجھا گیا ہے کہ ان ارشادات کو کتابی شکل میں محفوظ کر دیا جائے تاکہ

ہر کس ونا کس تک دین اسلام کا یہ پیغام پہنچ جائے اور اس کے مطالعہ سے وہ فیض یاب ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ بطیفیل محمد مصطفیٰ ﷺ ہماری اس مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

پروفیسر عبدالغفار

نقشبندی علوی

16 دسمبر 1994ء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ
وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا
رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

معزز حاضرین! کئی نظر یہ ہے۔ ہر نظریہ کی ایک حد ہے کئی فرقے ہیں فرقے علم سے بنتے ہیں۔ ایک دوسرے کی بات
مانتے نہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے علم قرآن مجید سے لیا ہے میں نے علم حدیث شریف سے لیا ہے۔ کوئی نہیں مانتا سب
نے اپنے علم کو جنت دوزخ کی ٹکٹ بنا کے رکھا ہوا ہے ان کو ماننا کوئی آسان کام نہیں۔ بڑے بڑے مناظرے ہوتے
ہیں پھر بھی وہ لوگ وہیں کے وہیں رہتے ہیں بلکہ اور بھی زیادہ ڈٹ جاتے ہیں سخت ہو جاتے ہیں مرنے اور مارنے پر تل
جاتے ہیں ایسے ہر مسئلہ کا ایک نتیجہ ہوتا ہے۔ ایک فرقہ کہتا ہے کہ بندہ گناہ کر کے گندے انڈے کی مانند ہو جاتا ہے اور
اندر سے وہ خراب ہو جاتا ہے نہ اب اس میں چوزہ بن سکتا ہے نہ آپ اسے کھا سکتے ہیں اوپر سے آپ خواہ رنگ کر دیں
خواہ سفیدی کر دیں۔ اسے ابال دیں۔ اس پر درود شریف پڑھ دیں کچھ بھی اس پر کر دیں وہ گندہ انڈہ ہے قبر میں چلا گیا
ہے اب جو تم چاہو وہ کرو وہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ جس طرح آپ انڈہ صحیح نہیں کر سکتے اسی طرح وہ گنہگار جو قبر میں چلا گیا ہے
اسے تم صحیح نہیں کر سکتے دوسرے کہتے ہیں کہ تم ہماری بات نہیں سنتے نہ سنو لیکن نبی پاک ﷺ کی بات تو سنو۔ وہ کہتے ہیں
کہ سب تمہارے مولویوں کی باتیں ہیں ہم کیا سنیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا
اب ہو گی کہ روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گناہ پر ہیز گاری واہ واہ

وہ کہتے ہیں کہ یہ سب تمہارے مولویوں کے بنے ہوئے اشعار ہیں۔ اس میں مذہب کہاں ہے اس میں اسلام کہاں ہے
اس میں قرآن کہاں ہے اس میں حدیث کہاں ہے ہمیں تو جو روشنی ملتی ہے قرآن وحدیث سے ملتی ہے۔ سامعین اس کا
جواب آنا چاہیے ورنہ گندے انڈے والے گروہ میں شامل ہو جاؤ گے۔ اس کا جواب سب کو آنا چاہیے جو شفاعت کا
ماننے والا ہے۔ زبانی کلامی نہیں۔ کسی کو گرہ پڑ چکی ہے کسی کو غصہ آیا ہوا ہے کسی کی زبان ٹیڑھی ہو گئی ہے۔ اس کا جواب
قرآن پاک سے ہے۔ حدیث پاک سے ہے۔ حضور پاک ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ فرماتے ہیں کہ کتنے ہی گندے
انڈے ہیں جب قبر میں رکھے جاتے ہیں تو جہنمی ہوتے ہیں جب قیامت کے دن انھیں گے تو وہ جہنمی ہونگے۔ یا رسول
اللہ ﷺ یہ کیا کریں گے۔ فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ جب قبر میں جائیں گے تو جہنمی ہوں گے۔ لیکن اس کے وارث جو بیٹے جو

رشتہ دار اس کے لئے بخشش کی دعا کریں گے آیت کریمہ نکالیں گے اس کے لئے دور در شریف پڑھیں گے۔ کلمہ شریف ایک لاکھ بار جس کو مل جائے گا وہ بخش دیا جائے گا۔ گندہ انڈہ نہیں رہتا وہ اچھا انڈہ بن جاتا ہے اور یہ جو شعر ہے۔

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ

قرض لیتی ہے گناہ پر ہیز گاری واہ واہ

اس کی بنیاد حدیث شریف پر ہے۔ اچھا انڈہ بننے کیلئے عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ ہماری شفاعت حضور پاک ﷺ کریں گے اگر یہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا چاہیے یہ عقیدہ صحیح ہے۔ ایک آدمی اس عقیدے والا کہ حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے وہ قیامت کے دن پکڑا جائے گا۔ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش ہوں گے۔ بڑے بڑے گناہوں کی ابھی باری نہیں آئے گی پوچھا جائے گا تو نے کسی کی مرغی کو پتھر مارا۔ جی ہاں تم نے کسی کا انڈہ چرایا۔ ہاں جی۔ تم نے کسی کی گاے کی رسی کاٹ دی۔ ہاں جی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے اس بندے نے چھوٹے چھوٹے گناہ کئے اس کو ہر چھوٹے گناہ کے بدلے نیکیاں دینی شروع کر دو۔ پہلے تو وہ بہت ڈرا ہوا ہوگا کہ میں نے بڑے بڑے گناہ بھی کئے ہیں۔ جب نیکیاں ملنی شروع ہوں گی تو وہ شیر بن جائے گا اور کہے گا یا اللہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں چھوڑیں میں نے فلاں بڑا گناہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا تم اقرار کرتے ہو۔ کہا جائے گا جاؤ اس کے وہ بڑے گناہ بھی لاؤ اور ان کے بدلے نیکیاں بدل دو۔ اس شخص سے پہلے عالم یہ ہوگا کہ ماں بیٹے سے کہے گی کہ بیٹا اپنی نیکی مجھے دے دو۔ بیٹا انکار کرے گا اور کہے گا کہ تم اپنی نیکیاں مجھے دے دو تاکہ میں بچ جاؤں۔ بیوی خاوند سے اور خاوند بیوی سے ہر شخص دوسرے سے نیکی طلب کرے گا لیکن کوئی نہ دے گا۔ بیٹا ماں کی منت سماجت کرے گا کہ دنیا میں بھی تو نے میرے ساتھ نیکی کی دودھ پلایا اب بھی مہربانی کرو مجھے اپنی نیکیاں دے دو۔ ماں کہے گی کہ بس جو دودھ پلانا تھا وہ پلا آئی ہوں بلکہ اب اس دودھ کے بدلے مجھے اپنی نیکیاں دے دو تو بیٹا انکار کر دے گا۔ ہر ایک کو نفسی نفسی پڑی ہوگی اور پھر اس شخص کا کس پیش ہوگا۔ اور اس کو بڑے بڑے گناہ ہوں گے صلی اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی شفاعت کے صدقے بخشش عطا فرمائے گا تو لوگ کہیں گے کہ یا رو اپنی بدیاں مجھے دے دو اور میریاں نیکیاں خود لے لو۔ چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہی دے دو پھر واپس لے لینا۔ گنہ گاری لیتا ہے۔ اس کے بدلے دیتا کیا ہے؟ پرہیز گاری۔ تقویٰ طہارت اچھے عمل۔ بخشش کا یہ عالم ہے اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کرے۔ آمین۔ اور ایصال ثواب کا یہ عالم ہے۔ ایک آدمی تھا بہت خراب آدمی تھا وہ کسی کا لٹا نہیں کرتا تھا۔ اپنے بیٹے کا نہیں بیٹی کا نہیں پڑوسی کا نہیں کسی رشتہ دار کا نہیں۔ خالہ کا نہیں تایا چچا کا نہیں محلے دار کا نہیں۔ وہ فوت ہو گیا۔ اس کے قریبی رشتہ دار بھی جن کے ذمہ کفن و دفن ہوتا ہے وہ بھی اتنے تنگ تھے کہ انہوں نے بھی کہا کہ اسے دفن نہیں کریں گے بلکہ باہر کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینکیں گے۔ اسے کتے کھائیں کوئے کھائیں چیلپیں اس کو نوچ نوچ کر بوٹی بوٹی کھائیں تو ہمیں ٹھنڈ پڑے۔ زندگی میں تو ہمیں تنگ کرتا تھا اب تو ہمارے بس میں ہے اپنا بدلہ ہم لیں گے۔ انہوں نے اس کی ٹانگ میں رسی ڈالی اور واقعی گھسیٹ کر اسے باہر گندگی پر پھینک دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

زمانہ تھا ان کو وحی پاک ہوئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرا ایک بخشا ہوا آدمی روڑی پر پڑا ہوا ہے اسے غسل دو۔ کفن دو اس کا جنازہ پڑھو اور احترام سے دفن کرو۔ اور یہ اعلان بھی کر دو کہ جو شخص اس کا جنازہ پڑھے گا اس کی بخشش بھی ہوگی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ آؤ اس شخص کی نماز جنازہ میں شرکت کرو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ جو شخص اس کے جنازہ میں شریک ہوگا اسے جنت ملے گی وہ بخش دیا جائے گا۔ یہ کہتے ہیں کہ گندے انڈے ٹھیک نہیں ہوتے۔ وہاں صفیں کی صفیں بن گئیں۔ جنازہ پڑھا گیا بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ یا اللہ اس میں کیا حکمت ہے یہ شخص تو ہماری شریعت کے مطابق اس مہربانی کے قابل نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری شریعت کے مطابق یہ لائق بخشش نہ تھا اس کا علاج بھی وہی تھا جو تم نے کر دیا لیکن مجھے اس کا ایک لحاظ ہے اور وہ یہ کہ ایک دن اس نے توریت کھولی اس میں نعت مصطفیٰ ﷺ درج تھی اس نے پڑھی اور نام محمد ﷺ پر بوسہ دے دیا تو میں نے اسے بخش دیا۔ اب بتائیے کتنے ہی گندے انڈے اس کا جنازہ پڑھنے سے صحیح ہو گئے۔ وہ بڑے سے بڑا گندہ انڈا اگر حضور ﷺ کے نام نامی اسم گرامی پر بوسہ دیدے تو بخش دیا جاتا ہے۔ یہ ہے بخشش کا بہانہ۔ صرف حضور ﷺ کے نام کا وسیلہ بھی باعث جنت بنتا ہے۔ آپ یہ وسیلہ ادھر لے لیں یہ وسیلہ ادھر پکڑ لیں یہ ہی پار لگانے کے لیے کافی ہے۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا
اب ہو گی کہ روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یہ کوئی ستراسی سال پرانا شعر ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کا شعر ہے کتنے کے سال ہوئے ہوں گے پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے پاکستان بننے سے 31/30 سال پہلے کا شعر ہے۔ یہ اتنا پرانا شعر ہے۔ لیکن پھر بھی آج بھی نیا ہی معلوم ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور آتے ہی سجدے میں گر گئے اور لب مبارک بل رہے ہیں جو بیاباں وہاں موجود ہیں وہ بھاگتی ہیں۔ اور سنتی ہیں کہ بچہ کیا کہہ رہا ہے وہ سنتی ہیں کہ بچہ کہہ رہا ہے کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ یا اللہ میری امت کے گندے انڈوں کو صبح انڈہ بنا دے تو اس دعا کے صدقے گندے انڈے انشاء اللہ صبح ہوں گے۔ بارگاہ عالیہ میں گندگی کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ نسبت کو دیکھا جاتا ہے۔ نسبت صبح رکھو نسبت نہ چھوٹ جائے۔ اعلیٰ حضرت کو دیکھیں کیسی نسبت پیدا کرتے ہیں فرماتے ہیں غوث الاعظم تیرا دروازہ ہو اور اس دروازہ پر ایک کتا ہو تو یا اللہ مجھے اس کتے کا مرید کر دے۔

تجھ سے در در سے سگ
سگ سے ہو میری نسبت

میری گردن میں رہے
دور کا ڈورا تیرا

فرماتے ہیں یہ عمل ہے اس عمل کی جزا کیا ہے فرماتے ہیں کہ اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے پس سامعین اتنی سی نسبت ہی پیدا کر لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ معراج پر جانے لگے تو عرض کیا یا اللہ مجھے تو آپ اس جہاں سے دور لا مکان تک لے جائیں گے بلکہ قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر لے جائیں گے لیکن یا اللہ میرا دل نہیں چاہتا کہ میں اپنی امت کو چھوڑ کر چلا جاؤں۔ سمجھو کہ مجھے اگر کوئی گورنر یا صدر پاکستان بلائیں تو میں تم سب کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ تو میرے دل میں اتنی جگہ نہیں ہے تمہارے لیے جتنی نبی پاک ﷺ کے دل میں اپنی امت کے لئے ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا اے نبی جنت میں چلے جائے لیکن حضور فرماتے ہیں کہ میں اکیلا تو جاؤں گا نہیں۔ اپنی امت کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔ فرمایا یا اللہ آپ معراج پر تو مجھے بلا رہے ہیں لیکن میں اپنی امت کا فراق برداشت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو میرے پاس آ جا۔ اپنی امت کا حال مجھ پر چھوڑ دے میں تمہیں راضی کر دوں گا۔ جس کام میں نبی راضی ہو جائیں اس میں بخشش ہے۔ وہاں پر بھی بات چیت ہوئی۔ فرمایا بتائیے کیا لائے ہیں میرے حبیب؟ عرض کیا التَّحِيَّوۃَ لِّلّٰہِ وَالصَّلٰوۃَ وَاَطِیَیْتُ یا اللہ میری زندگی بھی آپ کیلئے ہے میری نمازیں بھی آپ کیلئے ہیں میری پرہیزگاری بھی آپ کیلئے ہے یہ سب تو آپ کیلئے ہیں میں صرف عاجزی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اے نبی تم پر سلام۔ حضور پاک ﷺ عرض کرتے ہیں السَّلَامُ عَلَیْنَا یا اللہ میری امت بھی ساتھ ہو۔ السَّلَامُ عَلَیْنَا۔ عَلَیْنَا کا کیا مطلب ہے؟ ”ہم پر“ ”ہم“ میں کون شامل ہے۔ ہم میں امت داخل ہے لہذا حضور کی شفاعت کا اقرار کر کے امت محمدی میں شامل ہو جاؤ۔ ہر روز ہر نماز میں آپ یہ پڑھتے ہیں۔ السَّلَامُ عَلَیْنَا پھر آگے چل کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ یعنی نیک آدمیوں پر زیادہ سلام ہو۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے جو نیک آدمی ہیں انہوں نے نمازیں پڑھیں تبلیغ کی نیکی کی راہ دکھائی راہ دکھانے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس کی بات سن کر اس کی تبلیغ سن کر کوئی آدمی نیکی کرے گا۔ فرمایا نیک لوگ تو میرے لئے ہیں کوئی نماز پڑھتا ہے کوئی تلاوت کرتا ہے کوئی دودھ شریف پڑھتا ہے کوئی مدرسہ بناتا ہے اور کئی ہزاروں کام ہیں جو نیک لوگ کرتے ہیں فرمایا میں گنہگار کے لیے ہوں۔ بخشش کا بہانہ ہے جس طرح سے بھی کوئی کر لے۔ حضور پاک ﷺ کا آخری دیدار جس دن ہوا ہے اور آخری آدمی جس نے آپ کا دیدار کیا ہے وہ حیدر کرار شیر خدا رضی اللہ عنہ ہیں۔ قبر انور سے سب سے آخر میں باہر آئے ہیں۔ اب بھی یہی طریقہ ہے کہ میت کا نہایت قریبی آدمی ہی میت کو اتارنے کے لئے خود قبر میں اترتا ہے اور آخر میں باہر آتا ہے ایک سے زیادہ آدمی وہاں رہنے کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ جب آخری بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور پاک ﷺ کا دیدار کیا تو دیکھا کہ آپ کے ہونٹ بل رہے ہیں آپ نے کان لگا کر سنا کہ حضور پاک ﷺ کیا فرما رہے ہیں تو آپ نے سنا کہ حضور پاک ﷺ فرما رہے ہیں۔ یا اللہ میری امت کو بخش دے یہ

لوگ اب بھی حضور ﷺ کی دعائیں تسلیم نہیں کرتے۔ جی مر گئے اب کچھ نہیں کر سکتے۔ اب کوئی دعا نہیں کر سکتے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے میرے روضے کی زیارت کی مجھ پر واجب ہو گیا کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ آپ کا ایک امتی تھا اس کا صرف ایک عمل تھا کہ وہ ساری رات اس دروازے کے سامنے بیٹھا رہتا جہاں سے صبح حضور نبی پاک ﷺ نے باہر نکلتا ہوتا تھا اور اس کی یہ کوشش ہوتی رہتی کہ صبح سب سے پہلے زیارت کرنے والا وہی ہو۔ اس شرف کے لیے وہ ساری رات مسجد نبوی میں دروازہ کے سامنے بیٹھا رہتا۔ ایک دن وہ بہت خوش تھا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کیا بات آج تم بہت خوش نظر آ رہے ہو کیا نظر آ رہا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عرش الہی میرے سامنے پڑا ہے اور اس پر میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہا ہوں۔ فرمایا اور کیا دیکھ رہے ہو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت میں اچھا عقیدہ رکھنے والے تمام امتیوں کو جنت میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں فرمایا اور کیا دیکھ رہے ہو عرض کیا کہ تمام جہنمیوں کو جہنم میں لڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس بات کو آج سے چودہ سو سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے اور قیامت تک کے آنے والے جنتی امتیوں کو وہ صحابی اس وقت جنت میں دیکھ چکے ہیں۔ یہ صحابی کی تصدیق شدہ بات ہے اس میں کوئی غلطی یا جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہو سکتا۔ سرکارِ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام قادر یوں کو جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور مجدّد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام نقشبندیوں کو جنت میں دیکھا ہے۔ گندائندہ کہاں رہ گیا۔ کسی نیک آدمی کی دوا آدمی یہ گواہی دے دیں کہ یہ جنتی ہے تو وہ بلاشبہ جنتی ہے حضور پاک ﷺ کی حدیث ہے کہ چالیس نیک آدمی کسی میت کا جنازہ پڑھیں تو وہ میت جنتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ چالیس آدمی کہاں سے لائیں یہ تو مشکل ہے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا دو ہی کافی ہیں۔ دو بندے گواہی دے دیں بشرطیکہ عقیدہ صحیح ہو تو وہ جنتی ہے۔ نیک آدمی کا جنازہ جا رہا ہے۔ آپ صرف کندھا دے دیں۔ نیک آدمیوں کے جنازہ پر بھی بہت رش ہوتا ہے۔ آپ لمبے لمبے بانس باندھتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ آدمی کندھا دے سکیں۔ آپ اس لکڑی کو ہاتھ لگا دیں یا کندھا دے دیں تو آپ جنتی ہو جائیں گے۔ بہت رش ہے کہ آپ ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے تو دور سے ہی ایسا اشارہ کر لیں کہ جیسے آپ کندھا دے رہے ہیں تو جنتی ہو جائیں گے۔ نیک آدمی کے جنازے میں شامل ہو جائیں آپ جنتی ہو جائیں گے۔ قبر پر کھڑے ہو کر جو دعا مانگتے ہیں اس میں شامل ہو جائیں آپ پھر بھی جنتی ہو جائیں گے۔ آپ نبی پاک ﷺ ایک قبرستان کے قریب سے گزر رہے تھے کہ چہرہ مبارک پر ملال آ گیا آپ رنجیدہ ہوئے پھر یکدم آپ خوش ہو گئے۔ خوشی کا اظہار ہوا آپ نے تبسم فرمایا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضور یا رسول اللہ ﷺ ابھی ابھی آپ بہت رنجیدہ تھے اب اچانک آپ خوش ہوئے۔ حضور ﷺ ایسی کیا بات ہوئی۔ فرمایا ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ ہیں۔ ہوا تیز چلی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک کا ایک بال اڑ کر اس قبرستان میں گر گیا ہے۔ اس بال کے صدقے اللہ تعالیٰ نے تمام اہل قبور کو معاف کر دیا ہے ان سے عذاب موقوف ہو گیا ہے۔ دو گنہگار بندے عقیدہ صحیح ہو وہ بھی گندہ انڈا ابھی گندہ انڈا دونوں آپس میں ملیں۔ مصافحہ کریں اور دونوں پڑھیں۔ اللّٰهُمَّ صَلِّی

عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ پیچھے کریں دونوں جنتی ہیں۔ خوشخبری والا اسلام یہ ہے۔ جنتی بننے والا اور بنانے والا اسلام۔ اس جہان میں کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ زعم نہ رکھیں کہ آپ بہت نیک ہیں آپ کے اعمال بہت اچھے ہیں کہ آپ کو جنت میں لے جائیں گے۔ نہیں بلکہ صرف حضور ﷺ کی شفاعت پر بھروسہ رکھیں۔ جتنے بھی جنتی ہیں سب حضور ﷺ کی شفاعت سے ہی جنت میں جائیں گے۔ حضرت علیہ السلام حضور ﷺ کا دامن پکڑ لیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ شفاعت نہیں فرمائیں گے تو ہم جنت میں نہیں جائیں گے۔ دوسرا دامن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پکڑ لیں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ شفاعت فرمائیں۔ جس کے بغیر آج بخشش ممکن نہیں ہے۔ بغیر شفاعت سے بخشش ممکن نہیں ہے۔

کہا خدا نے کہ محشر کے روز شفاعت کی بات

میرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

ان کی شفاعت کا دروازہ کھلنے کے بعد اذن ملنے کے بعد اور بھی شفاعت کریں گے۔ پھر خانہ کعبہ بھی کرے گا۔ حجرا سود بھی کرے گا۔ بچہ جو نومولود فوت ہو گیا وہ بھی کرے گا تمہارا مرشد پاک بھی کرے گا۔ قرآن مجید بھی کرے گا۔ حتیٰ کہ قربانی کے بکرے بھی کریں گے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھے گا آج کس کی بادشاہی ہے چالیس سال تک کوئی جواب نہیں آئے گا اتنا ہیبت ناک منظر ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا کہ آج حکومت وَاَحَدُ الْفُقَهَارِ کی ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے اسم ”مستقم“ کی صفت سے ظاہر ہوں گے۔ انتقام لینے والا ہوگا اعمال بھی کام نہ آئیں گے۔ جیسے آپ کہتے ہیں کہ میں محفل میں آیا ہوں اے اللہ قبول کر۔ آپ کہتے ہیں میں نے محفل سجائی ہے یا اللہ قبول کر۔ میں نے نماز پڑھی ہے یا اللہ قبول کر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو یقین تو میں نے دی۔ پیسے تو میں نے دیئے طاقت تو میں نے دی اس میں تیرا کیا ہے۔

آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلا تے ہیں

سرکار نبی پاک ﷺ کے بلانے سے آپ آئے ہیں جس کو سرکار نہ بلائیں دنیا بھر کے معجزے اس کے سامنے پیش کر دو سارے محدث مفکر اپنا زور لگالیں اگر وہ مسلمان ہو جائے تو مجھے پکڑ لیں۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا یا اللہ دو عمروں میں سے مجھے ایک عمر دیدے اسے اسلام نصیب کر کے اسلام کی عظمت بڑھا دے۔ دو عمروں میں سے ایک۔ ایک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہے ایک عمر بن ہشام ہے۔ خوش قسمتی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی۔ حالانکہ وہ قتل کرنے آ رہے ہیں راستے میں اللہ تعالیٰ نے ایسا سبب پیدا کر دیا کہ وہ مسلمان ہو کر فاتح عالم ہو گیا۔ کفار اب بھی کہتے ہیں کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ پھر دوبارہ دنیا میں آجائیں تو پوری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ جو نظام فوج کا ہے ڈاک خانہ کا ہے اور جو بھی جتنے نظام حکومت ہیں سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے رائج کردہ ہیں۔ صرف ہم ہی فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں بلکہ ساری دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ دوسرا عمر بن ہشام حضور ﷺ نے اسے بلایا ہی نہیں مانگا ہی نہیں اور نہ ہی وہ آیا ہے۔

آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلا تے ہیں

کونسا معجزہ ہے جو اس کے سامنے نہیں ہوا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن دیکھ کر بھی اس نے کہا کہ جادو ہو گیا ہے اس نے سب آدمیوں سے کہا کہ فوج جادو اس جادو سے بھاگ جاؤ یہاں سے۔ دوسرے قریبی گاؤں سے جا کر معلوم کرو کہ چاند دو ٹکڑے ہوا بھی ہے کہ نہیں میرا تو خیال ہے کہ یہ جادو ہو گیا ہے۔ لوگ اس معجزہ کو دیکھ دیکھ کر مسلمان ہو رہے ہیں۔ کلمہ شریف پڑھ رہے ہیں لیکن یہ جادو بتا رہا ہے۔ وہ دوسروں کے لئے بھی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ حضور نے ہی اسے نہیں مانگا ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لا رہے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی دعا کا اثر ہے۔ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہیں تجارت کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ چاند آسمان سے نیچے اتر کر میری جھولی میں آ گیا ہے۔ اور آپ نے اسے سینے سے لگالیا ہے۔ آپ راہب کے پاس جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ خواب کیسی ہے۔ اس کا نتیجہ کیا نکلنے والا ہے۔ راہب نے جواب دیا کہ آپ مکہ کے رہنے والے ہیں۔ ہاں جی۔ قریشی ہیں۔ ہاں جی۔ وہاں ایک محمد ﷺ نامی شخص ہیں۔ ہاں جی اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے جاؤ جا کر اس پر ایمان لے آؤ اور اسلام قبول کرلو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تجارت سے واپس تشریف لائے سامان وغیرہ گھر پر رکھا اور جلدی جلدی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے فرمایا کہ خواب کس نے دکھائی تھی۔ خواب دکھانے والے بھی وہی ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لانے والے بھی وہی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام ان کی دعا سے ہے۔ حلیمہ سعدیہ کی ڈاچی کی رفتار ان کے کرم سے ہے۔ سوکھے ہوئے تھنوں میں دودھ بھر کر آجانا ان کے کرم سے ہے۔ حلیمہ سعدیہ کی ڈاچی کمزور اور ناتواں ڈھچوں ڈھچوں چلنے والی آپ کے کرم سے ایک پیرس بن گئی ہے۔ کہاں گئیں وہ باقی سب دائیاں اور ان کی تیز رفتار ڈاچیاں۔ آج کسی کو ان کے نام تک یاد نہیں ہیں۔ کتنے گندے انڈے آپ ﷺ نے سنوار دیے ہیں۔ زمانے بھر کی ناکارہ حلیمہ کی ڈاچی تھی آپ ﷺ نے کرم فرمایا تو آج ڈاچیوں کی سردار ہے۔ آپ ﷺ حلیمہ کے گھر تشریف لے گئے تو ان دنوں خشک سالی تھی بکریوں کو خوراک نہیں ملتی تھی۔ بھوکی پیاسی واپس آتی تھیں اسی وجہ سے ان کے دودھ بھی خشک ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو حلیمہ کی بکریاں خوب سیر ہو کر آنے لگیں۔ ان کے تھنوں میں دودھ بھی آ گیا دوسری دائیاں آنیں اور پوچھ لگیں کہ تمہاری بکریاں کدھر کو جاتی ہیں جہاں سے ان کو پیٹ بھر کر خوراک مل جاتی ہے۔ تمہارے گھر میں اتنا دودھ کہاں سے آ گیا۔ یہ تمہارے گھر سے روشنی کی لائیں کیسی نکلتی ہیں۔ تیرے پاس تو دینے میں تیل ڈالنے کے لیے پیسے نہیں تھے۔

حلیمہؓ سے پوچھو کر کے بکھر

کیا کس نے تیرے گھر کو منور

میں بھی وہی میرا گھر بھی وہی

گھر میں مہمان عجیب آ گیا ہے

مہمان اور وہ بھی عجیب مہمان آ گیا ہے۔ یہ تیری میری بات نہیں ہم کتنے ہی بن سنور کر جائیں ہم وہ مہمان نہیں بن سکتے۔ کپڑے اچھے پہن لیں۔ اچھی داڑھی رکھ لیں اگر یہ داڑھی منظور ہوگی تو یہی بخشش کا بہانہ بن جائے گی۔ سکھ کی بھی داڑھی ہوتی ہے اسے بنانے سنوارنے میں وہ گھنٹوں لگا دیتے ہیں اس کا آدھا وقت کیس (بال) اور داڑھی سنوارنے میں لگ جاتا ہے بالوں کو سیٹ (SET) کرنے والی مشین بھی استعمال کرتے ہیں اس میں تیل وغیرہ بھی اور دوسرے لوازمات بھی استعمال کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ داڑھی کسی کام کی نہیں۔ لیکن مومن مسلمان کی داڑھی ہر طرح سے کامیاب ہے۔ ایسا کیوں ہے اس داڑھی کی نسبت حضور پاک ﷺ سے ہے۔ اس کا تعلق مہمان عجیب سے ہے یہ داڑھی اسی لئے کامیاب ہے۔ ایک شخص بالکل CLEAN SHAVE داڑھی نہ مونچھیں وہ مر گیا لیکن مرنے سے پہلے اس نے وصیت کی کہ مجھے غسل دینے کے بعد روٹی لیکر میری مونچھیں اور داڑھی بنادینا۔ وارثوں نے ایسا کر دیا اور دفن کر دیا۔ قبر میں فرشتے آئے اور سوال کرنا شروع کر دیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرشتو رک جاؤ سوال بعد میں کرنا پہلے اس سے یہ پوچھو کہ اس نے یہ جعل سازی کیوں کی ہے۔ ساری عمر اس نے داڑھی نہیں رکھی ہمیشہ CLEAN SHAVE رہا اب جب یہاں آیا تو روٹی سے جعلی داڑھی مونچھیں لگا کر کیوں آیا۔ اس نے جواب دیا یا اللہ میرا ساری عمر دل کرتا رہا کہ میں تیرے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کروں داڑھی رکھوں لیکن کبھی بیوی کے ڈر سے کبھی دوستوں کے خوف سے کبھی عزیز و اقارب کی طعنہ زنی سے ڈرتا رہا اور میں داڑھی نہ رکھ سکا۔ لیکن میرا دل ہر وقت چاہتا رہا کہ داڑھی رکھوں اب مرنے کے بعد مجھے ان کی طرف سے کوئی ڈر خوف نہ تھا لیکن تیرے سے ڈرتا تھا کہ CLEAN SHAVE تیرے دربار میں حاضر ہوں گا تو یقیناً باز پرس ہوگی۔ یا اللہ تیرے ڈر کی وجہ سے میں نے یہ جعل سازی کی ہے اللہ فرمائے گا اچھا تو مجھ سے ڈر گیا تھا جائیں نے تجھے بخش دیا۔ اب بھی یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی بچہ داڑھی رکھنے کا ارادہ کرے تو گھر والے اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ ابھی تمہاری شادی کرنی ہے کوئی تمہیں بیٹی نہیں دے گا۔ داڑھی رکھ کر خاندان کی ساکھ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ابھی داڑھی نہ رکھو بہت وقت پڑا ہے ابھی سے تمہیں کیا مصیبت پڑی ہے۔ اسی طرح اس آدمی کے ساتھ بھی ہوا ہے کسی نے داڑھی نہ رکھنے دی۔ لیکن مرنے کے بعد پھر اسے کسی دنیاوی رشتہ دار کا خوف نہ تھا اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی مشابہت بنوائی اس ادنیٰ سی مشابہت کی وجہ سے وہ بخشا گیا۔ دوسری طرف سکھ ہے کہ سارا کریم پاؤ ڈر اور نہ جانے کیا کیا لوٹن وہ استعمال کر کے داڑھی بنا سنوار کر رکھتا ہے۔ لیکن قیامت کے روز کوئی فائدہ نہ ہوگا پھل صرف نسبت کو لگتا ہے اس کو نسبت نصیب نہیں ہے آپ نے ہر بری چیز کا انتخاب فرمایا اور اسے ایسا اچھا کیا کہ دنیا جہاں میں اس کا ثانی نہیں ملتا۔ کیا ڈاچیوں میں یہ ڈاچی سب سے افضل نہیں۔ کیا کبر یوں میں یہ کبریٰ سب سے اچھی نہیں۔ کیا جھوٹے دیوں میں حلیمہؓ کی جھوٹی زنی سب سے اچھی نہیں۔ دانیوں میں سب سے اچھی دانی کون ہے۔ دنیا میں بچوں کی دانیاں ہوتی ہیں۔ امیر کبیر لوگ اپنے بچوں کے لئے دانیوں کا انتخاب کرتے ہیں جو بڑھی لکھی ہوتی ہیں ایم اے۔ ایم

ایس سی اور پی ایچ ڈی بھی ہوتی ہیں۔ ماہر ہوتی ہیں TRAINED ہوتی ہیں CHILD CARE یعنی بچوں کی نگہداشت کے فن میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتی ہیں اور بہت زیادہ تنخواہ پاتی ہیں۔ ان سب کو اکٹھی کر لیں تو ان میں سردار کون ہے۔ سردار حلیمہؓ ہے۔ جو سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائی ہے۔ وہ خود بھی سردار ہیں اور ان کی دائی بھی سردار ہے۔ حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت بہت ساری دایاں مکہ میں آئیں تیز رفتار ڈانچوں پر سب سے آگے بڑھ کر جلدی جلدی پہنچ گئیں۔ بہت ساری آپ ﷺ کے ہاں بھی آئیں کہنے لگتیں کہ بچہ تو اچھا ہے خوبصورت ہے لیکن یتیم ہے ہمیں اپنی اجرت نہیں ملے گی۔ یہ بیوہ ہے زیادہ سے زیادہ دو کپڑے دیدیگی۔ وہ سب چھوڑ کر چلی گئیں۔ دائی حلیمہ پیچھے رہ گئی۔ کمزور ڈانچہ والی خود بھی کمزور اپنے بھی پستانوں میں دودھ نہیں۔ ڈانچہ کا بھی دودھ نہیں کوئی اسے اس حالت میں دیکھ کر اپنا بچہ بھی نہیں دیتا۔ وہ بھی آئی حضور ﷺ نے فرمایا حلیمہ آ جا تجھے کوئی بچہ نہیں دیتا تو تجھے میں قبول کرتا ہوں۔ دائی جو قبول ہوئی وہ دانیوں میں نمبروں۔ جو سواری قبول ہوئی وہ سواریوں میں نمبروں۔ جو جھونپڑیوں میں قبول ہوئی وہ جھونپڑی نمبروں۔ نعت خواں بڑی تعریف کرتے ہیں اس جھونپڑی کی۔ وہ کہتے ہیں۔

واہ ری حلیمہ دائی تو نے کیسی قسمت پائی

تیری گھاس پھوس کی جھونپڑی میں میرے پیارے محمد آئے

آبائی شہر مکہ بھی چھوڑ دیا۔ اپنا انتخاب خانہ کعبہ بھی چھوڑ دیا۔ آ ب زم زم بھی چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ گئے کہاں؟ انگلینڈ نہیں سوئٹزر لینڈ نہیں امریکہ نہیں گئے تو کہاں گئے میثرب جسے کہتے ہیں ”پیاروں کا گھر“ وہاں کا انتخاب فرمایا۔ کھار پانی تھوڑا پانی جو مکہ سے گئے تھے سب کے پیٹ خراب ہو گئے پیٹ میں درد رہنے لگا۔ بیمار پڑ گئے تھے بخار آ گیا سب نے ہائے وائے شروع کر دی کہ مکہ سے آ گئے۔ مکہ سے آ گئے! ایک کنواں جو آدھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لیے خرید لیا تھا وہ بھی کڑوے پانی کا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کنویں سے پانی کا پیالہ منگوا لیا۔ منہ مبارک میں ایک گھونٹ لیا دوبارہ پیالے میں کھلی کر دی فرمایا جاؤ مسلمانوں کے حصہ میں ڈال دو۔ مسلمانوں کے حصہ کا پانی بیٹھا ہو گیا اور یہودی والا حصہ بدستور کڑوار ہا اب اس سے کوئی پانی خریدتا نہ تھا آخر اس نے وہ بھی بیچ دیا۔ اب سارے کنوئیں کا پانی بیٹھا ہے اور آج تک بیٹھا ہے لوگ پیتے ہیں میثرب کا مدینہ بنادیا۔ مدینہ منورہ کیا مطلب ایسا مدینہ۔ مدینہ کے معنی شہر اور منورہ جس سے نور نکلتا ہو معراج پر جانا تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جاؤ کوئی براق لے جاؤ تاکہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر سواری کر کے آئے جبرائیل علیہ السلام جنت میں گئے تو تمام براق ایک سے بڑھ کر ایک خوب تیاری کے ساتھ کھڑے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو انتخاب کرنا مشکل ہو گیا کہ کس براق کو لے جائیں۔ ہر براق خوشی میں جھوم رہا تھا کہ حضور ﷺ کے لائق تو میں ہی ہوں مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام واپس تشریف لے گئے اور عرض کیا یا اللہ یہ تو سب ایک سے بڑھ کر ایک ہے میں انتخاب کس طرح کروں۔ میں جس کا انتخاب کروں اس سے ممکن ہے کہ دوسرا بہتر ہو۔ یا میرے منتخب شدہ براق سے ادب کے تقاضے پورے نہ ہو سکیں

تو پھر آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ انتخاب غلط کیوں کی۔ یا اللہ آپ خود ہی انتخاب فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سب کو رہنے دو یہ جو کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے لائق ہیں یہ سب نالائق ہیں۔ وہ اندر ایک لاغر اور بیمار براق کھڑا رہا ہے جاؤ اس کو چاکر خوشخبری دے دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام گئے اور دیکھا ایک لاغر کمزور بیمار براق کھڑا رہا ہے آپ نے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو۔ اس نے کہا کہ تمام براق آج خوش ہیں اور اس لائق ہیں کہ حضور ﷺ کی سواری کے لیے اپنے آپ کو پیش کر سکیں۔ لیکن میں تو اس قابل بھی نہیں کہ اپنے آپ کو آقا ﷺ کی سواری کے لیے پیش کر سکوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا انتخاب فرمایا ہے وہ اسی خوشی سے تندرست ہو گیا۔ مونا تازہ اور خوبصورت ہو گیا۔ اسی لیے ہے کہ

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

فرماتے ہیں

جسے چاہا اپنا بنا لیا جسے چاہا در پہ بلا لیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

سب سے کمزور لاغر اور بیمار براق کو آپ ﷺ سے نسبت ہو گئی تو وہ سب سے افضل ہو گیا۔ باقی کسی براق کی بات کوئی کرتا ہی نہیں ہے صرف اسی براق کی باتیں ہوتی ہیں انسان کے جسم پر سب سے کم تر لحاظ سے لباس کو سنا ہے پگڑی ہے شلوار ہے قمیض ہے جوتی ہے۔ اس میں کم سے کم درجہ کس کا ہے۔ جوتی کا ہے۔ کسی کو یہ کہنا ہو کہ تو بہت برا ہے نکما ہے تو کہا جائے گا کہ تو جوتی جیسا ہے فلاں آدمی تو میری جوتی جیسا بھی نہیں ہے۔ یا پھر یہ کہ تھوک بھی سب سے کم کی درجہ کی چیز ہے۔ انسان کہتا ہے کہ میں تو اس پر تھوکتا بھی نہیں۔ اب تھوک کم تر چیز ہے یا پھر جوتی۔ اب جوتی جوتی ہی ہے وہ کسی امیر کے پاؤں میں ہو۔ کسی بادشاہ کے پاؤں میں ہو کسی وزیر کے پاؤں میں ہو کسی جگے کے پاؤں میں ہو کسی جاگیر دار کے پاؤں میں ہو لیکن ایک جوتی وہ ہے جو میرے نبی پاک ﷺ کے پاؤں میں آئی اب اس جوتی کا کیا رتبہ ہے۔ جوتی چمڑے کی ہو یا ریشمین کی ہوگی جس وقت وہ تیار ہو کر پاؤں میں چلی جائے گی تو جوتی کہلائے گی خواہ بادشاہ کے پاؤں میں ہو یا کسی گداگر کے پاؤں میں آئے۔ ایک جوتی میرے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے پاؤں میں آئے تو اس جوتی کا درجہ کیا ہے۔ اس جوتی کے تلوے کو ٹوٹی لگی ہوئی ہے وہ اگر عرش کے چرے پر لگے گی۔ تو اسے عظمت نصیب ہو گی۔ معراج کی رات عرش رونے لگا کہ یا اللہ آپ کے حبیب پاک ﷺ اپنی نعلین پاک اتار کر مجھ پر آ رہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ کے قدم مبارک عرش پر لگنے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان سے سفارش کر دوں گا میرا تم سے وعدہ ہے کہ اس جوتی کی خاک جب تیرے چرے پہ لگے گی تو تجھے عرش سے عرش معلیٰ بنا دوں گا۔ حالانکہ جوتی مسجد میں نہیں جاتی اگرچہ آپ اسے کئی مرتبہ دھولیں۔ خانہ کعبہ میں جوتی نہیں لے جاسکتے لیکن یہ جوتی ہے کہ عرش کو عرش معلیٰ بنارہی ہے۔ کیا یہ جوتی عرش کو عرش معلیٰ بنارہی ہے نہیں نہیں یہ نسبت رسول ﷺ بنارہی ہے جو کہے کہ میں حضور ﷺ کے لائق ہوں میرا

مکان لائق ہے میری تقریر ان کے لائق ہے میرا عمل ان کے لائق ہے وہی دراصل نالائق ہے جو کہے کہ یا اللہ میں کرتو رہا ہوں لیکن یہ عمل حضور ﷺ کے لائق نہیں اگر قبول کر لیں تو ان کی مرضی۔ اپنے اعمال خود ٹھیک کر لیں۔ نسبت پیدا کر لو پھر گندے انڈوں کو اللہ تعالیٰ درست فرمانے والا ہے۔ داتا صاحب جیسے اور کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ گناہ گار آدمی فوت ہو جائے تو اس کو میرے روضے پر لاؤ۔ اس کا جنازہ پڑھو۔ اللہ کے فضل سے بخش دیا جائے گا۔ خود جا کر زندگی میں داتا صاحب کی مسجد میں دو رکعت نماز باجماعت ادا کرو۔ بخشش ہو جائے گی۔ پاکپتن والوں کا اعلان ہے کہ کوئی میرے دروازے سے اس بہشتی دروازہ سے گزر جائے تو جنتی ہے۔ کیلیا نوالی سرکار کا اعلان ہے کہ جو میری گلی سے گزر جائے جنتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ محفل میں کسی جگہ میرے کسی ادنیٰ سے غلام کا ذکر کرو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایسے تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسے تھے میرے فلاں صحابی ایسے تھے اور نیک بندوں کا ذکر کرو تو سامعین پر نزول رحمت ہوتی ہے لیکن کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کا ذکر کر لیں۔ زمین پر کر لیں فرش پر کر لیں۔ آسمان پر کر لیں جہاں چاہیں کر لیں اور اس محفل میں حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق کوئی بات نہ ہو کوئی نعت نہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات سے متعلق کوئی اشارہ نہ ہو یہ قبول نہیں ہوا آپ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھ لیں۔ سجدہ میں پڑھ لیں کھڑے ہو کر پڑھ لیں۔ یہ محفل قبول نہیں ہوئی۔ قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم نے اتنی بڑی محفل سجائی لیکن اس میں میرے حبیب پاک ﷺ کا ذکر نہیں کیا کیوں نہیں کیا۔ لیکن اس کے مقابلے میں تو کچھ بھی نہ کر صرف یہ کہہ دے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ تو یہ قبول بھی ہو گیا اور محفل بخش بھی دی گئی۔ کیونکہ اس پر دس بار اللہ تعالیٰ کا درود شریف ہے آپ پڑھیں تو اس میں اشارہ ہے کہ اے اللہ تو یہ کر دے لیکن اللہ تعالیٰ کا درود شریف میں بخشش ہے۔ فرمایا دس نیکوں کا اضافہ ہو گیا جو کی بھی نہیں ہیں۔ دس گناہ معاف ہو گئے دس درجے بلند ہو گئے۔ یہ صرف نسبت رسول ﷺ کی بات ہے۔ فرمایا کہ تو چیزیں طلب کرنی چھوڑ دے کہ مجھے یہ دیدے مجھے دولت دیدے مجھے ایمان دیدے فرمایا ہر دعا مانگی، بند کر دے تو صرف یہ کہہ دے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ تو اللہ تعالیٰ دنیا و کائنات کی بہتر چیز تھے عطا فرمادیں گے۔ بابا فریدؒ گیا فرماتے ہیں

اٹھ فرید استیا تے خلقت ویکھن جا

جے کوئی مل جائے بخشیا تے توں وی بخشیا جا

اس شعر پر ختم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی پاک ﷺ سے نسبت پیدا کرنے کی توفیق فرمائے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ زندگی کے روزمرہ کے معمولات اعمال اسی طرح ادا ہوں جس طرح سنت رسول ہیں تاکہ نسبت پیدا ہو جائے نسبت سے ہی کام بنتا ہے۔ نسبت سے ہی بخشش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہماری نسبت کو قائم و دائم رکھے۔ آمین

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب برہائش شاہد حسین صاحب رضا آباد 03/09/93

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین بسم اللہ الرحمن الرحیم انا عطینک الکواثر صدق اللہ وصدق النبی الکریم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا لڑین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

ہوں میں آقا کے درکا گدا اللہ اللہ یعنی نعت شریف حاجی رشید صاحب نے پڑھی بڑے ذوق شوق سے پڑھی ہے فرماتے ہیں کہ ہوں میں آقا کے درکا گدا اللہ اللہ یہ اللہ اللہ کے الفاظ اس وقت بولے جاتے ہیں جب الفاظ ختم ہو جاتے ہیں جب الفاظ ختم ہو جائیں جب کوئی عبارت باقی نہ رہے الفاظ کی کمی ہو جائے بندہ بے بس ہو جائے اور اپنے جذبات کی ترجمانی کرنے کے لیے اس کے پاس الفاظ نہ ہوں تو وہ کہتا ہے اللہ اللہ جسے سمجھ آ جائے وہ کہتا ہے مُبْحَنُ اللہ اور جسے سمجھ نہ آئے وہ کہتا ہے اللہ اللہ یعنی مجھے تو معلوم نہیں بس اللہ کو پتہ ہے فرماتے ہیں میں ہوں آقا کے درکا گدا۔ میں حضور ﷺ کے درکا غلام ہوں ایک ادنیٰ سوالی ہوں ایک ادنیٰ سافقیہ ہوں پھر آگے فرماتے ہیں اللہ اللہ کہ جو میں بن گیا ہوں جو میرا مقام بن گیا ہے یہ میں نہیں بتا سکتا اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں حضور ﷺ کے درکا گدا ہوں لیکن میری شان نہ پوچھو کہ میں کیا بن گیا ہوں۔ یہ میں نہیں بتا سکتا کہ کیا شان ہے

نہ پوچھو میرا مرتبہ اللہ اللہ

لیکن پھر بھی تھوڑی سی جھلک تو ہو کہ بن گیا گیا۔ وہ جا کر بنا گدا۔ جا کر بنا سوالی۔ جا کر بنا حضور ﷺ کے درکا منگتا۔ تو بن گیا گیا وہ بادشاہ بن گیا۔ وہ غوث بن گیا۔ وہ قطب بن گیا۔ آخر وہ کیا بن گیا کوئی تو جھلک ہونی چاہیے۔ ہم سارے اولیاء کرام کے در کے گدا ہی ہیں لیکن صرف بتانے کے لیے کہ جب ہم گدا بنتے ہیں جب ہم سوالی بن جاتے ہیں تو ہماری شان کیا ہوتی ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ کی شان اتنی بلند ہے کہ صحیح طور پر اس کی تعریف ہو نہیں سکتی۔ محمد ﷺ ہوتا ہی وہی ہے جس کی مزید تعریف نہ ہو سکے۔ تمام لوگ تعریف کرتے کرتے تھک جاتیں۔ بس ہو جائیں سب ختم ہو جائے سب علوم ختم ہو جائیں تو حضور ﷺ کی تعریف پھر شروع ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ کو ایک خاص نظر سے دیکھا تو وہ بے ہوش ہو گئیں۔ ہوش آئی تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج کوئی خاص جلوہ تھا۔ یہ کیا تھا کہ جس سے میں بے ہوش ہو گئی اس سے پہلے بھی تو آپ ﷺ کہت دیکھا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے حسن پر اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار پردے ڈالے ہوئے ہیں۔ ان ستر ہزار میں سے ایک پردہ میں نے تھوڑا سا کھسکا یا ہے کہ تم پر ایسا جلوہ پڑا کہ تو بے ہوش ہو گئی۔ یہ حضور ﷺ کے حسن کے کمال کا بیان ہے۔ نعت خوانی بڑی اعلیٰ ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ”رکتے ہیں یہیں آ کے قدم اہل نظر کے“ یعنی اہل نظر بڑی دوڑ دھوپ کر کے آتے ہیں لیکن جیسے ہی حضور ﷺ کے در تک پہنچتے ہیں تو ان کے قدم رک جاتے ہیں کہ آگے کہاں جائیں۔ کوئی ان سے آگے نہیں جاتا۔ ”ان سے آگے نہ زمین ہے نہ زمان ہے“ نہ زمین ہے نہ زمانہ ہے۔ یعنی کسی عاشق نے کہا

کہ قدم تو رکھتے ہیں زمین پر۔ تو رک گئے لیکن حضور پاک ﷺ کی شان تو آسمانوں سے بھی اوپر ہے تو پھر زمین پر قدم رکھنے کا کیا فرق پڑا۔ انہوں نے فرمایا کہ ”رکتی ہے یہیں آ کے نظر اہل فکر کی“ ان دونوں میں فرق ہے۔ ”رکتے ہیں یہیں آ کے قدم اہل نظر کے“ قدم آ کے رک گئے اور ”رکتی ہے یہیں آ کے نظر اہل فکر کی“ اس کوچہ سے آگے نہ زمین ہے نہ زمان ہے۔ یہ اعظم جشتی کی نعت ہے۔ ہم تو ان کی جوتی کی خاک بھی نہیں ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کی شان آئے تو پھر آپ ﷺ کی شان بیان کرنے کے لیے کچھ تو عرض کرنا ہی ہوتا ہے کہ جہاں آ کے قدم رکیں وہاں سے حضور ﷺ کی نعت شروع نہیں ہوتی بلکہ فکر جہاں آ کے رکے وہاں سے حضور ﷺ کی نعت شروع ہوتی ہے۔ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ فکر اور نظر آپ کی آسمانوں تک جاسکتی ہے لیکن آپ کے قدم زمین سے نہیں اٹھیں گے۔ حضور ﷺ کی شان کا بیان ہے تو حضور پاک ﷺ کی شان تو بہت بلند ہے۔ اور یہ سب اندھیرے ساری بد عقیدگی اور یہ ساری بے عملی کس سے دور ہونی ہے کیا علم سے دور ہو جائے گی۔ علم خود ایک حجاب ہے۔ کیا نمازوں سے دور ہو جائے گی۔ نماز پڑھنے والا خود گرفتار ہے۔ کس سے دور ہو سکتی ہے۔ اکثر حاجی صاحب فرماتے ہیں کَشَفَ الدُّجَى بِحِمَالِهِ یہ سب اندھیرے کس سے دور ہونے ہیں۔ یہ نعت شریف ہے حضرت سعدیؒ کی اور بڑے بڑے نعت خوانوں نے یہ تنکا کیا ہے کہ ہماری ساری نعتیں لے لیں اور حضرت شیخ سعدیؒ کی یہ چار مصرعوں والی نعت۔ اس قطعہ کا ثواب ہمیں دے دیں۔

بَلَغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

كَشَفَ الدُّجَى بِحِمَالِهِ

حَسُنَتْ جَمِيعُ خَصَالِهِ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

یہ نعت اب بھی شیخ سعدیؒ حضور نبی پاک ﷺ کی گود میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ لوگوں نے دیکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی گود مبارک میں بیٹھے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا کہ شیخ سعدیؒ کو یہ شرف کیوں حاصل ہوا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اس نے یہ نعت لکھی ہے۔ اس میں ایک فقرہ ہے ہماری سب کی تعلیم کے لئے ہماری ساری ترقی کے لئے کہ ہماری ساری بد عقیدگی ہماری بے عملی کہاں سے دور ہونی ہے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے دیکھنے سے بِحِمَالِہِ اس کا مطلب ہے۔ آپ کے جمال سے۔ جو نبی جمال دیکھا۔ سب اندھیرے دور ہو گئے۔ ایک ہمارے دوست ہیں وہ فرما رہے تھے کہ وہ نور پور میں رہتے تھے۔ چھوٹی سی ان کی عمر تھی بس چودہ پندرہ سال کے تھے کہ ان کے گھر میں پیر صاحب تشریف لائے۔ اور یہ ان کی خدمت میں لگے ہوئے تھے۔ وہ پیر صاحب لوگوں کو تعویذ دے رہے تھے۔ کوئی اپنی حاجت بیان کرتا تعویذ لے جاتا۔ کوئی حاجت بیان کرتا اور تعویذ لے جاتا۔ وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے بھی عرض کیا کہ مجھے بھی تعویذ دیں۔ حضرت صاحب نے پوچھا کس بات کے لئے۔ تو بتایا کہ مجھے فلاں لڑکی

سے عشق ہے۔ میری شادی اس لڑکی سے ہو جائے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم آپ کو اس سے اچھی چیز دے دیتے ہیں۔ رات کو حضور پاک ﷺ کی زیارت ہو گئی۔ اس بات کو چالیس سال ہو گئے ہیں کہ جب زیارت ہوئی تھی فرماتے ہیں کہ۔ چالیس سال ہو گئے ہیں مجھے اب بھی اس کا سرور ہے اور اس زیارت کے بعد مجھ پر یہ اثر ہوا ہے کہ جب جہاں کہیں کسی لڑکی آرہی ہوتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ میری لڑکی آرہی ہے۔ چہ جائیکہ وہ عشق میں اسی کو پھنساتا تھا۔ اب یہ حالت ہے صبح بیدار ہوا وہ لڑکا تو حالت ہی بدل گئی اور اب تک یہ حالت ہو گئی ہے کہ اگر کسی کی ماں آرہی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میری ماں آرہی ہے۔ اگر کسی کی بہن آرہی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میری بہن آرہی ہے۔ پہلے وہ پرانی بیٹی تھی اب وہ اس کی اپنی بیٹی بن گئی ہے۔ اتنا شرم و حیا آ گیا ہے۔ یہ کس سے آیا ہے۔ رات کو اس نے کیا پڑھ لیا ہے۔ کچھ نہیں پڑھا صرف ایک چیز کہ حضور نبی پاک ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھ لیا ہے۔ ایسا انقلاب دیا نبی پاک ﷺ کی زیارت نے کہ ہر چیز کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔

انقلاب ایسا کیا ایک نظر سے برا

تو نے ہر چیز بدل ڈالی پرانی میری

تمام لوگ جانتے ہیں۔ ایک ٹرم TERM ٹیکسیاں چلانا۔ یہ عورتوں کا کاروبار چلاتے ہیں اسے کہتے ہیں ٹیکسی چلانا۔ ایک شخص تھا وہ یہ کاروبار کرتا تھا۔ ٹیکسی چلاتا تھا وہ ایک ٹیکسی پر عاشق ہو گیا اور اس سے کہنے لگا کہ تو مجھ سے شادی کر لے۔ اس لڑکی نے جواب دیا کہ تو تو میرے پیسے پر خود پل رہا ہے تم سے شادی نہیں کروں گی۔ لیکن وہ بہت عاشق تھا۔ اس نے کسی سے پوچھا کہ صوفی صاحب بتائیے کہ میں کیا کروں۔ کس طرح اس لڑکی کو آمادہ کروں۔ اس نے مشورہ دیا کہ تعویذ پلا دو۔ تعویذ ڈال دو۔ وہ شخص تعویذ لینے کے لئے یہاں سے ریٹالہ خورد گیا۔ وہاں ایک بزرگ سے تعویذ لینے گیا۔ دو منٹ پانچ منٹ دس منٹ اس بزرگ کی محفل میں بیٹھا تو اس کے دل میں یہ خیال آنا شروع ہوا کہ پاگل تو اس کنجری سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ وہ اتنی فاحشہ عورت ہے اور تو اس سے شادی کی تمنا رکھتا ہے۔ وہ اتنی بری عورت ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے تیری عقل پر پردہ پڑ گیا ہے۔ اسی وقت اس بزرگ کی زیارت کرنے سے ان کا دیدار کرنے سے اس فاحشہ عورت کی محبت دل سے نکل گئی۔ اس نے کہا کہ نہیں نہیں مجھے تعویذ نہیں چاہیے۔ مجھے آپ مرید کر لیں۔ وہ مرید ہو گیا۔ بیعت کر لی۔ اور ذکر کیا اور یہ جو مسجد ہے بڑے قبرستان والی اس میں بیٹھ کر ذکر کیا۔ اب اس کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ اسے حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری دیدار نصیب ہو گیا۔ اور وہ بزرگ میرے پیر صاحب ہیں۔ آج کل وہ گوجرہ شریف میں تشریف رکھتے ہیں۔ اس وقت وہ آدمی ریٹالہ خورد گیا تھا۔ ان دنوں وہ وہاں اسٹیشن ماسٹر ہوا کرتے تھے۔ صرف پانچ دس منٹ دیدار کرنے سے اس کی ہر چیز پرانی بدل کر نورانی ہو گئی۔ آپ نے بھی اگر اپنی چیز پرانی بدلی ہو آپ بھی اگر اپنا علاج چاہتے ہیں تو کسی نظر والے کے پاس چلے جاؤ۔ تیرا اس کے بغیر کوئی علاج نہیں۔ یہ حضرت علامہ اقبالؒ کا عقیدہ ہے

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ نہیں

ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں وہ سودخور تھے۔ قرضہ دیتے تھے سود لیتے تھے اور سب چھوٹے بڑے لوگ جانتے تھے اور اس سے بچتے تھے کہ کہیں اس کا سایہ بھی نہ ان پر پڑ جائے۔ وہ اس حد تک بدنام تھے کہ کہیں سایہ بھی اس کا ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم بے ایمان نہ ہو جائیں۔ وہ گلی میں سے گزر رہا ہے بچے نعرے لگا رہے ہیں۔ آواز سے کس رہے ہیں طعنے دے رہے ہیں اسے خیال آیا کہ بہت بے عزتی ہو رہی ہے یہ بہت خراب زندگی ہے۔ اس نے سوچا کہ حضرت ابوالحسن خرقائی کا در دولت ہے کیوں نہ میں وہاں حاضری دوں۔ وہاں گیا حاضری دی پانچ دس منٹ وہاں بیٹھا اور باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یہ بات سمجھا دی کہ اب ادب سے کھڑے ہو جاؤ یہ بندہ میرے ولی کے دربار پر حاضری دیکر واپس آ رہا ہے اب اگر اس پر تمہارا سایہ پڑ جائے تو تم بے ایمان ہو جاؤ گے۔ یہ تھے حضرت ابوالحسن خرقائی۔ حضور نبی پاک ﷺ کا ایک دشمن تھا اس کی بڑی خواہش تھی کہ میں حضور ﷺ کو قتل کر دوں۔ اس نے خنجر تیز کیا۔ زہر میں ڈبویا اور صبح سویرے خانہ کعبہ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اندھیرا کافی تھا چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے علم تھا کہ حضور نبی پاک ﷺ صبح سویرے سب سے پہلے آتے ہیں اور طواف کعبہ فرماتے ہیں جو نبی وہ آئیں گے تو میں قتل کر دوں گا۔ لیکن جیسے ہی حضور نبی پاک ﷺ تشریف لائے اور وہ دشمن سامنے آیا تو کانپ گیا اور اس کا خنجر گر گیا۔ تو عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس لمحہ سے پہلے جبکہ میں نے آپ کے چہرہ انور کو نہیں دیکھا تھا سب سے منحوس (نعوذ باللہ) آپ ﷺ ہی میری نظر میں تھے لیکن اب سب سے زیادہ محبوب آپ ﷺ ہیں اور یہ خنجر میں آپ ﷺ کو قتل کرنے کے لئے لیا پھرتا رہا ہوں آپ ﷺ کی نظر پڑی تو یہ گر گیا میں تو تباہ ہو گیا میرا اپنا تو ایمان چلا گیا اب آپ ﷺ مجھے کلہ پڑھائیں اور اس نے پڑھ لیا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

حضرت یہ ہے کہ تیرا علاج نظر کے سوا کچھ نہیں۔ ہم سب کو ایک نظر کی ضرورت ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کہیں گے ہمیں نماز کی کیوں نہیں ضرورت۔ ہمیں روزے کی کیوں نہیں ضرورت۔ ہمیں کلمہ کی کیوں نہیں ضرورت۔ ہمیں حج کی کیوں نہیں ضرورت۔ ہمیں زکوٰۃ دینے کی کیوں نہیں ضرورت۔ یہ سبھی ضرورتیں ہیں۔ میں نے بھی یہ چارٹ (دیوار پر لگے ہوئے چارٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) لگایا ہوا ہے یہ سارے شہر میں چارٹ لگا ہوا ہے کہ سورہ ہر شخص پناہ مانگتا ہے لیکن سورہ بھی کسی سے پناہ مانگتا ہے۔ جیسے ہم اس سے بچتے ہیں وہ بھی کسی سے بچتا ہے۔ ایک ولی اللہ نہ فرمایا کہ وہ کس سے بچتا ہے فرمایا کہ وہ بے نمازی سے پناہ مانگتا ہے۔ نماز کی اہمیت آپ دیکھیں کہ سورہ بھی بے نماز سے بچتا ہے۔ کہ کہیں اس کا سایہ مجھ پر نہ پڑ جائے۔ لیکن یہ نماز جو آپ پڑھتے ہیں اس کی حفاظت کس سے ہوگی یہ خزانہ ہے یہ قرار ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ اپنا قرب اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ اپنے پیسے آپ نے اپنی جیب میں رکھے

ہوئے ہیں۔ بنک میں رکھے ہوئے ہیں۔ دنیاوی خزانے کو آپ نے تالا لگایا ہوا ہے وہاں چوکیدار ہے۔ وہاں فوج ہے وہاں پولیس ہے کیونکہ خزانہ ہے نا وہاں۔ تو یہ جو نماز آپ نے پڑھی ہے روزہ رکھا ہے۔ حج کیا ہے یہ ثواب ہے۔ یہ جو خزانہ ہے ایمان کا اس کا محافظ کون ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ ایمان کے محافظ ولی اللہ ہیں جس کا ولی اس کے سر پر نہیں ہے اس کا یہ خزانہ لٹ جائے گا۔ آپ نمازیں پڑھیں کوئی نہیں روکتا۔ اور پڑھیں آٹھ نمازیں روزانہ پڑھیں۔ سجدے کریں سجدے سے سر بھی نہ اٹھائیں۔ خیرات اتنی کر دیں کہ ہر طرف دھوم مچ جائے۔ حج ہر سال کریں قربانی بھیجئے لیکن اس سارے ثواب کے خزانے کو سنبھال کر بھی تو رکھنا ہے کہ نہیں۔ یہ پیسے میں نہ رکھے ہیں جیب میں رکھے ہوئے ہیں باہر کیوں نہیں پھینک دیے یہ وہاں باہر کیوں نہیں رکھ دیے۔ خزانہ ہے نا اس لیے حفاظت کی ہے۔ ایمان کے خزانے کا۔ ثواب کے خزانے کا۔ نجات کے خزانے کا محافظ کون ہے فرمایا کہ اس خزانے کا محافظ ولی اللہ ہے اس کا سایہ آپ کے سر پر ہوگا تو آپ کے اس خزانے کی حفاظت ہوگی۔ یہ ایک لشکر ہے فرمایا کہ یہ لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ فوجوں میں سے ایک فوج ہے۔ اسلحوں میں سے ایک اسلحہ ہے جو کہ آپ کے ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لیے حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کا پیر نہیں اس کا مذہب نہیں۔ آخر میں پتہ نہیں کیا ہو جانا ہے۔ پتہ نہیں کیا بات ہے کہ جب یہ دونوں حضرات (اشارہ کرتے ہوئے) آتے ہیں تو مجھے ان کا پیر خانہ یاد آ جاتا ہے۔ ان کے بزرگوں نے تو یہ اعلان کر دیا ہے ان کے بزرگوں نے فرمایا ہے۔ دیکھیں حفاظت کا یہ عالم ہے۔ انعام کا یہ عالم ہے۔ پرانی چیزیں بدلنے کا یہ طور طریقہ ہے کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ ان کے پیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ جاؤ اعلان کر دو کہ جو میری گلی سے گزر جائے گا یعنی حضرت کیلیا نوالی سرکار کی گلی سے گزر جائے گا جنتی ہو جائے گا۔ اب جنت ہی چاہیئے نا۔ نجات چاہیئے۔ جنت چاہیئے ان کے پیر و مرشد کیلیا نوالی سرکار ہے۔ منصور والی کے قریب ہے۔ فرمایا جو میری گلی میں سے گزر جائے گا جنتی ہے۔ وہ گلی آج بھی ہے یہ تو اٹھ کر کہیں نہیں چلی گئی۔ آج بھی وہی گلی ہے۔ کسی شخص نے یہ بات اپنے پیر صاحب سے کہہ دی کہ حضرت کیلیا نوالی سرکار نے یہ فرمایا ہے کہ میری گلی سے گزر جائیں تو نجات مل جائے گی۔ میں تو آپ کا مرید ہوں۔ میرا کیا حال ہے۔ میرا کیا بنے گا۔ کیا مجھے بھی کچھ ملے گا۔ حضرت کرمانوالی سرکار کا مرید سیٹھ شفیع اس کا نام ہے عرض کیا کہ حضرت صاحب میں کیلیا نوالی سرکار کا تو مرید نہیں میں آپ کا مرید ہوں انہوں نے اعلان کروایا ہے کہ جو میری گلی سے گزر جائے جنتی ہے۔ میں تو آپ کا مرید ہوں میرے پلے بھی کچھ ہے۔ فرمایا تیرے پلے بھی بہت کچھ ہے تو میرا مرید ہے۔ کوئی میرا مرید بھی نہ ہو مجھے یاد کر لے جنتی ہو جائے گا۔ آپ اس وقت کرمانوالی سرکار کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ بھی جنتی ہو سکتے ہیں۔ نماز میں ثواب ملتا ہے جنت نہیں ملتی۔ نفل پڑھیں ثواب ہے تلاوت کریں ثواب ہے۔ ”الف“ کہا دس نیکیوں کا ثواب مل گیا ”ل“ کہا دس نیکیوں کا ثواب ”م“ کہا تو دس نیکیوں کا ثواب ”الم پڑھا تو تیس نیکیوں کا ثواب آپ کے حصہ میں آ گیا۔ لیکن جنت کا وعدہ تو نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میرے روضے کی زیارت کی وہ جنتی ہے۔ حضور پاک ﷺ کی حدیث مبارک ہے جس نے میرے روضے کی باہر سے ادب

سے زیارت کی جنتی ہے اور یہ گلی جو جنت کا کارخانہ بنی ہوئی ہے اسی صدقے سے بنی ہوئی ہے حضرت کیلیا نوالی سرکار میں حضور ﷺ ہی موزن ہیں۔ حضرت کرمانوالی سرکار میں حضور ﷺ ہی موزن ہیں۔ میرے حضرت صاحب میں بھی حضور ﷺ ہی موزن ہیں۔ ان کا دیکھنا مجھے وہی درجہ دیتا ہے وہی ثواب دیتا ہے جو ایک صحابی کا حضور پاک ﷺ کی زیارت سے اس کو ملتا ہے ورنہ میں قیامت کے روز کھڑے ہو کر کہہ سکتا ہوں کہ یا اللہ یہ تو صحابی تھے حضور پاک ﷺ کو دیکھ لیتے تھے جنتی ہو جاتے تھے۔ میری جنت کا ذریعہ کیا ہے۔ اس کا جواب حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے ہاتھوں میں ہاتھ دیا جنتی ہے تو سارے صحابی جنتی ہو گئے جس نے صحابی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا یعنی بیعت کی وہ بھی جنتی ہو گئے۔ جس نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیے وہ بھی جنتی ہو گئے۔ اس طرح چلتے چلتے قیامت تک آخری آدمی نے جو بیعت کی وہ بھی جنتی ہو گیا۔ اسی لحاظ سے آپ کے جو بزرگ ہیں وہ جنت عطا کرتے ہیں جس کا بھی کوئی بزرگ ہے وہ جنتی ہے اس لیے جنت لینے ہے نجات لینے ہے تو اس کا یہ طریقہ ہے۔ شریعت سے کوئی منع نہیں کرتا۔ شریعت اور بیعت میں کیا فرق ہے ایک ہے کہ پہلے جنت ملے پہلے جنت میں داخلہ ہو پھر درجہ ملے۔ یعنی پہلے آپ گاڑی میں سوار ہوں تو پھر اے سی ہو یا سینڈ کلاس میں بیٹھیں یا سلیر ہو یا فیسٹ کلاس ہو۔ یہ سب درجے ہیں پہلے گاڑی ملے تو سہی۔ چناب الیکسپریس تیز گام یا کوئی اور ایکسپریس ہو پہلے اس پر سوار تو ہوں پھر درجے ڈھونڈیں گے کہ کون سے درجے میں بیٹھنا ہے۔ جنت میں داخلہ جو ہے وہ مرید ہونے سے ہے اور وہاں جو درجہ ہے وہ نماز سے ہے۔ یہ دونوں کر لیجئے۔ حافظ قرآن جنت میں داخل ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے حکم دے گا کہ تو الم سے شروع کر کے قرآن پڑھتا جا اور درجے بلند ہوتا جا۔ جہاں والناس پر پہنچے گا وہی تیرا درجہ ہے وہی تیرا مقام ہے الم میں تیس درجے ہیں وہ الم پڑھے گا تو تیس درجے بلند ہو جائے گا۔ ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ کے پتہ نہیں کتنے درجے بنتے ہیں۔ اسی طرح ہوتے ہوتے معلوم نہیں کہ کل کتنے درجے بنتے ہیں چھ ہزار چھ سو چھیاٹھ تو آیات ہیں پتہ نہیں کہ اس میں کتنے حروف ہیں پتہ نہیں کہ والناس تک کتنے لاکھ درجے ہیں۔ والناس تک وہ اتنے لاکھ درجوں تک پہنچ جائے گا۔ اس حافظ کا داخلہ کیسے ہوگا۔ سیڑھیاں تو وہ پڑھے گا لیکن پہلے سیڑھی تو آئے۔ یہ سیڑھی یہ نجات اور جنت میں داخلہ صرف بیعت سے ہے۔ ایک کنجری آپ جانتے ہیں کہ بہت خراب ہوتی ہے۔ وہ حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس آ کر بیعت ہوئی باہرنگلی تو کسی نے کہا کہ سو چوہے کھا کر بلی جج کوچلی۔ تو وہی کنجری ہے جو پہلے تھی۔ وہ کنجری واپس آئی اور کہا کہ حضرت صاحب لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں فرمایا یہ طعنے اب کے ہیں کہ پہلے کے ہیں۔ کہنے لگی کہ یہ پہلے کے ہیں تو فرمایا کہ پہلے کے طعنے تو اسی وقت معاف ہو گئے جس وقت تو نے مجھ سے بیعت کی تھی۔ یہ حضرت جنید بغدادیؒ کا مقام ہے۔ تو یہ جو نجات ہے یہ سب بیعت سے ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس کی بیعت نہیں اس کا مذہب نہیں ہے جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ بیعت بہت ضروری ہے۔ آپ لوگ بڑے ذوق سے شوق سے اور بہت دور سے آتے ہیں تو یہ دامن ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ اس میں جو درجے لینے والی بات ہے وہ شریعت ہے وہ طریقت ہے طریقت میں بھی درجے لینے والی

ایک بات ہے وہ درجہ کیسے ملے گا۔ داتا صاحب نے فرمایا اور یہ حضور نبی پاک ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ مرید جو کچھ اپنے پیر کو سمجھے گا وہی کچھ مرید خود بھی بن جائے گا۔ آپ سمجھیں کہ میرا پیر فنا فی الرسول ہے آپ فنا فی الرسول ہو جائیں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرا پیر فنا فی اللہ ہے آپ فنا فی اللہ ہو جائیں گے آپ کہتے ہیں کہ میرا پیر واصل باللہ ہے آپ واصل باللہ ہو جائیں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرا پیر بقا باللہ ہے۔ آپ بقا باللہ ہو جائیں گے۔ خدا خواستہ خدا نہ کرے اللہ نہ کرے آپ کہیں کہ میرا پیر کچھ نہیں ہے سب فراڈ ہے تو آپ بھی فراڈ ہو جائیں گے آپ کہیں کہ وہ تباہ ہے آپ بھی تباہ ہو جائیں گے۔ جو بھی آپ اپنے پیر کو سمجھیں گے وہ آپ بننے جائیں گے۔ اب سوچ لیں جو کچھ آپ نے بننا ہے۔ جو آپ اپنے دل میں اپنی نظر میں اپنے پیر کو درجہ دیں گے اللہ تعالیٰ وہی درجہ آپ کو دے گا۔ اس طرح کا نقد سودا کہیں نہیں ہے۔ جو آپ سمجھیں وہی بن جائیں۔ داتا صاحب نے یہ لکھا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق اعظم کیسے بنے فاروق کے معنی بڑا مجسٹریٹ فرق کرنے والا۔ حق و باطل میں تیز کرنے والا۔ فیصلہ کرنے والا۔ جج اعظم یعنی بڑا قاضی۔ سپریم کورٹ کا بڑا جج جیسے ہو اس کو کہتے ہیں فاروق اعظم اللہ کی کورٹ کے بڑے جج کو فاروق کہتے ہیں۔ جسے ہم جج کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی جو عدالت ہے ایک تو ہے کہ پاکستان کی عدالت ہو گئی۔ امریکہ کی عدالت ہو گئی۔ چین کی عدالت ہو گئی ان کے اپنے جج ہوتے ہیں ان کا درجہ ان کا مقام ویسا ہوگا جیسا اس ملک کا قانون ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عدالت ہے اس کا بڑا جج کون ہے۔ اس کا بڑا جج فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ بنے کیسے۔ کون سی ڈگری لے لی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے بی اے کیا ہے اب ایل ایل بی کروں گا تو وہ جج بن سکتا ہے لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جج کیسے بنے۔ کوئی یونیورسٹی میں پڑھے۔ کون سی ڈگری لی۔ ایک سادہ سا مقدمہ پیش ہوا۔ پانی کی باری کا مقدمہ۔ ایک کہتا ہے میری باری پہلے دوسرا کہتا ہے کہ اس کی باری پہلے۔ ایک یہودی ہے اور ایک منافق مسلمان۔ بظاہر وہ مسلمان ہے لیکن ہے وہ منافق۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودی سچا ہے یہ پہلے پانی کی باری لے۔ وہ منافق فیصلہ کر باہر نکلا اور کہنے لگا کہ حد ہو گئی ہے یہ تو غلط فیصلہ ہوا ہے۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کراؤں گا۔ دونوں وہاں چلے گئے۔ وہاں مقدمہ پیش ہوا منافق نے کہا جناب یہ اس طرح سے ہے یہ میرا دعویٰ ہے۔ آپ نے دوسرے سے پوچھا کہ اے یہودی تیرا کیا بیان ہے تو اپنی شہادت دے۔ اس نے کہا میری شہادت یہی ہے کہ تمہارے نبی نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے یہ ساری بات ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا ٹھہرو۔ میں ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ تلوار لے کر باہر نکلے اور منافق کا سر کاٹ کر پھینک دیا۔ شور مچ گیا کہ مسلمان کو مار دیا۔ مسلمان قتل کر دیا۔ دیت دو۔ قصاص دو۔ یہ کرو۔ وہ کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایک آیت نازل فرمادی۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ” تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی مجھے تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مسلمان مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمہیں اپنا حاکم اعلیٰ نہ بنا

لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تقدیق ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کہ میں سب سے بڑا حاکم ہوں اس نے میری حاکمیت کو تسلیم کیا۔ منافق تو مر گیا اس کا تو سر قلم ہوا۔ آج سے یہ عمر رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے۔ حضور ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کیا ہے اور تسلیم اس طرح سے کیا کہ منافق کا سر کاٹ کر رکھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور نبی پاک ﷺ کے کرم سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بنادیا۔ اگر آپ بھی کسی قسم کا کوئی مقام اپنے دل میں تعین کریں کہ کیسے ملنا ہے۔ آپ حضور نبی کریم ﷺ میں وہ مقام سمجھیں آپ کو وہ مقام مل جائے گا۔ آپ اپنے پیر میں وہ مقام سمجھیں تو آپ کو وہ مقام مل جائے گا۔ کتنا آسان نسخہ ہے۔ اس سے بڑا اور آسان سودا ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ تسلیم کریں ادب کریں۔ جس طرح سے کہتے ہیں نا کہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

جس نے پیر کی خدمت کی مخدوم بن گیا لوگ پھر اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ بھی تو ہیں لیکن آپ میرے ہاتھ کیوں چوم رہے ہیں۔ یہ پیر بھی چوم رہا ہے وہ بھی چوم رہا ہے آخر کیوں؟ اس لئے کہ میں نے اپنے پیر صاحب کے ہاتھ چومے۔ خدا کی قسم اگر میں نے اپنے پیر صاحب کے ہاتھ نہ چومے ہوتے تو مجھے کسی نے سلام تک بھی نہیں کرنا تھا۔ مجھے تمام چیز ہاں سے ملی ہے اسی طرح تمہیں بھی ہر چیز اپنے پیر سے ملنی ہے۔ یہ پہلے بھی عرض کیا ہے ایک شخص ہے حیات جمالی بلوچ یہ جتوئی کے مقابلہ کا قبیلہ ہے وہ سارا علاقہ ہی خونخواروں کا ہے۔ مورد ہو گیا۔ جتوئی کا قبیلہ ہو گیا۔ دادو ہو گیا جہاں پر سب فساد ہو رہے ہیں وہ جتوئی صاحب کا قبیلہ ہے۔ ایک بلوچی لڑکا کسی مزار پر جاتا ہے جو سو سال پرانا مزار ہے وہاں جا کر دو چیزیں مانگتا ہے ایک تو یہ کہ مجھے ہدایت آ جائے اور دوسری یہ کہ مجھے ایک کروڑ روپیہ مل جائے گا تو میں ڈاکہ زنی چھوڑ دوں گا۔ ایک تو ہدایت اللہ مجھے دے دے اور ایک کروڑ روپیہ مجھے مل جائے یا اس نے مانگا۔ ایک جمعرات گئی دو گئیں پانچ جمعراتیں گئیں تو خواب میں اسے ایک بزرگ دکھائے گئے کہ یہ بزرگ تمہیں دونوں چیزیں دے سکتے ہیں۔ اگلی جمعرات گیا تو وہ بزرگ بھی وہیں چلے گئے اور پوچھتے رہے کہ حیات جمالی کون ہے۔ حیات جمالی کون ہے۔ حیات جمالی نے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو اسے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ اب وہ اس کے پاس کھڑے تھے تو آپ نے پوچھا کہ ہاں آپ کو دو چیزیں چاہئیں عرض کیا کہ ہاں دو چیزیں چاہئیں آپ اسے دادو شریف لے آئے اسے مرید کیا یہ ہمارے دادا مرشد پاک حضرت قبلہ سائیں بابا دادو شریف والے ہیں۔ سائیں بابا نے اسے بلا کر مرید کیا۔ جناب والا اسے ایسی ہدایت دی کہ جب کبھی وہ گناہ کرنے لگتا تو سائیں بابا سامنے آ جاتے ڈاکہ مارنے جاتا تو سائیں بابا سامنے آ جاتے اور فرماتے کہ تم نے وعدہ نہیں کیا تھا ہدایت کا۔ اب ہدایت آ گئی تو ڈاکہ کیوں مارتے ہو۔ وہ رات کو رنڈی بازی کرنے گیا تو سائیں بابا آگے ڈنڈا لیکر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ میرا مرید ہو کر یہ کسب کرتا ہے وہ آگیا اور عرض کرنے لگا کہ ہدایت تو آ گئی ہے ایسی ہدایت کہ آپ تو چوکیدار ہی بن گئے ہیں اب جناب عرض ہے کہ کروڑ روپیہ بھی دے دیں۔ ہدایت تو میں نے پالی۔ ہر طرف سے کٹ گیا

اب جناب کروڑ روپیہ بھی مجھے عنایت کرو۔ سائیں بابا نے فرمایا کہ ہدایت تمہیں آگئی ہے تو پھر کروڑ روپیہ ملنا تو بہت آسان ہے۔ کئی ایسے کروڑ پتی ہیں جن کو کوئی ہدایت نہیں ہے۔ ہدایت ملنا تو زیادہ مشکل کام ہے یہ زیادہ مہنگی چیز ہے بہت دیر بعد آتی ہے اور کسی خوش نصیب کو ہی آتی ہے یہ تو تم کو آگئی اب کروڑ روپیہ تو کیا کرے گا۔ پتہ نہیں قارون کے پاس کتنے کروڑ روپیہ تھے۔ اس نے عرض کیا کہ نہیں نہیں آپ مجھے ایسی باتوں سے نہ ٹالیں یہ تو روپے میں نے ضرور لینے ہیں۔ سائیں بابا نے فرمایا کہ اچھا جاؤ وہ دروازے کی کنڈی لگا کر آؤ۔ یہ درگاہ شریف دادو کی بات ہے۔ شاید آپ نے وہ درگاہ شریف دیکھی ہے۔ وہ کنڈی لگا کر واپس آیا تو دیکھا کہ جہاں سے اٹھ کر گیا تھا وہاں کروڑ روپیہ پڑا ہوا ہے۔ سائیں بابا نے حکم فرمایا کہ یہ کروڑ روپیہ لو۔ ہر چیز پرانی بدل کر رکھ دی۔ اب وہی حیات جمالی چوکیدار بنا وہاں درگاہ شریف پر بیٹھا ہوتا ہے۔ درگاہ شریف کا چوکیدار اکر تا ہے اس کے دل میں فوراً کروڑوں روپوں کی محبت نکل گئی کہا کہ مجھے کروڑ روپیہ نہیں چاہیے مجھے آپ کا دامن چاہیے ہدایت بھی اسی دامن سے نکلی کروڑ روپیہ بھی اسی دامن سے نکلا کیوں نہ یہ دامن تھام لوں جس سے ہر چیز نکل رہی ہے۔ لوگ دولت کے پیچھے دوڑتے ہیں کروڑوں کے پیچھے دوڑتے ہیں نوکری کے پیچھے دوڑتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ پیر صاحب کے دامن سے لپٹ جائیں ہر چیز اسی میں ہے اور وہ چیز عطا ہوگی جو آپ کے حق میں بہتر ہوگی۔ ورنہ چیزیں تو مانگنے کے لیے بہت ہیں۔ یہ دیدو دیدو پتہ نہیں کہ وہ ہمارے حق میں بہتر بھی ہے کہ نہیں۔ اولاد مانگتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا بڑا اچھا واقعہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک معصوم لڑکے کو مار دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شور مچا دیا کہ کیوں مار دیا۔ تو بعد میں جو راز بتایا وہ یہ تھا کہ اگر یہ لڑکا جوان ہو جاتا تو اس کی محبت میں یہ بھی اور اس کے والدین بھی کافر ہو جاتے۔ اب میں نے اس کو مار دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس سے بہتر اولاد دے گا۔ ایسی اولاد دی کہ جس سے پتہ نہیں کہ کتنے نبی پیدا ہوئے وہ بچی عطا ہوئی۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ بچہ بچہ جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مرے اور اسکی جگہ اور عطا ہو۔ اب یہ اس کی عنایت ہے کہ وہ آپ کو کس حال میں رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جس حال میں آپ کو رکھنا ہے پیر کے در سے وہ چیز ملتی ہے۔ داتا صاحب کی وہ بات یہیں آتی ہے کہ کَشَفَ الدُّجَی بِجَمَالِہِ یہ سب کچھ حضور ﷺ کا چہرہ دیکھنے سے آتی ہے اور چہرہ اسے ہی نظر آتا ہے جسے آپ اپنے پیر کا چہرہ اور تصور نظر آتا ہے۔ اسی چہرہ سے بدل کر حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ بنتا ہے۔ پردہ وہ ہے جس سے ہٹ کر ان کا چہرہ بنتا ہے۔ یہ میری عرض ہے یہ اسی کَشَفَ الدُّجَی بِجَمَالِہِ سے ہونا ہے۔ یہ جتنے اندھیرے ہیں۔ اندھیرے پتہ نہیں کتنے ہیں۔ بے بہا ہیں۔ بے علمی کے اندھیرے بھی ہو سکتے ہیں بد عملی کے بھی ہو سکتے ہیں۔ بد عقیدگی کے بھی ہو سکتے ہیں ہر چیز نے وہاں سے روشنی لینی ہے۔ ایک تو میں نے ان کے لیے عرض کیا ہے کہ جیسا ان کو سمجھیں گے ویسا ہی بن جائیں گے اور ایک جہاں بھی جائیں پیر خانے پر جائیں ہر چیز کا ادب کریں۔ جتنا ادب آپ کر لیں گے اتنا ہی مقام آپ حاصل کر لیں گے۔ ہمارے بھی ایک بزرگ ہیں۔ یہاں بھی وہ تفریر فرما گئے ہیں اب تو وہ

شہید ہو گئے ہیں۔ کئی سال ہوئے ہیں ڈھڈی والا میں یہ بزرگ جن کا نام نامی اسم گرامی خان محمد صاحبؒ ہے کاب مزار ہے وہ بڑے کامل بزرگ ہوئے ہیں۔ فوت ہو جانے کے بعد بھی لوگوں نے ان کی زیارت کی ہے اس پایہ کے بزرگ ہیں کہ جسے کہتے ہیں ناکہ ولی مرتانیں۔ وہ ایسا ولی ہے کہ جس کو لوگوں نے بعد میں بھی دیکھا ہے اور لوگوں نے ان کو پوچھا ہے کہ آپ کو یہ مقام اور یہ ولایت کیسے ملی۔ یہ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم سب بھی انہی مقامات کے طالب ہیں تو یہ پتہ چلے کہ ایسی ولایت ملتی کہاں سے ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ تاندلیاں والہ میں مرید تھے وہ اپنے پیر خانے گئے اور سوچا کہ میں اپنے پیر صاحب کا ادب زیادہ سے زیادہ کس طرح کر سکتا ہوں۔ ہاتھ کو بوسہ دوں تو ادب ہے۔ میں دہلیز کو بوسہ دوں تو ادب ہے میں زمین کو بوسہ دوں تو ادب ہے۔ آخر میں انہیں خیال آیا کہ سب سے زیادہ وہ چیز جہاں آدمی کو نافر پیدا ہوتی ہے وہ گٹر کا پانی ہے اگر میں اس پانی کا ادب کر لوں تو ہو سکتا ہے کہ میں زیادہ ادب کر لوں۔ ایک مثال سمجھو کہ ایک تو آپ تشریف لائے ہیں میں آپ کا کام کر دیتا ہوں اور وہی کام آپ کے غلام کے آنے سے بھی کر دیتا ہوں تو اس طرح سے میں نے آپ کی زیادہ قدر کی ہے یا کہ آپ کے خود آنے کی وجہ سے آپ کی قدر زیادہ ہوئی ہے۔ اگر آپ کے غلام کا غلام آ جائے پھر بھی میں وہی کام کر دوں تو پھر آپ کا ادب آپ کی قدر اور بھی زیادہ ہوگی۔ اور اگر آپ کے غلام کے غلام کی جوتی آ جائے اور میں وہی کام کر دوں تو پھر؟ اور اگر اس غلام کے گٹر کا پانی آ جائے اور مجھے حکم کرے کہ یہ کرو اور میں وہ کر دوں اور ایسے ہی کروں کہ جیسا کہ آپ خود تشریف لائے ہوں تو اب آپ کا زیادہ ادب ہوا یا پہلے زیادہ ادب ہوا۔ تو اس نے سوچا کہ اگر اس پانی کو میرے پیر صاحب سے بڑی دور کی نسبت ہے۔ کسی نے وضو کیا۔ کسی نے کرولی کی۔ کسی نے استنجا کیا وہ سارا پانی گٹر میں آ گیا۔ اس پانی کو میرے پیر صاحب سے یہ نسبت ہے کہ یہ ان کے جسم سے چھو کر آیا ہے۔ اب مجھے اس کا ادب کرنا چاہیے لوگ یہ ادب نہیں کر سکیں گے۔ میں یہ ادب کروں گا۔ اس نے وہ پانی پی لیا۔ کئی روز بیا۔ چھپ کر پیتا رہا۔ کوئی ریا کاری نہیں کی کہ میں یہ پانی پی رہا ہوں۔ ایک دفعہ جو وہ پانی پی رہے تھے تو اس کے ساتھ والا حجرہ جو تھا اس کی دیواریں نور کی بن گئیں تھیں اس میں سے پیر صاحب باہر تشریف لائے اور جونہی وہ پیر صاحب باہر تشریف لائے تو حضرت سیدنا سرکار غوث الاعظمؒ بھی تشریف لے آئے اب بھی وہ جگہ موجود ہے جہاں غوث پاک تشریف لائے تھے اور انہوں نے فرمایا کہ یہ جو مولوی صاحب ہیں جیسا یہ ادب کر رہے ہیں یہ پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔ اب نہیں کرتے۔ آج سے یہ میرے مرید ہیں۔ تو اس وقت وہ حضرت غوث الاعظمؒ کے مرید ہو گئے اور اس نسبت کی وجہ سے حضرت خضر علیہ السلام ہر عصر کی نماز ان کے پیچھے آ کر پڑھتے رہے۔ یہ مقام کہاں سے ملا آپ ہاتھ چومتے شاید نہ ملتا۔ پاؤں چومتے شاید نہ ملتا۔ دہلیز کو بوسہ دیتے شاید نہ ملتا۔ اس نے انتہا کا ادب کیا تو انتہا کا مقام پایا۔ یہ ایک ایسی تعلیم ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وضو کا پانی ایک نہیں پورے چودہ سوا صاحب پیتے تھے۔ جھگڑا ہوا کرتا تھا کہ آپ نے پہلے لے لیا ہے اب میری باری ہے۔ حضور پاک ﷺ کے حجامت کے ایک ایک بال پر جھگڑا ہوتا تھا کہ یہ میرا حصہ ہے تو نے پہلے لے لیا ہے۔ حضور ﷺ لعاب دہن باہر جھینکتے

تو صحابہ کرامؓ اسے اپنے ہاتھوں پر لے لیتے۔ اپنے چہروں پر مل لیتے تھے۔ صلح حدیبیہ پر یہی ہوا۔ چودہ سو صحابہ بیعت کر رہے تھے۔ اور وہ یہی کچھ کر رہے تھے۔ کفار کے اچلی نے جا کر کافروں کو یہی کہا تھا کہ دیکھو اے کفار آدمی بن جاؤ۔ اس نبی کا مقابلہ تم نہیں کر سکتے۔ اس کے مریدان کے وضو کا پانی پیتے ہیں ان کی حجامت کے بال رکھتے ہیں ان کے لعاب دہن کو کھاتے ہیں۔ اپنی آنکھوں پر ملتے ہیں ان کا مقابلہ تم نہیں کر سکتے۔ یہ ادب تھا۔ اسی لیے غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ یہ ادب پہلے ہوا کرتا تھا اب نہیں ہے۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی توفیق دے۔ جس چیز کی کسی سے نسبت ہو جائے اس چیز کو نہ دیکھو نسبت والے کو دیکھو۔ اصحاب کھف کے کتے کو نہیں دیکھنا ہے اصحاب کھف کو دیکھنا ہے۔ وہ تو قرآن حکیم میں آیا۔ ایک دفعہ نہیں تین چار دفعہ آیا ہے کہ وہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا۔ وہ چھ تھے ساتواں ان کا کتا۔ وہ سات تھے آٹھواں ان کا کتا۔ یا اللہ ان بندوں کا نام تو آپ لیں لیکن ہر بار ان کے ساتھ کتے کا نام لینے کی کیا ضرورت ہے اس لیے کہ لوگوں نے فرمایا کہ جب اس کو نسبت اللہ کے دیوں سے ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کا نام لینا شروع کر دیا اور قیامت کے دن وہ بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا اور کروڑوں انسان کتے کی شکل میں جہنم میں جائیں گے۔ کہ جن کو یہ قرب یہ نسبت اور یہ ادب نصیب نہیں ہوا۔ اصحاب کھف کے کتے کی ایسی مثال ہے کہ قرآن مجید میں بھی ہے اور مولوی صاحبان بھی فرماتے کہ قیامت کے دن کچھ آدمی نورانی چہرے والے جا رہے ہوں گے اتنا نور ہوگا کہ سارا سماں ہی جگمگ جگمگ کرے گا ایک آدمی ان آدمیوں کے پیچھے پیچھے جانے والے آدمی کا بازو پکڑ لے گا اور پوچھے گا کہ اے لوگو تم دنیا میں کیا کام کرتے تھے کہ آج تم ان نورانی تاجوں کے ساتھ اس شان و شوکت کے ساتھ جنت میں جا رہے ہوں۔ وہ عرض کرے گا وہ آدمی جواب دے گا کہ میں تو ہوں ان کا کتا اور یہ اصحاب کھف ہیں جو آگے جا رہے ہیں ان سے پوچھو کہ انہوں نے کیا کیا ہے میں تو صرف ان کی دہلیز پر بیٹھا رہا ہوں۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ جن کو آج یہ دہلیز میسر ہے۔ اصحاب کھف اس امت کے ولی تھے حضور نبی کریم ﷺ کی امت کا ولی اس امت کے ولی سے افضل ہے کیونکہ ہمارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل ہے۔ اب وہی چیز ہے کہ ان کے ساتھ بھی جب کوئی لگے گا تو اسے بھی وہی درجہ حاصل ہوگا۔ اس لئے گزارش ہے کہ آپ تشریف لائے ہیں بڑی دور دور سے آئے ہیں تو ایک ایسی چیز میں عرض کروں یہ کوئی پہلی دفعہ نہیں۔ نہ ہی پہلی دفعہ یہاں ہوئی ہے۔ لیکن اس کو سب سے زیادہ اپنے دل میں جگہ دینی چاہیے۔ ان کو جو بیعت ہیں۔ اور جو بیعت نہیں ہیں وہ اس ادب سے بیعت ہوں۔ اسی ارادے سے جائیں اسی ارادے سے آئیں جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یہاں فیصل آباد میں ایک وکیل صاحب ہیں وہ گو جہرہ شریف چلے گئے اور درگاہ شریف کی دہلیز پر بوسہ دے دیا۔ وہ دہلیز جہاں مٹی ہے جہاں سے لوگ گزرتے ہیں وہاں بوسہ دیا اور جو نبی سر اٹھایا تو وہ کہتے ہیں کہ مجھے خدا کی قسم خانہ کعبہ میرے سامنے میرا طواف کر رہا تھا۔ یہ نہیں کہ یہ چیز وہاں نہیں ہے یہ وہاں موجود ہے۔ جہاں کہیں بھی ولی کامل کا آستانہ ہے وہاں یہ چیز ملتی ہے لیکن ہمیں توفیق صرف بوسہ دینے کی ہونی چاہیے اور ہم سب جو جہاں تشریف رکھتے ہیں یعنی ملک پاکستان یا ہندوستان میں جو لوگ بستے ہیں یہ سب ہندوؤں اور سکھوں کی

اولاد ہیں۔ بے شک اپنا شجرہ دیکھیں جس کو بھی دیکھیں ساتویں آٹھویں پشت میں سکھ شروع ہو جائیں گے۔ جٹ برادری کے تو سکھ ہیں باقی لوگوں کے ہندو ہیں۔ یہ سب مسلمان کیسے ہوئے ان کو مسلمان کس نے کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ محمود غزنوی نے ہندوستان پر سولہ حملے کیے سومات کا مندر فتح نہیں ہوا۔ نہ مندر فتح ہونہ ہندوؤں کا زور ٹوٹے اور نہ ہی اسلام آئے۔ وہ حملہ کرنے کے لیے آتا تو یہ قلعہ بند ہو جاتے یا اس کے مقابلہ میں زیادہ فوج لے کر آ جاتے اور محمود غزنوی کو ناکام واپس جانا پڑتا۔ تاریخ کی کتب میں موجود ہے کہ سولہ حملے کئے لیکن فتح نہیں ہوئی۔ سترہویں حملہ میں کامیابی ہوئی لیکن یہ فتح کیسے نصیب ہوئی۔ کسی نے اس کو بتایا کہ تو نے اتنے حملے کئے کیا کسی بزرگ سے تمہارا تعلق بھی ہے کیا کسی سے نسبت بھی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اب تک تو نہیں ہے۔ تو کہا کہ اب یہ نسبت پیدا کر لے۔ یہ تعلق پیدا کر لے۔ وہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقائی کے دربار عالیہ میں چلا گیا۔ یہ تو بڑا طویل قصہ ہے کہ وہ کیسے گیا۔ عورتوں کے کپڑے مردوں کو پہنا دیے اور مردوں کے کپڑے عورتوں کو پہنا دیے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو کیا لے آیا ہے۔ ان کو باہر نکالو اور مردوں کو لے کر آؤ۔ وہ بے چارہ ڈر گیا اور بہت ادب کرنے لگا۔ اور عرض کیا کہ حضرت صاحب اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ میں نے ہندوستان پر پھر حملہ کرنا ہے۔ سولہ حملے کر چکا ہوں لیکن ناکام رہا ہوں آپ دعا فرمائیں کہ کامیاب ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا کہ میری قمیض لے جاؤ اور اگر کوئی مشکل وقت آئے تو اس کا واسطہ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔ وہ قمیض ادب سے سنبھال کر ساتھ لے گیا۔ حملہ کیا زبردست لڑائی چھڑ گئی اور ایک ایسا وقت آیا کہ بظاہر نظر آنے لگا کہ محمود غزنوی کی فوج کو پھر شکست ہونے والی ہے۔ بہت سارے فوجی شہید ہو رہے تھے۔ اور گھبرا پڑ گیا اور معلوم ہونے لگا کہ شاید محمود غزنوی خود بھی شہید ہو جائے اس نے جلدی سے قمیض نکالی آگے رکھی اور عرض کیا کہ یا اللہ اس قمیض کے صدقے مجھے فتح دیدے۔ دو منٹ بعد فتح کے آثار نظر آنے لگے۔ ایک ہندو کو دوسرا ہندو مسلمان نظر آنے لگا اس ہندو کو وہ مسلمان نظر آئے اور اس کو یہ مسلمان نظر آئے۔ یہ اس کو مارے وہ اس کو مارے وہ آپس میں ہی کٹ کمر گئے اور محمود غزنوی فتیاب ہو گیا۔ رات کو حضرت ابوالحسن خواب میں تشریف لائے۔ محمود غزنوی عرض کرتے ہیں کہ بہت مہربانی اللہ تعالیٰ نے آپ کی قمیض کے صدقے مجھے فتح دیدی۔ لیکن حضرت ابوالحسن خرقائی بہت ناراض ہوئے کہ تو نے میری قمیض کا ادب نہیں کیا۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب میں نے تو بہت سنبھال کر رکھی۔ میں نے بہت خوشبو لگائی میں نے ادب سے اسے بکس میں رکھا۔ ادب سے ہی اسے باہر نکالا اور اس کا واسطہ دیا۔ فرمایا کہ واسطہ ہی تو غلط دیا تو نے ایک چھوٹی سی چیز مانگ لی۔ تو نے کہا کہ اس جنگ میں مجھے فتح دیدے تو اگر یہ کہتا کہ دنیا کے تختہ پر ایک بھی کافر نہ رہے تو اس قمیض کے صدقے میں یہ بھی ہو جاتا۔ تو نے ایک چھوٹی سی چیز مانگی۔ آج اس چھوٹی سی چیز کے بدلے جو کہ محمود غزنوی نے مانگی تھی ہم سب مسلمان ہیں ورنہ ہو سکتا تھا کہ آج کسی بت کے سامنے سجدہ ریز ہوتے۔ جب یہاں مسلمان ہونا ہمارا آنا ہمارا بیٹھنا ایک ولی کامل کی قمیض کے صدقے ہے تو باقی سب چیزیں بھی اسی کے صدقے سے ہیں تو یہ جو حساب کتاب ہے یہ بھی انہیں کے صدقے سے ہونا ہے۔ جتنی بھی فتح ہیں زیادہ تر فتح جو اسلام کی ہوئی ہیں حضرت

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے تھے اور یہ فوجوں کے سپہ سالار اور جرنیل صاحب ہوتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب ساری جرنیلی انہی نے کی ہے اور ان کی جرنیلی اور ان کی فتح کا راز کیا ہے۔ تاریخ اس میں بھی شاہد ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حجامت کا ایک بال مبارک ان کی ٹوپی میں ہوا کرتا تھا۔ اس وجہ سے وہ فتح یاب ہوتے تھے ایک دفعہ وہ ٹوپی گھر رہ گئی تو شکست کھا کر گھر آ گئے۔ ایک بار وہ گر گئی گھوڑے سے اتر کر اسے ڈھونڈنے لگ گئے۔ لوگ کہنے لگے کہ جرنیل صاحب بھاگ گئے۔ دوڑ گئے کسی نے دیکھ لیا تو عرض کیا کہ جرنیل صاحب گھوڑے پر سوار ہو جائیے تاکہ لوگوں کو نظر آئیں ورنہ وہ بھاگ جائیں گے۔ گھبرا جائیں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میری تو ساری جرنیلی کا راز حضور نبی پاک ﷺ کے بال مبارک کی وجہ سے ہے میں اپنی ٹوپی ڈھونڈوں گا۔ اسے سر پر پہنوں گا۔ پھر مجھے فتح ہونی ہے ورنہ پتہ نہیں کیا ہوگا۔ کہتے ہیں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ پھر پیدا ہو جائیں تو ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے جتنا پھیلا یہ سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے پھیلا۔ اور اس میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بھی حصہ ہے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ساری فتوحات حضور نبی پاک ﷺ کے ایک بال مبارک کی وجہ سے ہیں۔ اب ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کا بال مبارک کیسے میسر ہو سکتا ہے ہمیں دیکھنے کے لیے بھی شاید نصیب ہو کہ نہ ہو۔ لاہور شاہی مسجد میں ہے پتہ نہیں لوگ کبھی جاتے ہیں کبھی نہیں جاتے ہیں۔ لیکن آپ کو اپنے پیر صاحب کا بال تو میسر ہے۔ آپ کو اپنے پیر صاحب کی قمیض تو میسر ہے آپ کو اپنے پیر صاحب کی جوتی تو میسر ہے۔ یہ آپ کے لیے وہی درجہ رکھے گی وہی برکت رکھے گی وہی نتائج نکالے گی۔ یہ نہیں کہ نتائج کچھ اور نکلیں گے نتائج بھی وہی نکلیں گے۔ میرے خیال میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا قوال تھا۔ نعتیں پڑھیں۔ قوالی کی۔ لیکن پیر صاحب نے فرمایا کہ پیسے تو ہیں نہیں چلے آپ میری جوتی لیں۔ وہ قوال جوتی سر پر رکھ کر جا رہے تھے اور حضرت امیر خسروؒ راستہ میں مل گئے۔ اور فرمانے لگے کہ مجھے آپ لوگوں سے اپنے پیر صاحب کی خوشبو آ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خوشبو وغیرہ تو نہیں ہے البتہ یہ جوتی مبارک ان کی ہے۔ پیسہ کوئی نہیں تھا اس لیے آپ نے اپنی جوتی ہی دے دی وہ لے جا رہے ہیں آپ نے کہا کہ جوتی مجھے دے دو اور پیسے لے لو انہوں نے کہا کہ اچھا دے دو۔ جو کچھ آپ نے دینا ہے جو پانچ دس روپے آپ نے دینے ہیں۔ آپ نے کہا کہ نہیں ایسا نہیں بلکہ میرے یہ سارے اونٹ مال سے لدے ہوئے لے لو اور یہ جوتی مجھے دے دو۔ انہوں نے دے دی۔ حضرت امیر خسروؒ وہی جوتی مبارک سر پر رکھ کر دربار میں آئے تو حضرت صاحب قبلہ نے دور سے ہی دیکھ کر فرمایا کہ ابھی بھی سستی لے آئے ہو۔ اس کی قدر و قیمت اور زیادہ ہے یہ مہنگی ہے بلکہ اور بھی مہنگی ہے۔ تم نے اس کے بہت تھوڑے پیسے دیے ہیں۔ آخر میں میں عرض کرتا ہوں کہ کہنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت تھا۔ صندوق تھا تابوت سیکینہ تھا اس سے فتح ہوتی تھی۔ اس کو آگے رکھتے تھے تو فتح ہوتی تھی۔ ایسے گناہ ہوئے کہ وہ تابوت گم ہو گیا۔ شکست ہونا شروع ہو گئی۔ چالیس سال شکست پر شکست ہوتی رہی۔ آخر پھر توبہ کی دعا کی تو صبح دیکھا کہ وہی تابوت ریزھی پر آ رہا ہے پھر اس کو آگے رکھا تو پھر فتح۔ اس پر بزرگوں نے کہا کہ اس

کو کھول کر تو دیکھو کہ اس میں ہے کیا۔ جب کھولا گیا تو آپ کو پتہ ہے کہ اس میں سے کیا نکلا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جو قی مبارک آپ کا عصا مبارک اور پیر ہن مبارک حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات و متروکات نکلے۔ بزرگوں کے ان تبرکات کے طفیل اللہ تعالیٰ اس پوری قوم کو فتح نصیب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں سے نسبت قائم کرنے کی ان کے احکام پر عمل کرنے ان کے اعمال کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد قاسم صاحب جھنگ روڈ فیصل آباد 16/08/97

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّونَ عَلٰى النَّبِىِّ يَا اَيُّهَا
الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى الْک
وَاصِحٰہِکَ يَا سَیِّدِیْ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین: ہر شخص کچھ نہ کچھ بننا چاہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں جنتی بن جاؤں میں صاحب ایمان بن جاؤں قبر میں
درنگی ہو جائے سوال آسان ہو جائیں اور دنیا میں بڑے بڑے مرتبے چاہتا ہے۔ حفظ چاہتا ہے دولت چاہتا ہے ملک
چاہتا ہے پتہ نہیں کیا کیا چاہتا ہے۔ لیکن بننا کہاں سے ہے۔ کہاں سے بنے وہ کون سا کارخانہ ہے وہ کوئی جگہ ہے۔
جہاں سے یہ ساری چیزیں مل جائیں۔ جب تک دکان کا پتہ نہ ہو سودا نہیں لے سکتے۔ پہلے دکان کا پتہ ہونا چاہیے اس
کے مالک کا پتہ ہونا چاہیے اس کی قیمت کا پتہ ہونا چاہیے۔ جیب میں پیسے ہونے چاہئیں اور پھر وہ چیز ملے گی۔ زرعی
یونیورسٹی میں ہر کوئی داخلہ نہیں لے سکتا۔ بے شک آپ آجائیں لیکن داخلہ نہیں لے سکتے۔ آپ کہیں گے کہ میرے پاس
کروڑ روپیہ ہے آپ داخلہ نہیں لے سکتے۔ اس کی اپنی قیمت ہے اس کا اپنا معیار ہے اس کا اپنا آئین ہے سٹینڈرڈ ہے
اس کے بغیر کیسے آئیں گے۔ آپ کہیں گے میرے بیس مربع زمین ہے یہ کہیں گے کہ جاؤ اپنی زمین کو لے جاؤ داخلہ
آپ کو نہیں مل سکتا۔ اسی طرح جنت میں داخلہ کیسے لیں گے۔ آپ کہیں کروڑ روپیہ لے لیں کہاں سے ملے گا داخلہ کروڑ
سے۔ کون لے گا کروڑ روپیہ۔ جنت کی قیمت تھوڑی سی بیان ہو جائے۔ ایک کافر کو جہنم کا حکم ہو جائے گا کہ تو جہنم میں چلا
جا۔ وہ کہے گا کہ یا اللہ تو مجھ سے ”مک مکا“ کر لے۔ وہ کہیں گے کہ کر لو۔ وہ کہے گا ایک دو من سونا لے لیں۔ اللہ تعالیٰ
فرمائے گا یہ تو کوئی چیز ہی نہیں۔ وہ کہے گا دو من دس من کروڑ من اتنا سونا کہ ساری کائنات میں سونا بھر دوں تو اللہ تعالیٰ
فرمائے گا کہ اتنا سونا بھی تو دیدے تب بھی میں تمہیں جنت سے اتنا دور رکھوں گا کہ پانچ سو میل تک سے بھی تمہیں اس کی
خوشبو نہیں پہنچ سکے گی۔ اب کیا کریں گے۔ یہ ”مک مکا“ کیسے کریں گے۔ بننا تو ہے کسی نے کچھ بننا ہے۔ کسی نے کچھ بننا
ہے۔ بنانے والا کون ہے۔ دینے والا کون ہے۔ حضرات اس کا پتہ ہونا چاہیے۔ یہ کئی بار پہلے بھی سنائی ہے۔ حضور پاک
ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ ”اللہ دیتا ہے میں تقسیم کرتا ہوں“ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ بات تو درست ہے بلکہ
میں اسے ایسے مانتا ہوں وہ کہتے ہیں ”کہ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ میں مالک کے حبیب“ کہ یا رسول اللہ ﷺ میں
تو آپ کو ہی مالک کہوں گا۔ جو چیز لینی ہو ان سے لے لو۔ جو بھی چیز لینی ہو۔ یہ چھوٹے چھوٹے بچے مدرسہ کے بیٹھے
ہیں۔ ان کو دماغ چاہیے ان کو حفظ چاہیے تاکہ جو چیز یہ پڑھیں وہ ان کو یاد رہ جائے۔ ہمیں تو اور چیزوں کی ضرورت ہے
لیکن انہیں حافظ کی ضرورت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ
میں بہت آگے آگے ہو کر بیٹھتا ہوں۔ میں بڑے غور سے بات سنتا ہوں۔ لیکن جو نبی دروازہ سے باہر نکلتا ہوں سب
صاف ہو جاتا ہے۔ مجھے کچھ یاد نہیں رہتا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے حافظ دیجیئے۔ حدیث پاک ہے یا رسول اللہ مجھے
حافظ دیجیئے۔ ہمارے جیسا ہوتا تو کہتا کہ حکیم کے پاس جاییے۔ مقوی چیزیں کھاؤ۔ یہ کرو وہ کرو تو تیرا حافظ ٹھیک ہو

جائے گا۔ تمہیں ٹانگ چاہیے تمہیں منرل MINERAL چاہئیں تمہیں وٹامن چاہئیں۔ اور پتہ نہیں کیا کیا چاہیے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا تمہیں یہ کچھ بھی نہیں چاہیے۔ تمہیں صرف میری شفقت چاہیے۔ آؤ میں تمہیں حافظہ دیدوں فرمایا جاؤ ایک کھیں لے آؤ گٹھری باندھنے کے لئے۔ وہ ایک لمبا سا کھیں لے آئے آپ نے فرمایا کہ اسے بچھا دو۔ اس نے بچھا دیا۔ آپ نے ایسے ہوا سے تین ”بک“ بھر کر کھیں میں ڈال دیے اور فرمایا کہ اسے اپنے سینے سے لگا لو۔ انہوں نے لگا لیا۔ اس کے بعد حضور پاک ﷺ کی کوئی بات نہیں بھولی۔ نولاکھ احادیث مبارکہ کے راوی ہیں۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیے ہیں در بے بہا دیے ہیں

حضرات جس کو بھی ملا ہے جو کچھ بھی ملا ہے وہ در مصطفیٰ ﷺ سے ہی ملا ہے۔ بناتی ہے وہ ذات اقدس۔ ایک سفر میں صحابی آپ کے ساتھ تھے سامان بہت تھا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تھک گئے ہیں اب تو سامان اٹھایا نہیں جاتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے صاحب ادھر آؤ سب کا سامان اٹھا لو۔ پتہ نہیں کہ دس آدمیوں کا سامان اس اکیلے ہی صاحب نے اٹھالیا۔ ان کا نام سفینہ ہو گیا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ وہ کہنے لگے کہ جتنے لوگ چاہیں اپنا سامان میرے سر پر رکھ دیں مجھے کوئی بوجھ محسوس ہوتا ہی نہیں ہے۔ میرے سر پر وزن آتا ہی نہیں ہے تو عرض ہے دینے والے کون ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

حضرات! کہیں سے کچھ نہیں ملنا۔ صرف در مصطفیٰ ﷺ سے ہی ملتا ہے۔ جس کو ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے۔ میرے حضور پاک ﷺ کا صدقہ ملا ہے۔ صدقہ پتہ ہے کیا ہوتا ہے۔ حضور نبی ﷺ نے فرمایا کہ 9/10 حسن صرف ایک شخص کو ملا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپ نے فرمایا کہ 9/10 حسن صرف ایک شخص کو ملا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں۔ فرمایا وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دل میں خیال آیا کہ 9/10 حسن تو وہ لے گئے بقایا 1/10 میں باقی سب لوگ بھگت رہے ہیں۔ تو کیا ہمارے نبی پاک ﷺ بھی اسی 1/10 میں ہی ہیں؟ تو پوچھ ہی لیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ ﷺ کا کیا مقام ہے۔ فرماتے ہیں کہ عائشہ صدیقہؓ تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ میں 9/10 یا 1/10 میں نہیں ہوں۔ میرے ہاتھ کی ہتھیلی میں جب میل لگ جاتی ہے اس کو دھویا جاتا ہے تو اس میل سے حسن یوسفی بنتا ہے اب 1/10 یا 9/10 لگا لو جتنا بھی لگانا چاہو۔ فرمایا میرے ہاتھ کی میل کے صدقے سے حسن یوسف بنتا ہے۔ اب حسن لینا ہو تو کہاں جاؤ گے کا سمیک میں نہیں ملتا۔ پلاسٹک سرجری میں نہیں ملتا۔ یہ حضور نبی پاک ﷺ دیتے ہیں۔ ایک آدمی کے چہرہ پر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیا۔ ساری عمر اس کا چہرہ ایسا روشن رہا کہ جیسے سورج چمکتا ہے۔ ایک شخص کی داڑھی پر ہاتھ لگا دیا۔ ایک کے سر پر دست شفقت پھیر دیا۔ ساری عمر ان کے بال سیاہ رہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو ملتا ہے حضور ﷺ کے صدقے سے ملتا ہے۔ جو لینا ہے حضور پاک

ﷺ سے ہی لینا ہے۔ اور کسی دوسرے کے پاس کچھ نہیں ہے۔ سب انہی کے صدقہ سے ہے۔ علامہ اقبالؒ کے شعر تو مجھے نہیں آتے۔ ان کا ایک شعر ہے کہ

ہو نا یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

وہ بہت ساری چیزیں کہ تم بھی نہ ہو۔ بزم توحید بھی نہ ہو۔ پتہ نہیں کہ آسمان بھی نہ ہو۔ فرمایا جو کچھ اس زندگی میں پیش ہے رmq ہے یہ سب حضور ﷺ کی ذات سے ہے۔ حضرات بڑی واضح مثالیں ہیں پہلے بھی کئی بار عرض کی ہیں پھر بھی کرنی چاہئیں اگر وہی سمجھ آ جائیں تو آدمی کو حضور ﷺ کی سخاوت کا پتہ چل جائے۔ ان کے مقام کا پتہ چل جائے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی دوسری علاقہ میں گئے تھے۔ تجارت کرنے کی غرض سے گئے تھے۔ وہاں رات کو خواب آئی۔ کہ آسمان سے ایک چاند میری جھولی میں اتر آیا ہے۔ اور میں نے سینے سے لگا لیا ہے۔ صبح اٹھ کر کسی راہب سے پوچھا کہ صاحب اس خواب کی کیا تعبیر ہے۔ فرمایا تو قریشی تو نہیں ہے۔ ہاں جی۔ تو مکہ سے تو نہیں آیا ہے۔ ہاں جی۔ تیرے شہر میں محمد ﷺ نامی شخص ہیں۔ ہاں جی۔ انہوں نے نبوت کا اعلان کر دیا ہے تم جلدی پہنچو اور مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے سامان لپیٹا۔ جس کو جو دینا تھا جس سے جو لینا تھا وہ لیا جلدی جلدی آئے اور سیدھے حضور نبی کریم ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ نے اعلان نبوت کر دیا ہے؟ فرمایا کہ کیا وہ خواب ایسے ہی آگئی تھی۔ اب بتائیے کہ کون مسلمان کر رہا ہے اور کون ہو رہا ہے۔ وہ نعت خواں شعر پڑھ کر چلے گئے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد پاک کے ساتھ لو لگا لی ہے۔ میں نے ان سے عشق لگا لیا ہے۔ کوئی لگا تا نہیں ہے مرشد پاک خود دیتے ہیں۔ حضور نبی پاک ﷺ دیتے ہیں۔ کوئی اپنے مرشد کے پاس بھی نہیں جاسکتا۔ نہ ہی شیطان اتنا فارغ بیٹھا ہوا ہے نہ ہی وہ آرام سے بیٹھا ہوا ہے اس نے خدا کے سامنے قسم کھائی ہے کہ میں ورغلاؤں گا۔ تمہیں وہ کیسے پہنچ دے گا۔ تمہیں کیسے چھوڑ دے گا کہ جاؤ مرید ہو جاؤ۔ یہ نبی پاک ﷺ کی رحمت اور کرم راہنمائی کرتا ہے اور مرشد پاک تمہاری یاد میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کا نام نامی فاروق اعظم ہے تلوار ہاتھ میں لی۔ کہاں جا رہے ہو اس دوپہر کے وقت میں۔ ظہر کا وقت تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان کا خاتمہ کر دینا ہے۔ اس نے اعلان نبوت فرمایا ہے۔ اور ہمارے بتوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ میں جا کر انہیں قتل کر دوں گا۔ حضرات کو نوافقی لگائیں گے کوئی دفعہ لگائیں گے ارادہ قتل ہے پورا مکمل۔ جس نے قتل کرنا ہے وہ بھی حاضر اور جسے قتل کرنا ہے وہ بھی موجود۔ ارادہ بھی پورا ہے اور اعلان بھی کر رہا ہے۔ کوئی وکیل صاحب ہیں یہاں بیٹھے ہوئے تو بتائیں کہ دفعہ تین سو دو یا تین سو سات لگے گی۔ اور ادھر حضور نبی پاک ﷺ کیا فرما رہے ہیں۔ کہ یا اللہ دو عمروں میں سے ایک عمر کو ایمان عطا فرما کر اس سے اسلام کو عظمت عطا فرما۔ بات لمبی ہے لیکن دوسرے ہی لمحے وہی عمر رضی اللہ عنہ گلے میں تلوار لٹکا رکھی ہے اور حضور ﷺ کے دربار اقدس میں بیٹھا ہوا ہے۔ اور عرض کر رہا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے پاک کر دیجیئے آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خواب سے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت نکال دیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فاروقیت سے حضور

ﷺ کی دعا نکال لیں تو کیا پیچھے رہ جائے گا۔ ایک تاجر رہ جائے گا اور ایک قاتل رہ جائے گا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کی ڈاچی پر سے حضور نبی پاک ﷺ کو اتار لیجئے۔ جو عظمت اسے حضور پاک ﷺ کی وجہ سے ملی ہے وہ بھی نکال لیں۔ پیچھے کیا رہ جائے گا۔ حضرات ذرا اندازہ لگا لیجئے۔ ڈاچی سے نہ چلا جاتا ہے نہ عمر ہے نہ صحت ہے نہ اس میں رفتار ہے۔ اللہ نہ کرے اگر اس محفل سے حضور پاک ﷺ کی عظمت نکل جائے تو باقی پھر پیچھے حضرت حلیمہ کی ڈاچی ہی رہ جاتی ہے۔ ابو جہل کے چیلے رہ جاتے ہیں۔ منافقین رہ جاتے ہیں شیطان رہ جاتے ہیں۔ حضرات اس کے علاوہ کچھ اور نہیں رہ جاتا۔ ہم نور مصطفیٰ ﷺ سے قائم ہیں۔ نور مصطفیٰ ﷺ ہم سے نکل جائے ان کی نگاہ کرم ہم سے پھر جائے تو کچھ باقی نہیں رہتا۔ قرآن حکیم میں ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ ان کو نگاہ میں رکھو جب وہ نگاہ میں رکھتے ہیں تو ہم ایماندار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے مراتب بلند ہونے لگتے ہیں۔ جب مرشد کسی مرید کا تصور کرتا ہے تو وہ مرید حاضر ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں آ گیا ہوں بڑے شوق سے آیا ہوں بڑے عشق سے آیا ہوں۔ یہ نہیں پتہ کہ تصور مرشد پاک نے کیا ہے اور مرید آ گیا ہے۔ تصور وہ کرتا ہے۔ آ یہ جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ تم پیر بنو اور پھر تصور کر کے دیکھو۔ جس کا بھی تصور کرو گے وہ حاضر ہو جائے گا۔ زندگیاں بنتی ہیں۔ ایمان بننے میں فکر بنتی ہے حفظ بننے میں مراتب بنتے ہیں۔ فہم دین بنتا ہے۔ جنت بنتی ہے۔ منکر تکبر کے سوالوں کے جواب بننے ہیں۔ نگاہ مصطفیٰ ﷺ سے بننے ہیں طفیل مرشد پاک بننے ہیں اگر یہ دونوں واسطے آپ نکال لیں تو پیچھے کفر رہ جائے گا۔ کچھ نہیں رہے گا جس کا پیر نہیں اس کا شیطان پیر ہے۔ جس کا پیر نہیں اس کا مذہب نہیں ہے۔ جس کے گلے میں بیعت کا طوق نہیں وہ جہالت کی موت مر گیا ابو جہل جیسا مر گیا۔ ایک صحابی تھے کاتب وحی تھے۔ حضور نبی پاک ﷺ کے نزدیک بیٹھتے تھے۔ اس قرب کی وجہ سے انہیں وحی آتی ہوئی نظر آنا شروع ہو گئی۔ وحی اتر رہی ہے اور یہ آیت اتر رہی ہے اسے پہلے ہی پتہ چل جاتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بعد میں بولتے لیکن اس صحابی کو پہلے ہی پتہ چل جاتا۔ وہ کہنے لگا کہ نبوت کا کچھ حصہ تو مجھے بھی مل گیا ہے۔ اٹے رستہ پر چل پڑا دور ہوتا گیا۔ الٹی سیدی باتیں کرنے لگا۔ منافق ہو گیا۔ فاسق ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ مرے گا تو زمین اسے قبول نہیں کرے گی۔ کہاں یہ مرتبہ کہ کاتب وحی اور کہاں یہ کہ جب مراتب بارہ دفعہ لوگوں نے اسے دفن کیا بارہ دفعہ ہی زمین نے اگل کر باہر پھینک دیا۔ نکال دیا چلے جاؤ۔ اس نبی آخر الزمان ﷺ کا حکم ہوا اور میں تمہیں اپنے اندر رکھوں۔ جب خاص قرب حاصل ہے تو وحی الہی دیکھنا بھی ہے سنتا بھی ہے اور جب دور ہو جاتا ہے تو زمین بھی قبول نہیں کرتی۔ یہی قرب ہے جو مل جائے ایک لمحہ مل جائے صرف ایک لمحہ بھر۔ اس زمانہ میں جب حضور ﷺ حیات تھے ظاہری زندگی تھی۔ ایک لمحہ جس کو قرب مل گیا وہ صحابی بن گیا۔ آپ ہزاروں سجدے کر لیں کروڑوں سجدے کر لیں جو مرضی چاہے آپ کر لیں پھر بھی اس کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں بن سکتے۔ جس نے ایک لمحہ بھر دیکھ لیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا ہو کوئی عمل بھی نہ کیا ہو۔ ادھر لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ سُوْلُ اللہ پڑھا اور حضور ﷺ کے چہرہ اقدس پر نظر ڈالی اور ادھر جان نکل گئی اس صحابی کے مرتبے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور آج پتہ ہے کہ ولایت کہاں سے ملتی ہے۔

کون سا کورس ہے۔ کہاں عنایت ہوتی ہے۔ جب مرشد نگاہ ڈالتا ہے تو حضوری ہو جاتی ہے اور اس حضوری کے صدقے ولایت عنایت ہوتی ہے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا واقعہ اتنا واضح ہے کہ ولایت کہاں سے ملتی ہے کیسے ملتی ہے۔ وہ پہلوان تھے شاہی پہلوان تھے۔ اور ایک آدمی نے چیلنج کر دیا کہ میں ان سے کشتی لڑوں گا۔ بہت دُبل پتلا آدمی تھا۔ لیکن اس نے چیلنج دیا تھا لہذا شاہی پہلوان کو دستور کے مطابق اس سے کشتی کرنا تھی۔ کوئی بھی چیلنج کرے تو اُسے کشتی لڑنا پڑتی تھی۔ دنگل لگ گیا۔ ایک طرف وہ ہاتھی اور دوسری طرف اس کے مقابلہ میں وہ چھوٹا سا چوزہ۔ اس چوزے نے کہا کہ جناب جنید صاحب میں سیدزادہ ہوں مجھے ضرورت ہے کچھ رقم کی۔ مجھے انعام مل جائے گا تو چلا جاؤں گا آپ شاہی پہلوان ہیں۔ آپ اپنے مرتبہ پر فائز ہیں۔ آج آپ میری خاطر گر جائیں۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے ہاتھ ملایا اور اس کے سامنے گر گئے شور مچ گیا کہ جی اس نے تو ہماری ناک کٹوا دی ہے۔ اتنے کمزور اور لاغر آدمی سے مار کھا گیا ہے۔ یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔ دوبارہ کشتی لڑی جائے اس کمزور جسم والے نے کہا اب دوبارہ پھر انعام بھی دگنا ہوگا۔ پھر کشتی ہوئی اس سیدزادے نے پھر حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے وہی بات کہہ دی اور حضرت جنید پھر اس کے سامنے گر گئے۔ وہ انعام لے کر چلا گیا۔ حضرت جنید بغدادی لوگوں کے طعن و طنز سنتے ہوئے گھر چلے آئے۔ رات کو سوئے تو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہو گئی۔ فرمایا تو نے ایک سیدزادے کی عزت کی ہے میں نے تجھے ولایت سے نوازا دیا ہے۔ تو کون سا علم پڑھ لیا شاہی پہلوان نے اور کون سا علم پڑھ سکتا ہے پہلوان۔ آپ پڑھا کر دیکھ لیں۔ آپ پہلوان کو پڑھا کر تو دیکھیں اگر دو کے پہاڑ سے بھی آگے جائے تو مجھے پکڑ لینا۔ پہلوان نہیں پڑھ سکتا۔ اس کی توجہ ہی اس طرف نہیں آتی۔ اس لیے فرماتے ہیں کَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ یہ اندھیرے کہاں سے دور ہوئے ہیں۔ علم کہاں سے آتا ہے بدعتیدگی کہاں سے دور ہوتی ہے۔ یہ مناظروں سے نہیں ہوتی یہ کَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ سے ہوتی ہے جس کو چہرہ انور نظر آئے اس کو سب روشن ہو جاتا ہے۔ ان کا کیا مقام ہے۔ داتا صاحب نے اولیاء اللہ کے بارہ مذاہب گنوائے ہیں اور ہر ایک کی نفی ادھر ادھر سے کی ہے اور سب سے بہتر جس کو جانا ہے وہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ ہیں۔ خود بھی ان کی لڑی سے مرید ہیں۔ داتا گنج بخش جویری لاہوری جو زمانہ بھر کو سب کچھ دے رہے ہیں یہ بھی ان کی نگاہ کرم سے روشن ہوئے ہیں۔ اور یہ صرف چند لمحے ہی ہوا اور حضور پاک ﷺ نے ایک چیز فرمائی جو قابل غور ہے۔ فرمایا اے جنید بغدادی ولایت تو تمہیں مل گئی کیونکہ تو نے ایک سیدزادے کی عزت کی لیکن میں تمہیں بتاؤں کہ وہ سید نہیں تھا۔ لیکن تو نے سید سمجھ کر عزت کی تمہیں سیدزادے کی عزت کرنے کا صلہ ملا۔ اسے جو کچھ ملنا تھا وہ مل گیا۔ اب بات کرو۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

حضرت جنید بغدادی میں اتنی طاقت تھی کہ وہ اسے شمع کر مارتا۔ پسلیاں توڑ دیتا۔ چاروں بازو ٹانگیں توڑ کر رکھ دیتا تو وہ کر سکتا تھا لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوتا۔ آج نام بھی نہ ہوتا۔ اور اگر ہوتا بھی تو خطا کاروں میں ہوتا۔ وہ گر گئے تو ان کا نام قیامت

تک کے لیے زندہ ہو گیا۔ قیامت تک جس کا نام زندہ رہنا ہے وہ جنید بغدادی کا رہنا ہے۔ حضرات یہ سب کشف المذبحی سے ہی بات بنتی ہے۔ حضور پاک ﷺ فرما رہے ہیں کہ اے صحابی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر اس نور کے پرتاؤ سے اس کی شعاعوں سے اس کے سایہ سے کہہ لو باقی چیزیں بنی شروع ہو گئیں۔ آسمان بن گئے جنت بن گئی۔ حوریں بن گئیں فرشتے بن گئے۔ عرش بن گئے کرسی بن گئی۔ قلم بن گئی۔ تیری میری تقدیریں اور عمل بن گئے۔ جو اس نور کو مانتا ہے اس کی سب چیزیں ٹھیک بن رہی ہیں۔ جو انکار کرتا ہے وہ شیطان کا طرف دار بنتا ہے۔ حضرات میری عرض یہ ہے کہ جس نے بننا ہے جو بننا ہے اور جو کچھ لینا ہے وہ حضور پاک ﷺ کے صدقہ ان کے در سے لینا ہے۔ ”میں تو مالک ہی کہوں گا“، ہیں وہ بلاشبہ مالک ابھی اس چھوٹے سے بچے نے نعت پڑھی ہے کہ ”حبیب بن کر آئے“، باقی سارے رسول بن کر آئے اور حضور پاک ﷺ کی شان کیا ہے کہ وہ حبیب خدا بن کر آئے۔ حبیب خدا کون ہوتا ہے اور اس کا کیا مقام ہے۔ رسول کا کیا مقام ہے نبی کا کیا مقام ہے۔ ایک روز صحابہ کرام مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے ایک بولے کیا بات ہے حضرت آدم علیہ السلام کی کہ وہ فی اللہ ہیں۔ دوسرے بولے کیا شان ہے نوح علیہ السلام کی کہ وہ نجی اللہ ہیں۔ کیا مقام ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور کیا مقام ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور کیا مقام ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہ وہ روح اللہ ہیں۔ اس طرح سابقہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت بیان کر رہے تھے۔ اتنے میں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن یہ یاد رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں۔ ہم حبیب اللہ کے صحیح مفہوم اور معنی نہیں سمجھتے کہ ہمیں عربی نہیں آتی خلیل وہ ہوتا ہے کہ وہ ہر ایسی کوشش کرے کہ اس سے اس کا رب راضی ہو جائے۔ اگر آگ میں بھی جانا پڑے تو وہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے بلاچوں و چراں کہے گا کہ مجھے آگ میں پھینک دو۔ مجھے صرف اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ ساری قوم سے لڑ جائے بتوں کو توڑ دے اور پھر ڈٹ جائے کہ اس نے اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ کوئی کہے کہ ہمارے ملک سے نکل جاؤ اور وہ نکل جائے۔ کیونکہ اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ وہ کہیں اپنے بیٹے کے گلے پر چھری چلا دو اور وہ چلا دے کیونکہ اپنے رب کو راضی کرنا ہے اپنی بیوی اور شیر خوار بچے کو جنگل میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ پوچھا کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ عرض کیا تو پھر ٹھیک ہے یہ سب کچھ وہ خلیل بننے کے لیے اپنے رب کو راضی کر رہے ہیں اور حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ حبیب کو اس کا رب راضی کرتا ہے وہ کہیں کہ میں نے فلاں صاحب کو ولایت دینی ہے تو وہ ہو گیا۔ وہ جو کہہ دیں وہ ہو جائے ”وہ زبان جس کو کن کی کجی کہیں“ وہ کن والی زبان اور زبان سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ تو پھر کس کی زبان کن کی زبان ہے۔ جب اللہ تعالیٰ زبان سے پاک ہے تو پھر کس کی زبان پر کن چل رہا ہے۔ پھر حضور ﷺ کی زبان سے کن چل رہا ہے۔ حبیب کی زبان سے کن چل رہا ہے وہ کُنْ فَيَكُونُ والی بات جو ہے جو کچھ بھی حضور ﷺ نے فرما دیا وہ ہو گیا۔ جو بھی جس کے بارے میں بھی کہہ دیا وہ ہو کر رہا۔ تیرے منہ سے جو نکلی بات وہ ہو کر رہی۔

جو رات کو کہہ دیا دن تو دن نکل آیا

جو دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی

یہ میری عرض ہے گزارش ہے کہ حضور ﷺ کی عظمت کا اعتراف کرو۔ انہیں سے سب کچھ ملتا ہے۔ پیر بھی انہیں کے صدقے ہے یہ بھی انہیں کے صدقے دیتے ہیں۔ اگر خزانوں کے مالک ہیں تو صرف حضور نبی پاک ﷺ ہیں۔ دنیا و کائنات کی ساری چابیاں حضور ﷺ کی مٹھی میں ہیں۔ چابی کسی اور کے پاس نہیں۔ وہ آگے یہ چابیاں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیں وہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیں یہ ان کی مرضی ہے کہ جس بھی اپنے خادم کو چاہیں دے دیں۔ لیکن اصلی مالک حضور نبی پاک ﷺ ہیں۔ اس سے بڑی اور کیا تم ہوگی

بخدا خدا کا یہی ہے در

نہیں اس میں کوئی مفر مقرر

یہاں کوئی چوں و چراں نہیں۔ نہ ہی اس سے فرار ہو سکتے ہیں نہ اس کا انکار کر سکتے ہیں اس کو کہتے ہیں مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو

جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اس سے بڑی نفی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ”بخدا“ مجھے خدا کی قسم کہ خدا کا یہی ہے در نہیں ہے اس سے مفر مقرر۔ جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو۔ ہونا یہیں پر ہے۔ جو یہاں نہیں تو پھر وہاں نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا اعتراف کھلے دل سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سبھی تو مدینہ پاک نہیں جاسکتے تو پھر یہ در کہاں سے ملے گا۔ یہ در ولی کا در ہے۔ یہ در پیر و مرشد کا در ہے اسے حبیب خدا کا در سمجھ کر جاؤ۔ وہی ملے گا جو حضور پاک ﷺ سے ملتا ہے۔ حضرات آپ گن لیں کہ صحابی کورسول پاک ﷺ کیا ملتا تھا۔ دیدار حضور پاک ﷺ ملتا تھا۔ دیدار رب العزت ملتا تھا۔ جنت میں گھر اور خوشخبری ملتی تھی۔ فہم دین ملتا تھا۔ اطمینان قلب ملتا تھا۔ اور دوسری چیزیں گن لیں۔ موٹی موٹی چیزیں تو یہ ہیں باقی سب بھی اس میں شمار کر لیں۔ اب مرشد کے ساتھ مرید وہی تعلق رکھے جو صحابہ کو حضور پاک ﷺ سے تھا۔ تو وہی انعام ملیں گے۔ دیدار رب ملے گا۔ دیدار حضور ﷺ ملے گا۔ فہم دین ملے گا۔ جنت کی بشارت ملے گی۔ جنت میں گھر دیکھ کر مرے گا۔ اس سے پہلے نہیں مرے گا۔ بات صرف بیعت ہونے کی ہے۔ بیعت کیا ہوتا ہے۔ بیعت ہے بک جانا۔ پھر اپنی مرضی بھی بیچ دیں۔ یہی دشوار کام ہے مرضی کا بیچ دینا جو چیز نہیں مکتی وہ مرضی ہے ساری عمر انسان اپنی مرضی کے مطابق موٹ چھو کا شائل ہی نہیں بدلتا وہ کہتا ہے کہ میں نے تو ایسی ہی رکھنی ہیں اپنی مرضی کے مطابق رکھتا ہے۔ اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ آپ جو مرضی کر لیں کیا آپ اسے ہٹا سکتے ہیں نہیں ہٹا سکتے۔ اس کی داڑھی کا شائل اس کے بالوں کا شائل پھر اس میں مانگ نکالنا آپ اسے مانگ نکالنے سے بھی ادھر ادھر نہیں کر سکتے یہ تو چھوٹی سی مرضی ہے آپ اس کے کپڑے کے رنگ کا انتخاب نہیں بدل سکتے۔ اور یہی مرضی جب وہ آ کر حضور پاک ﷺ پر قربان کر دیتا ہے تو فکر مصطفیٰ ﷺ مل

جاتی ہے۔ فہم دین مل جاتا ہے جو اصل دین ہے روح ایمان مل جاتا ہے۔ اور اس شعر پر ختم کرتے ہیں کہ کسی کامل کا شعر ہے۔ سب چیزیں تو ان کی ہیں۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں

جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں

جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

جس نے جو کوئی شان لینی ہے جس کی کوئی قیمت ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کے دیدار سے ملنی ہے۔ حضور پاک ﷺ کے در سے ملنی ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش محمد حمید شاد صاحب ایوب کالونی 06/08/92

نحمدہ و نصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا
 تَسْلِیْمًا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلِّمَ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا
 سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔

اس عزیز نے نعت شریف پڑھی ہے فرمایا کہ ”عظیم ہمیں بھی کبھی بلوائیں گے حضور ﷺ“ انہوں نے ہی تو آپ کو
 بلوایا ہے بھی تو آپ آئے ہیں کیونکہ

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

حضور پاک ﷺ تو ادھار کرتے ہی نہیں ہیں۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ

ودھ رب توں محمد ﷺ دی ثناء کون کرے گا

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا تو مجھے بہت جانتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
 میں سب سے پہلا مسلمان ہوں سفر میں ساتھ رہا ہوں۔ گھر میں ساتھ رہا ہوں۔ جنگ میں ساتھ رہا ہوں۔ صلح میں ساتھ
 رہا ہوں۔ امن میں ساتھ رہا ہوں یا رسول اللہ ﷺ میں ہر جگہ آپ کے ساتھ رہا ہوں اور مجھے یہ شرف حاصل ہوا ہے
 کہ میں آپ کو زیادہ جانتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم میں اللہ کا راز ہوں مجھے ماسوا اللہ کے اور کوئی نہیں
 جانتا۔ جب راز ہو۔ حالانکہ جو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں بھر دیا
 گیا تھا۔ اس کے باوجود وہ حضور ﷺ کو نہیں جانتے اس لیے آپ جو فرماتے ہیں نا۔ نعت شریف یہ سب آیات کے
 ترجمے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کے ترجمے ہیں تو یہ شعر جو ہے کہ

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

یہ ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ ہے وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ اے میرے محبوب آپ سوالی کو نہ بھڑکیں اسے ضرور دیں۔ یہ
 اس کا ترجمہ ہے تو اعلیٰ حضرت نے جو یہ فرمایا ہے یہ دراصل اس آیت پاک کا ترجمہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی
 یہ صفت بیان نہ فرماتے تو اعلیٰ حضرت کو بھی پتہ نہ چلتا۔ کئی لوگوں نے یہ کہا ہے کہ

لَا يُمَكِّنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ،

بالکل ممکن نہیں ہے کہ حضور ﷺ کی ثناء بیان ہو جائے اور غالب فرماتے ہیں کہ

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کان ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

غالب فرماتے ہیں کہ میں تو حضور ﷺ کی نعت اللہ پر چھوڑتا ہوں وہی جانے کیا مرتبہ ہے مجھے تو پتہ نہیں ہے۔
 اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

پھر تجھ سے کب ممکن ہے مدحت رسول اللہ ﷺ کی

کوئی حضور کی تعریف نہیں کر سکتا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ ہم نقل مارتے ہیں۔ اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ کبھی اردو میں ترجمہ کر لیا۔ کبھی پنجابی میں ترجمہ کر لیا۔ کبھی فارسی میں کبھی عربی میں کبھی کسی زبان میں۔ زبان اپنی اپنی میں کرتے ہیں۔ یہ سب تصورات جو ملے ہیں جو کہ آپ کی فکر میں ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں۔ کوئی اپنی طرف سے حضور ﷺ کی ویسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی ان کی شان کے لائق ہو۔ حضرات عرض یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تعریف تو ہو نہیں سکتی اصل لفظ محمد ﷺ جو ہے آپ سارے آجائیں جو مر گئے ہیں وہ بھی آجائیں جو ابھی آنے والے ہیں وہ بھی آجائیں جو علوم ابھی نہیں آئے ان کو بھی لے آئیں اور پیچھے بھول گئے ہیں ان کو بھی جمع کر لیں اور یہ سب مل کر حضور ﷺ کی تعریف شروع کر دیں جہاں ان سب کی انتہا ہو جائے گی وہاں سے حضور پاک ﷺ کی تعریف شروع ہو گی۔ جہاں ہم عام مسلمانوں کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے ولی کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں اولیاء کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے غوث کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں اغیث کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے صدیقیں کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں صدیقیں کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے انبیاء کا مقام شروع ہوتا ہے۔ جہاں انبیاء کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے اولوالعزم پیغمبروں کا مقام شروع ہوتا ہے۔ اور جہاں اولوالعزم پیغمبروں کی فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے سید الانبیاء والمرسلین کا مقام شروع ہوتا ہے۔ اب بتائیے آپ کیا تعریف کر لیں گے۔ ہماری تو فکر ان کے پاؤں تک نہیں پہنچ سکتی۔ ان کی دلیلیز تک نہیں پہنچ سکتی۔ آپ ولی کے پاؤں کی خاک لے لیں۔ یا جہاں پر ولی نے پاؤں رکھ دیا ہے اس خاک کو اٹھا کر اس کا سرمہ بنالیں تو پتہ ہے کیا ہو جاتا ہے آپ کو دونوں جہانوں کے علوم آ جاتے ہیں یہ ان کے قدموں کے نشان کا اثر ہے۔ ولی کی کیا بات ہوگی۔ ولی کا کیا مقام ہوگا۔ اس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ آج ایک خاص چیز ہے ان کے لئے (پروفیسر عبد الغفار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) عرض کرتے ہیں۔ شروع میں اس طرح سے کرتا ہوں کہ حضرت صاحب آپ ایم اے ہیں ایم ایس سی ہیں آپ ایم ایس سی کب سے ہیں کتنے سال ہو گئے ہیں (جواب میں پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ 1960 سے) جی 1960 سے یعنی تیس سال ہو گئے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی (جواب اندازاً چوبیس سال) تو یہ جب چوبیس سال کے تھے تو ایم ایس سی پاس کیا انہوں نے ایم ایس سی کیوں کیا اس لیے کہ یہ صفت ہے۔ اس سے پہلے ان کی ذات تھی۔ بائیس سال چوبیس سال۔ پھر ان میں ایک یہ صفت پیدا ہو گئی۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ صفت بعد میں پیدا ہوتی ہے پہلے موصوف ہوتا ہے۔ ذات پہلے ہوتی ہے صفات بعد میں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ابتداء کوئی نہیں وہ ابتداء سے پاک ہے اس کی کوئی ابتداء نہیں ہے۔ ہماری ابتداء ہے کہ جیسے 1938 میں پروفیسر صاحب کی پیدائش ہوئی 1933 میری پیدائش ہے۔ اس طرح ہر بچے کا کوئی نہ کوئی سال پیدائش ہے۔ ہر ایک کی پیدائش کا دن اس کی ابتداء ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی ابتداء نہیں اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کی بھی کوئی ابتداء نہیں ہے۔ اللہ کے علم کی ابتداء نہیں ہے اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ وَصَلٰیكَتْہٖ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ ؑ بے شک اللہ تعالیٰ نبی پر درود

بھیجتے ہیں نبی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ابتداء نہیں لہذا اس فقرے کی بھی ابتداء نہیں۔ جب فقرے کی ابتداء نہیں تو پھر صفت نبی کی بھی کوئی ابتداء نہیں نبی صفت ہے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی محمد ﷺ اس سے پہلے ہے تو کیا تعریف آپ کر لیں گے۔ ملائکہ بھی بعد میں پیدا ہوئے۔ مان لیا کہ کسی زمان سے پیدا ہوئے اور ذات اللہ تعالیٰ تو پہلے سے ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں جب سے ہوں بلکہ یہ جب کب بھی نہیں تھا اس وقت سے ہوں اور اسی وقت سے نبی پر درود بھیج رہا ہوں۔ جیسے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پروفیسر صاحب فلاں دن سے ایم اے ہیں حالانکہ ان کی ذات اس سے بیس سال پہلے ہے یا بائیس سال پہلے ہے۔ اس طرح ذات محمد ﷺ صفت نبی سے پہلے ہے اللہ تعالیٰ صفت نبی کی تعریف فرما رہے ہیں۔ اس طرح نبی پاک ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی یہی طریقہ اپنایا۔ فرمایا اے صحابی تیرے نبی کا نور اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا کیا۔ یہاں بھی لفظ نبی آیا ہے۔ صفت بیان ہوئی ہے ذات محمد ﷺ کا پتہ نہیں کہ کب سے ہے۔ اسی لیے حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے جس کا نہیں ہے اللہ کرے اس کا بھی ہو جائے

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

اس لیے ہم اول کہتے ہیں کہ ہر چیز سے پہلے حضور ﷺ کو پیدا فرمایا گیا۔ ان کی صفت بھی پتہ نہیں کب سے ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ ہیں وہ نبی پر درود بھیج رہے ہیں۔ ذات محمد ﷺ اس سے بھی پہلے ہے۔ اسی کو ایک اور طریقہ سے بھی عرض کر سکتے ہیں۔ حضرات ہر چیز پر رحمت چھائی ہوئی ہے۔ دودھ پہلے ہوتا ہے کہ بچہ پہلے ہوتا ہے۔ یقیناً دودھ پہلے ہوتا ہے۔ دودھ رحمت ہے۔ رحمت پہلے ہوگی ورنہ بچہ رحمت کے بغیر جائے گا۔ ہوا پہلے ہے کہ سانس لینے والا ذی روح پہلے ہے۔ ہوا پہلے ہے کہ یہ رحمت ہے اور یہ سانس لینے والے کی ضرورت ہے۔ لہذا رحمت کی چونکہ ضرورت ہوتی ہے اس لیے رحمت پہلے آتی ہے۔ بچہ سے دودھ پہلے۔ بچہ سے ماں پہلے۔ آدمی سے ہوا پہلے ہے۔ آدمی سے پانی پہلے ہے کیونکہ ان کی اسے ضرورت ہے اس لیے رحمت کو سب سے پہلے بنایا گیا کہ فرشتہ بھی آئے گا۔ تو اسے بھی رحمت کی ضرورت پہلے ہوگی۔ پیغمبر آئے گا تو اسے بھی رحمت کی ضرورت ہے۔ آسمان بنا اسے بھی رحمت کی ضرورت ہے۔ زمین بنی اسے بھی رحمت کی ضرورت ہے۔ رحمت پہلے پیدا کر دی باقی چیزیں بعد میں بنائی گئیں۔ یہ بھی إِنَّ اللہَ وَمَلَائِکَتُہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ء ہے یہ میری گزارش ہے اس رحمت کی ہمیں بہت ضرورت ہے۔ یہ میں ایسے بھی بیان کرتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا کے تمام علوم عطا فرمائے گئے۔ قرآن مجید شاہد ہے کہ کل علوم انہیں عطا کر دیے گئے سمجھا دیے گئے ایسا علم نہیں جو ان کی دانست میں نہ ہو اور ان کے سینے میں نہ بھرا ہوا ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ صفت عطا ہوئی کہ سارے علوم ان کو عطا ہوئے۔ لیکن آپ دیکھیں کہ اس علم میں دو طاقتیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ معافی دے کہ یہ ایک اعتراض چھوٹا سا بنتا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس سارے علم میں دو چیزیں نہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سارے علم کے باوجود حضرت آدم علیہ السلام لغزش سے نہ بچ سکے۔ علم نے راہنمائی نہیں فرمائی اگر راہنمائی ہوتی تو

غرض نہ کرتے تو اس علم میں وہ چیز ہے نہیں۔ دوسری چیز جو اس میں نہیں ہے وہ یہ کہ اس میں توبہ کا طریقہ نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو کر لیتے بلکہ پہلے روز ہی کر لیتے۔ تین سو سال رونے کی کیا ضرورت تھی۔ اتنے آنسو بہانے کی کیا ضرورت تھی۔ اتنے آنسو بہائے کہ شاید تمام انسان اتنے آنسو نہ بہا پائیں۔ آپ نے اکیسے ہی ندامت سے اتنے آنسو بہائے۔ لیکن جو علم عطا ہوا اس میں یہ نہیں ہے کہ توبہ کیسے کرنی ہے۔ پھر ایک علیحدہ علم ایک چھوٹا سا علم اور دیا حضرات ہمیں بھی اس علم کی ضرورت ہے جو علیحدہ دیا گیا ورنہ اگر یہ بھی باقی تمام علوم میں ہی دے دیا جاتا تو ہم ڈھونڈتے ڈھونڈتے مر ہی جاتے۔

فَلَقَىٰ اٰدَمَ مِنْ رَبِّهِ بِكَلِمَةٍ

یعنی اللہ تعالیٰ نے سکھا دیے حضرت آدم علیہ السلام کو کچھ کلمے پھر انہوں نے اس کلمے سے رجوع کیا تو توبہ قبول ہو گئی۔ ایک چھوٹا سا علم تھا پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سے کلمات تھے۔ فرمایا وہ صرف ایک فقرہ تھا یا اللہ مجھے نبی پاک ﷺ کے طفیل بخش دے۔ اور وہ فقرہ بولا تو ان کی بخشش ہو گئی۔ بڑے علوم دے کر چھپا دیے گئے۔ ہٹا دیے گئے ایک طرف رکھ دیے گئے ہم گناہ گاروں کے لیے یہ ایک فقرہ ہی کافی ہے اور ہمیشہ ہر ایک کو اس کی ضرورت ہے اور سب کو اس کی ضرورت رہے گی۔ یہ فقرہ چھپایا نہیں ہے ورنہ اگر یہ سارے قرآن پاک میں کہیں چھپا دیا جاتا ساری آسمانی کتب میں چھپا دیا جاتا۔ تو آپ کہاں سے ڈھونڈتے۔ میں کہاں سے ڈھونڈتا یہ اللہ تعالیٰ نے علیحدہ خطا ہر فرما دیا۔ یہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا نہیں ہے یہ جہدہ میں گر کر رونا نہیں ہے رو بھی لیں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ کیا شعر ہے کہ

نہ دکھڑے سنایاں بندی اے
نہ تسلیج بلایاں بندی اے
رب دیا سوہنیا محبوبا
گل تیرے بنایاں بندی اے

نہ رونے سے بنتی ہے نہ جہدے رکوع سے بنتی ہے بلکہ رب کے اے سوئے محبوب بات تیرے بنایاں ہی بنتی ہے۔ بات بنانے والی چیز یہ ہے اور صرف یہ ہے کہ یا اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور پھر پوچھا کہ اے آدم علیہ السلام تم کو پتہ کیسے چلا کہ یہ اتنی بڑی ہستی ہیں۔ خود ہی بتایا ہے اور پھر خود ہی پوچھ رہے ہیں یہ شاید ہماری تعلیم کے لیے ہے کہ ہم نہ بھول جائیں۔ ان کا کام تو بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کا نام بنانے والا ہے پھر اس فقرے کی ضرورت کیا تھی۔ جان تو وہ گئے اور نام بھی انہوں نے لے لیا اور بخشش بھی پالی پھر پوچھا کہ ان کا نام کہاں سے ملا ہے یہ نسخہ کہاں سے ہاتھ میں آیا یہ اس لیے کہ اس میں ہماری تعلیم ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ جب میری آنکھ کھلی تھی تو میں نے یہ عرش پر لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جس کا نام ہے وہ بہت بڑی ہستی ہے فرمایا یاں بے شک یہ بڑی ہستی ہیں اے آدم علیہ السلام اگر میں نے انہیں پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا بلکہ میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ کسی چیز کو بھی نہ پیدا کرتا۔ یہ میری عرض

ہے کہ اس فقرے کی ہمیں ضرورت ہے اسی حوالہ سے ہی کہ بخشش کا ہی یہ مضمون ہے اور بخشش کی ہمیں ضرورت ہے قرآن مجید میں ہے کہ سب سے زیادہ جو چیز ہے وہ گناہ ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ جو چیز بندے کے پلے میں بندھی ہوتی ہے وہ گناہ ہوتے ہیں نیکیاں زیادہ نہیں ہوتیں۔ گناہ زیادہ ہوتے ہیں اس لیے یہ بخشش کا نسخہ ہاتھ آیا اور یہ جو محفل ہم منار ہے ہیں اور اس قسم کی جتنی بھی محافل میلاد ہیں ان کا کرم اور فضل یہ ہے کہ ہر چیز میں خلوص نیت کی ضرورت ہے۔ آپ نعت پڑھیں گے اگر نیت ٹھیک نہیں تو نعت نہیں ہے آپ سجدے کریں اگر نیت ٹھیک نہیں ہے تو وہ بھی نہیں ہیں۔ قیامت کے دن تین آدمیوں کا نمایاں کیس پیش ہوگا۔ ایک عالم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے طلب کریں گے اور پوچھیں گے کہ تو کیا کرتا تھا تو وہ عرض کرے گا کہ جی میں قرآن حدیث پیش کرتا تھا۔ ہمیشہ یہی کرتا تھا اور کوئی چیز نہیں کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تیری نیت کو جانتا تھا تو بڑا عالم بننا چاہتا تھا۔ سب سے سبقت لینا چاہتا تھا وہ میں نے تمہیں دے دی۔ اب تو مجھ سے کیا لیتا ہے۔ جہنم میں چلا جا۔ علم کی اگر نیت ٹھیک نہ ہو تو اس کا علم کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ حکم ہوتا ہے کہ جہنم میں جاؤ۔ ایک سخی کا کیس پیش ہوگا۔ پوچھا جائے گا تو کیا کرتا تھا عرض کرے گا کہ تیری راہ میں خرچ کرتا تھا تو روز ہی دیتا تھا پیسے مجھے دیتا تھا اور میں تیری راہ میں خرچ کرتا تھا۔ فرمایا جائے گا کہ تیری نیت یہ تھی تیری نیت سخی کی میں حاتم طائی ثانی بن جاؤں۔ سخاوت میں میرا نام بڑا ہوا اور میرے نام کے ساتھ اور کسی کا نام نہ ہو فرمایا جائے گا تیرا نام میں نے بنادیا۔ سرنگرام ہسپتال بنادیا۔ فلاں چیز بنائی وہ چیز بنائی۔ تیرا نام بن گیا ہے۔ لیڈی ونگلن ہسپتال ہے۔ اب تو مجھ سے کیا لیتا ہے۔ جا تو بھی جہنم میں چلا جا۔ نیت ٹھیک نہ تھی پیسہ خرچ کیا ہوا ضائع چلا گیا۔ ایک شہید کا کیس پیش ہوگا۔ ہاں بھی تو کیا کرتا تھا عرض کرے گا کہ یا اللہ میں تیری راہ میں لڑتا تھا۔ کفار سے لڑتا تھا۔ انہیں جہنم رسید کرتا تھا۔ پس ایک گولی آئی تو لاو لگی اور میں مر گیا۔ یا اللہ تیرے لیے میں نے اپنی جان قربان کر دی۔ فرمایا جائے گا کہ نہیں تو غازی بننا چاہتا تھا تو ہمیشہ اپنی چیز ہی آگے رکھتا تھا۔ میرے لیے نہیں لڑتا تھا۔ اپنی ذات کے لیے لڑتا تھا۔ اپنی غرض کے لیے لڑتا تھا۔ جہنم میں چلا جا۔ دیکھو شہید کی نیت ٹھیک نہیں تو وہ جہنم میں جا رہا ہے۔ روزہ رکھنا کتنا مشکل کام ہے نیت ٹھیک نہ ہو تو اللہ تعالیٰ شام کو لپیٹ کر منہ پر مار دیتا ہے۔ کہ جالے جا اپنا روزہ۔ تو دیکھو کہ خلوص نیت کی کتنی ضرورت ہے۔ اے اللہ کے بندو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے ایسی محفل میں آنے کی۔ اس محفل میں آنے کے لیے خلوص نیت کی ضرورت نہیں۔ آپ روٹی کھانے آ جائیں آپ پیسے لینے آ جائیں۔ آپ کرسی پر بیٹھنے کے لیے آ جائیں۔ آپ کیسٹ بھر کر بیچنے کے لیے آ جائیں۔ آپ خواہ کسی بھی غرض سے آ جائیں بس آ جائیں آپ کسی سے ملنے آ جائیں۔ کسی نے آپ کے پیسے دینے ہوں تو یہ سوچ کر آ جائیں کہ ان سے مل کر ذاتی طور پر اپنے پیسے مانگ لوں گا۔ خواہ پیسے دینے کے لئے آ جائیں کہ جاتے ہوئے پیسے بھی دے جاؤں گا۔ خواہ کیسی بھی غرض ہو اس کی نیت کر کے آ جا تو محفل میں آ جاتی کہ اللہ تعالیٰ معافی دے تو جوتی چرانے کی غرض سے ہی آ جا اس محفل میں کہ جس کی نسبت میلاد شریف سے ہے۔ حضور ﷺ کے طفیل حضور ﷺ کی شان سے اس محفل سے نور اور خوشبو نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نور اور خوشبو کو ڈھونڈنے کے لیے فرشتے پیدا کرتا

ہے اور تعداد میں اتنے ہوتے ہیں کہ وہ زمین و آسمان کے سارے قلابوں کو بھر دیتے ہیں وہ آکر اس کو گھیر لیتے ہیں اور جب یہ محفل ختم ہوتی ہے تو وہ بارگاہ عالیہ میں جا کر عرض کرتے ہیں۔ کہ یا اللہ ہم نے ایک محفل دیکھی ہے کہ وہاں تیرے حبیب پاک ﷺ کا ذکر خیر ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ وہ فرشتے روز عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ذرا تھوڑا سا ٹھہریئے ایک آدمی تو روٹی کھانے آیا تھا۔ ایک نعت پڑھ کر پیسے لینے کے لیے آیا تھا۔ ایک تقریر کرنے آیا تھا ایک کیسٹ بھرنے کے لئے آیا تھا۔ ایک پیسے دینے کے لیے آیا تھا۔ یا اللہ ایک جوتی چرانے کے لیے آیا تھا۔ ایک جیب کاٹنے کے لیے آیا تھا وہ سارے لوگ میلا دمنانے کے لیے نہیں آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ روز فرماتا ہے۔ کہ میں نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے سب کو بخش دیا ہے۔ کوئی کس نیت سے آیا ہے یہ اس کی اپنی غرض ہے لیکن میری غرض یہ ہے کہ میں نے اس محفل میں آنے والے جس میں حضور ﷺ کی تعریف ہو رہی ہے سب کو بخش دیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بخشا یہاں جاتا ہے یا گھر سے ہی بخشا ہوا آتا ہے۔ یہ چھوٹی سی عرض ہے کہ جب آپ نیت کرتے ہیں محفل میں جانے کی۔ اس محفل میں آنے کی۔ نہ یہ میری محفل ہے نہ یہ امجد صاحب کی محفل ہے نہ ڈاکٹر صاحب یہ آپ کی ہے نہ آپ میں سے کسی اور کی ہے۔ یہ محفل تو حضور نبی کریم ﷺ کی ہے جب کوئی قدم گھر سے اس نیت سے اٹھاتا ہے کہ چلو اس محفل میں چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نیت کے صدقے ہی اس کو بخش دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی میلا دکی کسی محفل میں کوئی جہنمی نہیں آتا۔ یا اللہ کیا یہاں کوئی سکرین لگی ہوئی ہے یا کوئی رکاوٹ ہے کہ جس سے ایسے افراد کو روک لیتے ہیں کہ واپس چلا جائیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ گھر سے جو نبی وہ قدم اٹھاتا ہے تو وہیں بخش دیا جاتا ہے۔

حسن کا تقاضا ہے کہ خریدار ہو کوئی

رحمت تو یہ چاہتی ہے کہ گنہگار ہو کوئی

قیامت کے دن رحمت کی جو تقسیم ہونی ہے وہ کس حساب سے ہونی ہے۔ کیا آپ کے نعت پڑھنے کے حساب سے ہونی ہے کیا آپ کے نعرے مارنے کی وجہ سے ہونی ہے یا کیا آپ کے پیسے دینے کی وجہ سے ہونی ہے کیا آپ کی نمازوں کی وجہ سے ہونی ہے یا آپ کے روزوں کی وجہ سے ہونی ہے فرمایا کہ نہیں رحمت کی تقسیم تو گناہوں کی وجہ سے ہونی ہے۔ جس کے جتنے گناہ ہوں گے اتنی ہی رحمت ہونی ہے۔ یہ جو رحمت ہے یہ بخشش ہے جو بہت گنہگار ہے کیا اس کو زیادہ رحمت کی ضرورت نہیں تاکہ اس کی بخشش ہو جائے۔ اسی رحمت کے انتظار میں وہ بیٹھا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ ایک روزہ دار ایک نمازی ایک حاجی ایک زکوٰۃ دینے والا خیرات دینے والا حتیٰ یہ سب بڑی اچھی چیزیں ہیں وہ اپنی نیکیوں کے طفیل امید رکھتا ہے کہ وہ بخش دیا جائے گا۔ میں نے روزے رکھے ہیں میں نے قربانی دی ہے اور ایک گنہگار کیا کہتا ہے کہ یا اللہ تیری رحمت ہوگی تو بخشش مل جائے گی۔ آپ کا فضل و کرم ہوگا تو نجات مل جائے گی۔ اس کا سارا انحصار اس کی ساری توجہ صرف اور صرف رحمت پر ہے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رحمت کی آس لگانے

کی توفیق عطا فرمائے ہمیں محفل میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محفل میلاد وہ ہے کہ ہر روز کتنے ہی فرشتے حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر آ کر محفل کرتے ہیں۔ بعض لوگ آپ کو روضہ اقدس پر جانے سے روکتے ہیں۔ تو یہ ان فرشتوں کو بھی روک لیں۔ ستر ہزار صبح آتے ہیں ستر ہزار شام کو آتے ہیں وہ کیا کرنے آتے ہیں وہ محفل میلاد کرنے ہی تو آتے ہیں۔ فرشتہ اترتا ہے تو اللہ کے حکم سے اترتا ہے اس کی اور کوئی غرض نہیں ہوتی۔ ہم ہیں کہ سارا دن کام کرتے رہتے ہیں کبھی کوئی کام کر لیا۔ کبھی کوئی کام کر لیا یہ ہمیں اختیار ہے لیکن فرشتے پورے کے پورے اللہ کے حکم کے تابع ہیں کوئی اتر نہیں سکتا۔ کوئی چڑھ نہیں سکتا۔ ستر ہزار ایک وقت میں روضہ اقدس پر اترتے ہیں کون اتار رہا ہے تو پھر آپ مجھے کیوں روکتے ہیں کہ روضہ پر نہ جاؤ۔ آپ کیوں روکتے ہیں کہ روضہ اقدس پر نہ جائیں۔ مکہ شریف میں ہی بیٹھے رہو۔ آگے مدینہ شریف نہ جائیں۔ ستر ہزار صبح آتے ہیں اور ستر ہزار شام کو آتے ہیں اور ایک جگہ اور بھی ہے جہاں فرشتے اترتے ہیں اور بے شمار اترتے ہیں۔ وہ محفل میلاد شریف ہے۔ یہ دو جگہیں ہیں تیسری جگہ تو ہے نہیں جہاں فرشتے اترتے ہوں۔ بے شمار فرشتے اس قسم کی محفلوں میں اترتے ہیں۔ آپ بے شک ولیمہ کر لیں بے شک جھنڈیاں لگالیں۔ مکان بنالیں اسے سنوار لیں اسے ہر طرح سے سجالیں آراستہ کر لیں فرشتہ نہیں اترتا۔ کیسی بھی خوشی منالیں فرشتے اتریں تو مجھے پکڑ لیں۔ قربانی کی قطار لگا دیں فرشتہ نہیں اترے گا۔ نمازوں کا ڈھیر لگا دیں فرشتہ قریب نہیں آتا۔ روزہ رکھ لیں یہ آپ کا اپنا فعل ہے کرتے جائیں فرشتہ نہیں اترتے۔ ہاں البتہ اگر آپ نعت پڑھیں میلاد کی نیت کر کے کھڑا ہو جائیں تو فرشتے بھی آجائیں گے۔ اور گھیر لیں گے آپ کی محفل کو اور جا کر تمہاری رپورٹ اللہ تعالیٰ کو پیش کریں گے اور تمہیں بخشش کا پروانہ لیکر دیں گے۔ آج ہی لے کر دیں گے حضرات اس میں کوئی ادھار نہیں۔ نماز کا ادھار ہے روزے کا ادھار ہے۔ حج کا بھی ادھار ہے اور اللہ تعالیٰ معافی دے ان اعمال کے قبول نہ ہونے کا بھی امکان ہے۔ جب تمہاری آواز نبی کی آواز سے بلند ہو جاتی ہے تو قبول کیے ہوئے اعمال بھی اکارت چلے جاتے ہیں۔ سورۃ حجرات پڑھیں۔ جب نبی پاک ﷺ کی آواز سے تمہاری آواز اونچی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ تمام نیکیاں ختم کر دیتے ہیں۔ کوئی سند نہیں ہے کہ آپ کی نماز قبول ہو گئی ہے۔ کہ نہیں۔ آپ نے بھی پڑھی ہے میں نے بھی پڑھی ہے کیا قبول ہو گئی ہے۔ ابھی ابھی نماز مغرب پڑھ کر آئے ہیں کیا قبول ہوئی ہے۔ لیکن ہر نعت جو آپ نے پڑھی ہے۔ اچھی آواز میں پڑھی ہے کہ نہیں پڑھی ہے۔ خلوص دل سے پڑھی ہے کہ نہیں پڑھی ہر نعت قبول ہے۔ ہر درد شریف قبول ہے۔ ہر نعت قبول اس لیے ہے کہ یہ بھی خاص حضور نبی کریم ﷺ کا ہی کرم ہوتا ہے تو کسی کو نعت کہنے کی توفیق ہوتی ہے۔ کوئی آدمی اپنی طرف سے نعت نہیں کہہ سکتا۔ کبھی نعت اپنی طرف سے نہیں بن سکتی جب تک حضور پاک ﷺ کی طرف سے توفیق نہ ہو نعت نہیں بن سکتی۔ اور درود شریف کی قبولیت کا یہ عالم ہے کہ اللہ نہ کرے کسی آدمی کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو۔ پھر وہ دور در شریف پڑھے تو وہ بھی قبول ہے۔ یہ میری عرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یہاں آنا منظور فرمائیں اور جس طرح نبی پاک ﷺ نے آج بلایا ہے اسی طرح ہمیشہ ہمیں بلا تے رہیں۔ شادی ہوتی ہے تو اس میں براتیوں کی فہرست بنتی ہے ولیمہ ہوتا ہے تو اس میں بھی

فہرست بناتے ہیں پہلے بہت لمبی فہرست ہوتی ہے پھر اس میں کانٹ چھانٹ ہوتی ہے اور فہرست چھوٹی ہوتی جاتی ہے۔ جب آخر میں ایک چھوٹی سی فہرست رہ جاتی ہے لیکن جو اس فہرست میں رہ جاتے ہیں وہ پھر ہوتے سونا ہی ہیں۔ اس میں ہر ایک جگہ دوست ہوتا ہے۔ جسے وہ دعوت دیتے ہیں۔ کارڈ دیتے ہیں اگر بہت اچھا اور قریبی ہو تو بمعہ اہل و عیال دعوت دیتے ہیں۔ وہ ان کا خاص مہمان ہوگا۔ یہ تو بندوں کا عمل ہے کہ کرم کرتے ہیں تو ولیہ میں بلا لیتے ہیں اور جب حضور نبی کریم ﷺ کرم فرماتے ہیں تو محفل میلاد میں بلا لیتے ہیں۔ اب آپ اس فہرست کا اور اس فہرست کا خود ہی موازنہ کر لیں۔ اس کی کیا حیثیت ہے اور اس کا کتنا کرم ہے۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

اور یہ اس سے بھی ثابت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے تیری نبی کا نور اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر اس نور کے پرتاؤ سے سایہ سے لوگوں کے اعمال بنے۔ فرشتے بنے۔ آسمان بنا۔ عرش بنا۔ لوح بنی قلم بنی۔ تمام علوم بنے۔ ہر ایکشن بنے۔ ہر عمل بنا۔ اگر عمل بنا تو یہ عمل ہے جو آپ کر رہے ہیں۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں جو اس طرف منہ نہیں کرتے۔ بلکہ تمہیں بھی کہیں گے کہ بدعتی ہے شرک ہے یہ خاص کرم ہوتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کا تو وہ اپنی محفل میں بلا لیتے ہیں۔ ہم تو صرف سننے کے لیے آتے ہیں لیکن جو نعت خواں ہوتے ہیں ان کا پیٹ نہیں کیا مقام ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو یہ ادب دیا ہے یہ مقام دیا ہے کہ خود اپنے تشریف رکھی اور نعت خوان کو ممبر رسول ﷺ پر بٹھایا اور اس سے نعت سنی۔ نعت کہنا سنت اللہ ہے۔ نماز پڑھنا سنت اللہ نہیں ہے۔ روزہ رکھنا سنت اللہ نہیں ہے۔ حج کرنا سنت اللہ نہیں ہے اور کوئی کام ایسا سنت اللہ نہیں ہے لیکن نعت کہنا سنت اللہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصْطَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ہر آدمی کو جتنے بھی اس کے اعمال ہیں ان کی گٹھری باندھ کر اس کے سر پر رکھ دو اسے پل صراط پر کھڑا کر دو اگر اس گٹھری میں ان تمام اعمال میں جو یکجا باندھے ہوئے ہیں درود شریف نہیں ہے تو وہ پل صراط پر پہنچ کر اندھا ہو جائے گا۔ پل صراط کی روشنی اور اس کی رفتار درود شریف ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اسے نظر آئے اور دوسرے یہ کہ رفتار بھی ہوتا کہ گزر بھی جائے۔ یہ دونوں روشنی اور رفتار جس سے اس نے پل صراط کو پار کرنا ہے یہ سب درود شریف کا کرم ہے اللہ تعالیٰ ہمیں درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نعت پڑھنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ یہ دیکھو کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے تو ذکر حبیب ﷺ پر کیا ہوگا۔ ہم یہ ذکر کرتے ہیں۔ سلام پیش کرتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد امجد صاحب افغان آباد 17/09/92

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین

حاضرین ایک سوال ہے کہ جب قرآن ایک ہے تو فرقے تہتر کیوں ہیں۔ اس کا سیدھا سا جواب تو یہ ہے کہ بلاشبہ قرآن ایک ہے لیکن اس کو پڑھنے والے ایک نہیں ہیں۔ ہر شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس کا ترجمہ اپنی مرضی سے کر لیتا ہے۔ ترجمے کے فرق سے فرقے بنتے چلے جاتے ہیں۔ ان تہتر فرقوں میں سے ایک ایسا فرقہ ہے جو راہ راست پر ہے۔ سورۃ والضحیٰ میں آیت مبارکہ ہے کہ **وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ** بہتر اس کا ترجمہ یوں کر کرتے ہیں کہ ”جب تمہیں گمراہ پایا تو ہدایت دی“ گویا نبی پاک ﷺ ان لوگوں کی دانست میں ”توبہ معاذ اللہ“ گمراہ تھے پھر انہیں ہدایت دی گئی۔ یہ بد بخت اتنی بات نہیں سمجھتے کہ اگر نبی خود اپنی ذات میں گمراہ ہے تو پھر وہ عوام الناس کو ہدایت کیا دے گا۔ کیا یہ لوگ قرآن نہیں پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **يَسِينِ اے سید المرسلین اے سید البشر۔ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ**۔ قسم ہے حکمت سے بھرے قرآن کی **اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ**۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں **عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ** یقیناً آپ راہ راست پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن حکیم کی قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں کہ اے سید البشر اے انسان کا کامل یعنی اے میرے محبوب آپ یقیناً راہ راست پر ہیں۔ آپ سیدھے راستے پر گامزن ہیں اور یہ لوگ (معاذ اللہ) نبی کریم ﷺ کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ حق بات تو یہ ہے کہ چونکہ ان لوگوں کو اللہ کریم کے حبیب ﷺ میں نقص نظر آتا ہے تو خداوند تعالیٰ ایسے لوگوں سے شعور ہی کھینچ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا شعور ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کو تو چالیس سال کی عمر تک یہ بھی علم نہ تھا کہ وہ نبی ہیں۔ سینے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں **كُنْتُ نَبِيًّا وَكَانَ اَدَمُ فِي السَّمَاءِ وَالْظُّلُمِ** میں اس وقت بھی بالفعل نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل بھی آپ نبی تھے۔ کیا یہ لوگ حدیث پاک کا علم بھی نہیں رکھتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں وہ پگھوڑے میں لیٹے ہوئے اعلان فرما رہے ہیں کہ لوگو میں اللہ کا نبی ہوں۔ یہ وہی حضرت عیسیٰ السلام ہیں جو بشارت دیتے ہیں کہ اے لوگو میرے بعد ایک نبی آنے والا ہے جس کا نام ”احمد“ ﷺ ہے حضور پاک ﷺ کا اسم گرامی آسمانوں پر ”احمد“ ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس نبی کے سامنے میری اتنی بھی حقیقت نہیں ہے کہ میں اس کے بوٹوں کے تسمے کھول سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پگھوڑے میں ہی اپنے نبی ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی نظر میں حضور نبی پاک ﷺ کو معاذ اللہ چالیس سال تک یہ معلوم نہ تھا کہ وہ نبی ہیں۔ کس قدر جہالت ہے اور کتنی گمراہی میں یہ لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ اب ترجمہ سینے جو علما حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب ربیلوی فرماتے ہیں۔ ترجمہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اے محبوب جب ہم نے تمہاری تمام تر توجہ اپنی طرف پائی تو ہم نے آپ کی توجہ آپ کی امت کی طرف پھیر دی“ یہ ہے اصل ترجمہ اور یہ ہے اس آیت مبارکہ کی اصل روح اور یہ ہے نجات کا ذریعہ اور یوں ترجمہ کرنے والا صرف ایک ہی فرقہ ہے اور وہی فرقہ ناجی ہے۔

میری عرض یہ ہے کہ ترجمہ بھی کرو تو ایسا کرو کہ اس سے حضور نبی کریم ﷺ کی شان ظاہر ہو۔ نعت بھی پڑھو تو یوں پڑھو کہ اس سے حضور پاک ﷺ کی شان اور عظمت نظر آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں جس طرح سے ہاتھ کا سایہ روشنی کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ لیکن وہ سایہ ہاتھ کا حصہ نہیں ہوتا اسی طرح حضور نبی پاک ﷺ کے نور کے پر تو سے کائنات کی تمام چیزیں بنی ہیں لیکن کوئی بھی چیز آپ کے نور کا حصہ نہیں ہے۔ موصوف پہلے ہوتا ہے صفت بعد میں پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ہونا صفت ہے لیکن ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرنے سے پہلے ڈاکٹر کی ذات کا ہونا ضروری ہے۔ پروفیسری صفت ہے۔ لیکن پروفیسر بننے سے پہلے پروفیسر کی ذات کا ہونا ضروری ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللہَ وَملٰئِکَہٗہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ تُوْنِی ہونا صفت ہے اور کسی شخصیت کے نبی ہونے سے پہلے اس کی ذات کا وجود ضروری ہے۔ اس آیت مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی صفت نبی بیان فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ”نبی“ پر درود بھیجتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ ہے۔ یُصَلُّوْنَ جس طرح سے انگریزی میں HAS BEEN استعمال ہوتا ہے۔ فعل ماضی جاری ہوتا ہے۔ مطلب بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں یا بھیج رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ کام کب سے ہو رہا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ موجود ہے یعنی جب سے فاعل موجود ہے تب سے یہ فعل ہو رہا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کب سے ہے اللہ تعالیٰ کی نہ ابتداء ہے نہ اس کی انتہا ہے۔ وہ ابتداء سے بھی پاک ہے وہ انتہا سے بھی پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ جب سے بھی ہے یہ وہی جانتا ہے اور اس وقت سے وہ اپنے نبی پاک پر درود بھیج رہا ہے لیکن نبی صفت ہے موصوف اس سے بھی پہلے کا ہونا چاہیئے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ نبی پاک کی ذات گرامی یعنی شخصیت جس کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے وہ کب سے ہے۔ دوسری طرف حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابی سے فرماتے ہیں کہ اے جابر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی ﷺ کا نور پیدا فرمایا یہاں بھی صفت نبی ﷺ بیان ہوئی موصوف خدا جانے کب پیدا ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فنائی کسے کہتے ہیں مثال کے طور پر ایک نوجوان حسن و جمال کی بیکر عورت جیسے مصری عورت قلوب پھر تھی کہ جس کے نام پر اب کا جل اور عطریات وغیرہ بھی بکتے ہیں بے پردہ گزر رہی ہے آپ کی نظر اس پر پڑتی ہے اب حکم یہ ہے کہ غیر محرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو اگر آپ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نظریں نیچی کر کے گزر جاتے ہیں عورت کی طرف خواہش کے باوجود بھی نہیں دیکھتے تو پھر یہ آنکھ تیری ہے یا نبی پاک ﷺ کی ہے یقیناً یہ آنکھ نبی پاک ﷺ کی آنکھ ہے اس میں اتباع رسول ﷺ ہے یہ ہے آنکھ کی فنائی اس طرح آپ ہاتھ سے صرف وہ چیز پکڑتے ہیں جس کو پکڑنے کا حکم ہو اور اس چیز کو پکڑنے سے پرہیز کرتے ہیں جس سے نبی پاک ﷺ نے منع فرمایا ہو تو یہ ہاتھ بھی نبی ﷺ کا ہاتھ ہو جاتا ہے یہ ہاتھ کی فنائی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح جسم کے دوسرے اعضاء کی مثال ہے جب ہر عضو نبی پاک ﷺ کی اتباع میں کام کرتا ہے تو انسان فنائی الرسول کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔ فنائی کا مطلب مرجانا یا مٹ جانا نہیں ہے مر گئے یا مٹ گئے تو پھر بات

ختم ہوگئی تو پھر کیسی اتباع اور کیسی اطاعت۔ فنا ہی کا مطلب یہ ہے کہ قول و فعل میں اتباع رسول ہو اور ثواب بھی اس چیز کا یا اسی عمل کا ملتا ہے جو اتباع رسول میں کیا جائے مثلاً داڑھی سنت رسول سمجھ کر رکھی جائے تو ثواب ہے ورنہ عذاب ہے کیوں کہ ویسے داڑھی تو سکھ بھی رکھ لیتے ہیں ایسی داڑھی کا نہ کوئی ثواب ہے نہ فائدہ ہر اس عمل کا ثواب ملتا ہے تو سنت رسول سمجھ کر کیا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دریا میں اپنا عصا مبارک مارا تو پانی پھٹ گیا گویا کہ پتھر کی دیوار بن گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ہمراہ اس پانی میں بنے ہوئے راستے میں سے گزر گئے لیکن فرعون جب اپنے لشکر سمیت دریا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں اترا تو پانی پھر مل گیا دریا پھر بھری ہوئی طوفانی لہروں سے پھر چلنے لگا اور سارے فرعون و لشکر ان خونی لہروں کی نذر ہو گیا لیکن ایک شخص بچ گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ تعالیٰ تیرا وعدہ تھا کہ تمام فرعون غرق آب کر دیے جائیں گے لیکن یہ ایک آدمی کے بچ جانے کی کیا وجہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام بے شک میرا وعدہ یہی تھا لیکن یہ جو فرد بچ گیا ہے یہ فرعون کے دربار کا بہر و پیا ہے یہ فرعون کی دربار کا مخمر ہے یہ تیرے جیسی داڑھی بنا کر تیرے جیسا لباس پہن کر ہاتھ میں تیری طرح عصا پکڑ کر تیری طرح تو قلی زبان میں باتیں کر کے تیری نقلیں اتارا کرتا تھا اور فرعون کو خوش کیا کرتا تھا مجھے اس کا تیری جیسی شکل بنانا پسند آ گیا ہے مجھے تم سے پیار ہے اور یہ تیرے جیسی شکل بنایا کرتا تھا تیری مشابہت کی وجہ سے مجھے اس پر جرم آ گیا ہے چلو ہے تو کافر۔ ہے تو میرا منکر لیکن ہے تو میرے حکیم جیسا اس لحاظ سے اس کو چھوڑ دیا ہے اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کتنے رحیم ہیں کافر بھی نبی جیسی شکل بنائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے بچ جاتا ہے لیکن اگر کوئی مسلمان اور مومن یہ عمل کرے تو پھر تو اس کی رحمت کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔

ایک آدمی تھا۔ جب اس کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس نے وصیت کی کہ غسل دینے کے بعد میرے چہرے پر روئی کی مصنوعی داڑھی لگا دینا۔ چنانچہ فوت ہونے کے بعد اس کی وصیت پر عمل کر دیا گیا۔ قبر میں گیا تو منکر نکیر تشریف لے آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا اس شخص پر سوال کرنے سے پہلے اس سے یہ پوچھو کہ اس نے یہ جعل سازی کیوں کی ہے۔ تو اس شخص نے جواب دیا کہ یا اللہ میں ساری عمر کوشش کرتا رہا کہ تیرے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے داڑھی رکھوں لیکن میرے عزیز و اقربا نے مجھے داڑھی نہ رکھنے دی۔ کبھی ان کے طعنوں سے ڈرتا رہا۔ کبھی اپنے بیوی بچوں کی ناراضگی کی وجہ سے داڑھی نہ رکھ سکا۔ کبھی دوستوں کے مذاق کی وجہ سے عمل نہ کر سکا لیکن اے میرے اللہ میں تجھ سے ڈرتا بھی تھا اور داڑھی کے بغیر تیرے دربار میں آنے کی ہمت اور جرأت نہ تھی۔ سنت نبی ﷺ کے بغیر ساری عمر اپنے آپ شرم ساری بھی محسوس کرتا رہا۔ لیکن معاشرے کی طنز و طعن کی وجہ سے داڑھی رکھنے کا حوصلہ نہ کر سکا۔ اب جب کہ میں مرنے والا تھا تو میں نے سوچا کہ مرنے کے بعد اب مجھے اس دنیا کا کیا ڈر ہے۔ ڈر تھا تو صرف یہ کہ تیرے دربار میں تیرے نبی ﷺ کی سنت اور فرمان کے بغیر کیسے حاضری دوں گا۔ تو میں نے یہ جعل سازی کر لی اے اللہ تو معاف

کرنے والا ہے میری اس غلطی کو معاف کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا تو مجھ سے ڈرتا تھا جا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ حضرات اللہ تعالیٰ بہت غفور و رحیم ہے۔ اسے اپنے محبوب پاک ﷺ کی ہر ادا سے پیار ہے۔ اور کوئی بھی اگر اس کے محبوب کی اطاعت میں زندگی گزارتا ہے اپنے ہر عمل کو کرتے وقت نقش قدم حضور نبی پاک ﷺ کو پیش نظر رکھتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے بھی پیار کرتا ہے اور یہی نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

کوشش کرو کہ آپ کا ہر عمل سنت نبی ﷺ کے تابع ہو تا کہ دل میں الفت نبی ﷺ اور عشق مصطفیٰ ﷺ پیدا ہو۔ اسلام کے ابتدائی آٹھ دس سالوں میں کوئی عبادت نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے احکام نہیں آئے تھے نہ کوئی عبادت مخصوص تھی اس دور کے صحابی کیا صحابی نہیں تھے۔ کیا وہ ناجی نہیں ہیں۔ یقیناً وہ اصحابی ہیں اور ناجی بھی ہیں ان کا عمل صرف زیارت رسول ﷺ اور نبی ﷺ کے اقوال و افعال پر عمل تھا۔ حضور ﷺ کی اتباع ہی ان کی متاع زندگی تھی۔ شریعت کے احکام کی پابندی ان پر نہ تھی۔ کیونکہ اس وقت شرعی احکام و افعال تھے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش رانا علی احمد صاحب سعید آباد 21/02/94

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ
حضرات! علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

یہ جہان فانی ہے اور اس میں موجود ہر چیز بھی فانی ہے۔ انسان بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ اور اسے بھی ایک روز موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اور فانی اس کا مقدر ہے تو پھر اس دنیا میں دل لگانے کا کیا مقصد؟ کیوں نہ اس سے بچا جائے اور عاقبت کے لیے کیوں نہ تیاری کر لی جائے۔ جہاں موت نہیں۔ یہاں زندگی کی بقا نہیں وہاں اسے فنا نہیں۔ ابدی زندگی کی کامیابی کے لیے تمام ترکوشش اسی دنیا میں ہی کرنی ہیں۔ نفس انسان کا بدترین دشمن ہے۔ دنیاوی شان و شوکت کی چاہت اس کا شغل ہے۔ اور اسی وجہ سے انسان کو اس دنیا کی رنگینیوں میں پھنسا کر رکھ دیتا ہے۔ نفس کی غلامی سے آزادی حاصل کرنا ہی اصل جہاد ہے۔ ایک غزوہ سے واپسی پر رسول محتشم ﷺ نے فرمایا کہ اب ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف جارہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ جہاد اکبر کیا چیز ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا اپنے نفس کے خلاف جہاد۔ اصل مسئلہ نفس کو قابو کرنے کا ہے انسان بیعت کرنے کے بعد جب اپنے مرشد کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرتا ہے تو اس کا نفس اس کا مطیع ہو جاتا ہے اور نفس امارہ نفس مرضیہ میں تبدیل ہو جاتا ہے انسان اپنے مقدر پر شا کر اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ دنیاوی خواہشات اس کے پاس بھی نہیں بھٹکتے پاتیں۔ دنیا سے اس کا دل اچاٹ ہو جاتا ہے اور اخروی زندگی میں دھیان کرنے لگتا ہے تو وہ گویا کہ اس فانی دنیا میں رہ کر بھی اس سے الگ تھلک ہوتا ہے تو پھر وہ ارشاد گرامی **مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا** کے مصداق ہو جاتا ہے جو لوگ مرنے سے قبل مر جاتے ہیں وہی دراصل جاودانی زندگی پاتے ہیں اور یہ جاودانی زندگی حاصل کرنے کا طریقہ علامہ اقبالؒ ایک نہایت ہی خوبصورت مثال سے سمجھاتے ہیں کہ صرف وہی دانہ اگتا ہے درخت بنتا ہے پتے نکلتے ہیں پھول آتے ہیں اور پھل لگتا ہے کہ جو اپنے آپ کو مٹی میں ملا کر خود مٹی ہو جاتا ہے۔ اپنی ہستی ختم کر دیتا ہے اور تناور درخت کی شکل میں جاودانی زندگی حاصل کرتا ہے۔ جو دانہ اپنے آپ کو مٹی میں نہیں جانے دیتا۔ باہر اپنی ہستی کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے اسے یا تو پرندے چک لیتے ہیں یا پھر کوئی کیزاد بیک وغیرہ اسے چٹ کر جاتی ہے۔ اور اس کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ لہذا کامیاب ابدی زندگی حاصل کرنے کے لیے اپنی ہستی کو ختم کرنا از حد ضروری ہے۔ شاگرد کی ہنرمندی سے استاد کی مہارت کا یہ چل جاتا ہے۔ مرید کے کردار سے مرشد کا مقام معلوم ہو جاتا ہے اور صحابی کے حسن اخلاق گفتار سے نبی کا مرتبہ اور پہچان عیاں ہوتی ہے۔ وفاق و جفا کی ازل سے ہی جوڑی رہی ہے۔ ایک طرف وفا ہے تو دوسری طرف جفا۔ جفا یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لانے سے پہلے تنگی تلوار ہاتھ میں لیے (نعوذ باللہ) حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے لیے آ رہے ہیں

اور وفایہ ہے کہ حضور ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو مسلمان کر دے اور اس سے اسلام کو عزت عطا فرما۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہنچتے ہیں اور مسلمان ہو کر اپنی تلوار گلے میں ڈال کر واپس جا رہے ہیں جو کہ مطہح ہونے کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ کا فرہ ہے۔ پہلے تو وہ صرف مجھے گالیاں دیتی تھی اب آپ کو بھی گالیاں دیتی ہے۔ جو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ آپ دعا فرمائیں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو مسلمان کر دے۔ اسی لمحے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ جوتی پہننے بھی نہیں ہیں اسے ہاتھ میں اٹھا کر گھر کو بھاگ رہے ہیں کہ جلد از جلد پہنچ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کا اثر دیکھوں۔ گھر پہنچتے ہیں تو دروازہ بند ملتا ہے۔ کھٹکھٹاتے ہیں تو اندر سے والدہ کی آواز آتی ہے بیٹا ظہر و میں نہا رہی ہوں ابھی صاف کپڑے پہن کر مسلمان ہو رہی ہوں۔ سفر ہجرت میں سراقہ آپ کا پیچھا کرتا ہے کیونکہ حضور ﷺ کو زندہ یا مردہ پکڑنے والے کے لیے سوسرخ اونٹ انعام مقرر ہے۔ آپ پیچھے مڑ کر اسے دیکھتے ہیں تو اس کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں جھنس جاتا ہے۔ معافی مانگتا ہے تو آزادی مل جاتی ہے۔ پھر نیت بد ہو جاتی ہے تو پھر زمین میں جھنس جاتا ہے۔ پھر ارادہ تبدیل کرتا ہے تو آزادی مل جاتی ہے۔ چنانچہ اپنے مشن میں ناکام ہوتا ہے۔ ادھر حضور ﷺ کا کرم دیکھیں فرماتے ہیں سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں کسری کے سونے کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ تیس سال بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان ہوتا ہے۔ قیصر و کسری فتح ہوتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مال غنیمت سے وہی سونے کے کنگن حضرت سراقہ کے ہاتھوں میں پہناتے ہیں اور اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان پورا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوال کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا بھی فرد ہے کہ جس کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہوں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مغموم ہوتی ہیں اور اپنے والد گرامی سے متعلق پوچھتی ہیں حکم ہوتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات کی نیکی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیوں سے وزنی ہے۔ حضور ﷺ کو ستاروں کی تعداد کا بھی پتہ ہے۔ تبھی تو نیکیوں کی تعداد کا بھی علم ہے جو کوئی مقام کسی کو حاصل ہوا ہے وہ صرف اور صرف ادب کی وجہ سے ہوا ہے۔ بہت سے اولیاء کرام ایسے ہیں جو پوری دنیا میں متعارف ہیں۔ مثلاً حضرت داتا گنجوی رضی اللہ عنہ پاکپتن والی سرکار حضرت باہو حضرت جنید بغدادی حضرت سری سقطی وئی سرکار غوث الاعظم کیا وجہ ہے کہ ان حضرات کے مرشد کریم کا نام بھی کوئی نہیں جانتا۔ یہ اس لیے کہ جتنا ادب غوث الاعظم سرکار نے اپنے پیرومرشد کا کیا ہے اتنا ادب آپ کے پیرومرشد نے اپنے پیرومرشد کا نہیں کیا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ 22/11/92

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات سامعین۔ لفظ اللہ کہہ دینے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ ایک ہے۔ مالک ہے۔ خالق ہے۔ ذہن دوسری طرف جاتا ہی نہیں ہے۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف جاتا ہے یہ بھی اس کے یکتا ہونے کی دلیل ہے۔ اور اس میں اس کا کوئی ثانی اور شریک نہیں ہے۔ اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ کہا جائے تو توجہ صرف حضور اکرم ﷺ کی طرف ہی جاتی ہے۔ جب مطلق لفظ رسول یا نبی رہ جائے گا تو اشارہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کی طرف ہی جانا چاہیے کہ وہی اس کے اہل ہیں۔

حضور پاک کا ارشاد ہے کہ اللہ معطی وانا قاسم اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی ہے۔ قرآن مجید کا اسلوب بڑا پیارا ہے جہاں کہیں نبی یا رسول کی بات آتی ہے تو وہاں لفظ آتا ہے جاء (آیا) اَرْسَلْنَا (ہم نے بھیجا) بَعَثَ (مبعوث فرمایا) اور جہاں عام انسانوں کی بات آتی ہے تو لفظ استعمال ہوتے ہیں خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ (ہم نے انسان کو پیدا کیا) خَلَقَ الْاِنْسَانَ (انسان کو پیدا کیا گیا) بھیجا وہ جاتا ہے یا آتا وہ ہے جو پہلے سے موجود ہو اور پیدا اسے کیا جاتا ہے جو پہلے موجود نہ ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور وہاں لفظ جَاعِل (بنانے والا) آیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت آدم سے بھی پہلے موجود تھے۔ ایک صحابی رسول نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی ہیں۔ ارشاد فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور گارے میں تھے۔ آپ نبی اس وقت بھی تھے پیدا تو خدا ہی جانے کب ہوئے۔ عام فہم بات ہے کہ مال ہوگا تو زکوٰۃ بھی واجب ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ سب سے اول ہوں گے تو ہی سب کے لیے شاہد اور بشیر ہوں گے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور پھر حضور ﷺ کے نور سے اور آپ کے نور کے پرتو سے کل کائنات آپ کی موجودگی میں پیدا فرمائی گئی۔ تو آپ کائنات کے ذرہ ذرہ کے لیے شاہد ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا حضور ﷺ کو عطا فرمائی کہ جو آپ چاہیں کریں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

عام انسانوں کی بات ہے کہ اگر کبھی کسی کو چیز دے دیتے ہیں تو پھر واپس بھی لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک بار عطا فرما دیں تو پھر واپس نہیں لیتے بلکہ عطا کی ہوئی نعمت میں اضافہ ہی کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کو کوثر عطا فرمائی گئی ہے اب اس کثرت میں اضافہ تو ہو سکتا ہے کسی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر اگر میں یہ کہوں کہ اس کمرہ میں موجود تمام اشیاء حاجی صاحب کے سپرد کرتا ہوں جیسے چاہیں انہیں استعمال کریں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہوں کہ چار پائی کو یہاں سے نہیں ہلانا یہ

مہمانوں کے لیے ہے۔ دری بھی نہیں چھیڑنی یہ ذکر کروں کے لیے ہے۔ گھڑی بھی نہیں اتارنی یہ وقت دیتی ہے بلب بھی نہیں اتارنا کہ یہ روشنی کے لیے ہے تو پھر اتنی ساری پابندیاں لگا کر میں نے حاجی صاحب کو کیا دیا ہے کچھ بھی نہیں دیا لیکن اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتے وہ جو کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرماتے ہیں پھر حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی پر چھوڑتے ہیں انہیں قاسم بناتے ہیں وہ جس طرح چاہیں جب چاہیں جو چاہیں جتنا چاہیں کسی کو دیں۔ عطا کرنے میں اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے اور تقسیم کرنے میں اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بہت بخشنے والے ہیں۔ سورج جب روشن ہوتا ہے تو اس کی کرنیں بلا امتیاز ہر چیز پر پڑتی ہیں اور اسے فیضیاب کرتی ہیں۔ حضور ﷺ جب عطا فرماتے ہیں تو بلا امتیاز اپنے غیر کے لے گورے سب مستفید ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چالیس برس کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا۔ جس شخص نے بھی کلمہ پڑھا اور آپ کی زیارت کی وہ صحابی بن گیا اور جنت کا حقدار ٹھہرا۔ اعمال تھے ہی نہیں۔ فقط حضور ﷺ کی زیارت جنت میں داخلہ کے لیے کافی تھی۔

کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا اور نبی محتشم ﷺ کی زیارت کرنا انسان کو صحابی کے درجہ پر فائز کر دیتا ہے۔ باقی رہے اعمال تو نماز اعلان نبوت سے دس سال بعد فرض ہوئی۔ زکوٰۃ اور روزے اس سے بھی بعد 2ھ میں فرض ہوئے اور حج 10ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں ہوا اور یہ حج الوداع تھا اور اسی موقعہ پر سو حرام کیا گیا۔ شراب 6ھ میں حرام قرار پائی۔ علیٰ ہذا التیاس موقعہ کی مناسبت سے احکام شریعہ فرض ہوتے گئے۔ پہلا رکن اسلام نماز ہی فرض ہوئی اور وہ بھی اعلان نبوت سے دس سال بعد۔ تو ان دس سالوں میں زیارت نبی پاک ﷺ سے ہی بخشش اور جنت ملتی رہی۔ زیارت سے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق بنے۔ زیارت سے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ حیدر کرار بنے۔ صحابہ کرام کا ادب دیکھئے حضور نبی پاک ﷺ کے وضو کے پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تھوک مبارک کو چہروں پر ملتے ہیں۔ آپ حضور ﷺ نے ہچ لگائے خون مبارک نکلا وہ آپ نے ایک صحابی کو عطا فرمایا کہ کہیں ایسی جگہ ڈال دیں جہاں اس کی بے ادبی ہونے کا احتمال نہ ہو۔ وہ خون مبارک اس صحابی نے نوش فرمایا۔ خون پینا حرام ہے لیکن یہ خون نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ اس کو پینے کا صلہ ایسا ملا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جا تو جنتی ہے اور تیری اولاد میں زانی کوئی پیدا نہیں ہوگا۔ شریعت حضور ﷺ کی غلامی اور اتباع کا نام ہے۔ اب فی زمانہ حضور نبی کریم کا خون مبارک مفقود ہے۔ تھوک مبارک میسر نہیں۔ وضو کا پانی نہیں مل سکتا۔ زیارت نہیں ہوتی۔ تو اب حضور ﷺ کے موجود امتوں کے لیے یہ چیزیں کہاں سے نصیب ہوں۔ فرمایا کہ کسی شیخ کامل کی زیارت کرنے سے مرید کو کوئی ثواب ملتا ہے جو صحابی کو نبی ﷺ کی زیارت سے ملتا ہے۔ شیخ کامل کے وضو کا پانی مرید کے لیے وہی رنگ لاتا ہے جو صحابی کے لیے نبی ﷺ کے وضو مبارک کا پانی۔ صدق دل سے شیخ کامل کے دربار کی حاضری اور اس کی زیارت آج بھی بخشش کا ذریعہ اور جنت کا حصول ہے۔ جس کی والدہ زندہ ہے وہ با وضو نہایت ادب سے اپنی ماں کا چہرہ دیکھے تو جنتی ہے اور اسے حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے وہ کبھی بھی اپنی ماں کا گستاخ نہیں

ہوسکتا۔ ادب بڑی چیز ہے ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز میں سب سے آخر میں ملے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یا علی رضی اللہ عنہ آج کیا بات ہے کہ آپ کو نماز کا ثواب سب سے زیادہ مل رہا ہے کون سا عمل کر کے آئے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور ﷺ میں تو سب سے آخر میں ملا ہوں اور عمل بھی کوئی ایسا نہیں بس ایک یہودی بوڑھا شخص آہستہ آہستہ چل رہا تھا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس سے آگے گزر جاؤں اسی لیے نماز میں بھی تاخیر ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا بس یہی ادب کا صلہ ہے جو تو نے ایک یہودی کا کیا ہے اور آپ کو نماز کا ثواب سب سے زیادہ مل رہا ہے۔ یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنہوں نے پاس ادب سے اپنی عصر کی نماز تو قضا کرنا قبول کر لی حضور نبی کریم ﷺ کو چگا نامناسب نہ سمجھا اور اس ادب کے لحاظ سے سورج واپس لوٹا گیا۔

حضرت جنید بغدادیؒ شاہی پہلوان تھے۔ ایک دن نہایت دبلے پتلے آدمی نے اپ کو کشتی کا چیلنج کر دیا۔ اب اصولی طور آپ نے کشتی لڑنا تھی۔ لیکن حیران تھے کہ اس شخص نے کس بل بوتے پر چیلنج کیا ہے۔ بظاہر یہ چیونٹی اور ہاتھی کا مقابلہ تھا۔ بہر حال دونوں پہلوان اکٹھاڑے میں اترے تو اس شخص نے حضرت جنید بغدادیؒ کے کان میں کہا۔ آپ شاہی پہلوان ہیں اور رہیں گے۔ میرا آپ سے کوئی مقابلہ نہیں۔ میں سیدزادہ ہوں مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے۔ تنگدست ہوں آپ اگر نیچے گر جائیں تو مجھے انعام میں وہ رقم مل جائے گی میں چلا جاؤں گا۔ آپ کو اپنی شاہی پہلوانی مبارک اب حضرت جنیدؒ کے لیے یہ بڑی آزمائش کی گھڑی تھی۔ ایک طرف شاہی پہلوان ہونے کا فخر۔ رعب اور بدبہ اور دوسری طرف آل رسول کا ادب اور لحاظ۔ آپ لمحہ بھر کے لیے سکتہ میں آگئے۔ آخر پاس ادب سے نیچے گر جانے کا ہی فیصلہ کر لیا۔ کشتی شروع ہوئی آپ دھڑام سے چٹ نیچے گر گئے۔ سیدزادہ کشتی جیت گیا۔ انعام کی رقم وصول پائی اور چلا گیا۔ ادھر حضرت جنیدؒ پر لوگوں کی لعن طعن کی بارش ہوئی۔ آپ نے سب کچھ برداشت کیا۔ چپکے سے اپنے گھر تشریف لے آئے۔ رات کو سوئے تو بخت بیدار ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ خواب میں تشریف لائے فرمایا اے جنیدؒ تو نے آل رسول کا ادب کیا ہے۔ تمہیں ہم ولایت عطا فرماتے ہیں اور یہ بھی سن لے کہ وہ شخص جس کا تو نے سیدزادہ ہونے کے ناطے سے ادب کیا ہے وہ سید نہیں تھا لیکن تو نے سید سمجھ کر ادب کیا ہے تجھے ہر حال میں اس کا صلہ ملنا ہے چنانچہ حضرت جنید بغدادیؒ کا اسم گرامی اولیاء کی صف میں ایک چمکتے ہوئے ستارے کی طرح روشن ہے۔ یہ ادب کا صلہ ہے۔ آج بھی اگر کوئی شیخ کامل کا ادب کرتا ہے تو اسے وہی درجات حاصل ہوتے ہیں اور مرنے سے پہلے جنت کی خوشخبری ملتی ہے۔ ادب سے مرشد کامل کی زیارت لاکھوں حج کا درجہ رکھتی ہے۔ حضرت سلطان العارفينؒ فرماتے ہیں۔

اک دیدار مرشد دابا ہومینوں لکھ کر وڑاں جہاں ہو

نسبت بڑی چیز ہے۔ جس چیز کی بھی حضور نبی کریم ﷺ سے کسی طور نسبت ہوئی وہ بخشی گئی اور جنت کی حقدار بن گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ڈاچی۔ اصحاب فیل کا ہاتھی۔ اصحاب کھف کا کتا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ حضرت اسماعیل

علیہ السلام کا دنیہ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔ شہزادی بلقیس کا بدہد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دلدل یہ سب جانور اچھی نسبت ہونے کے باعث جنت میں جائیں گے۔ لیکن کسی نبی یا ولی کامل سے اچھی نسبت نہ رکھنے والے بدعتیہ۔ بے ادب اور گستاخ انسان جنت کی ہوا بلکہ خوشبو تک بھی نہ پہنچ سکیں گے۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی
میری معراج تیری نعلین میں ہے

قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ ایک آواز آئے گی بتاؤ آج کس کی حکومت ہے۔ جس کا کوئی جواب نہیں آئے گا۔ ہزاروں سال تک یہ آواز گونجتی رہے گی اور اللہ کے حبیب ﷺ بھی خاموشی اختیار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھپالیں گے۔ جب کوئی آواز نہیں آئے گی۔ تو سب سے پہلے پھر یہ آواز آئے گی۔ لِلّٰہِ الْفَقْہَارُ آج صرف اور صرف جَبَّارُ الْفَقْہَارُ اللہ تعالیٰ کی حکمرانی ہے۔ پھر حشر برپا ہو جائے گا۔ نفس و نفسی پڑ جائے گی۔ تمام امتیں اپنے اپنے نبی کے پاس شفاعت کے لیے جائیں گی لیکن کوئی نبی بھی اس روز شفاعت کی جسارت نہیں کر سکیں گے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی ہی پڑی ہوگی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی جواب دے دے گا۔ آج کسی کی جرأت نہیں کہ وہ رب ذلجلال کے سامنے دم مارے کہ اللہ تعالیٰ آج جلال میں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام امتوں کو حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق بتائیں گے کہ آج صرف ایک ہستی ایسی ہے کہ جو رب کریم کے جلال کا سامنا کر سکے گی۔ تمام لوگ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر التجا کریں گے یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرما دیجئے حضور نبی کریم ﷺ کا دیائے رحمت جوش میں آئے گا آپ فرمائیں گے کہ گنہگارو میں تو بنائے تمہارے لیے ہوں۔ آؤ میرے دامن رحمت میں چھپ جاؤ۔ گویا اس دن بھی حضور ﷺ شفیع ہوں گے۔ کوثر کے مالک و مختار ہوں گے۔ جنت کے مالک ہوں گے۔ آپ کو رضائے الہی حاصل ہوگی۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز تو بہت رش ہوگا افراتفری ہوگی ہم آپ کو کہاں ڈھونڈیں گے فرمایا میں پل صراط پر ہوں گا۔ عرض کیا اگر وہاں نہ ملے تو فرمایا حوض کوثر پر ہوں گا۔ عرض کیا حضور ﷺ اگر وہاں بھی نہ ملے تو فرمایا میزان پر ہوں گا۔ میں انہیں تین جگہوں پر ہوں گا اور مل جاؤں گا۔ پھر فرمایا اس دن اپنے امتیوں کو خود ڈھونڈ لوں گا۔ دن کے دس بجے اگر سورج کی تلاش ہو تو کیا وہ نہیں مل سکے گا وہ تو خود اتنا روشن ہوگا کہ ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور سے نکلنے والا نور ہر آنکھ میں جلوہ فرما ہوگا۔ تو کون کس طرح حضور کو نہ پالے گا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش آستانہ عالیہ نقشبندیہ خلیفہ 16/04/93

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات! حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے بخشش کی دعا کیا کرو۔ یہ حضور نبی پاک ﷺ کی سنت بھی ہے اور سابقہ انبیاء کی بھی سنت ہے۔ اس میں آپ کا ہی فائدہ ہے۔ آپ کی ہی بھلائی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل امت محمدیہ کی بخشش ہو جاتی ہے بس آپ صرف اس میں اپنا حصہ ڈال لو۔ امت کی بخشش کے لیے سفارش کرنے والوں میں اپنا نام لکھوا لو ہو سکتا ہے کہ یہی تمہاری نجات کا ذریعہ بن جائے ورنہ امت تو بخشی ہوئی ہے اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ولادت پاک کے وقت سر سجدہ میں رکھ کر بارگاہ ایزدی میں عرض کیا رَبِّ هَبْ لِيْ اُمِّيْنِيْ اور جب وصال شریف ہوا اور لحد میں اتار دیے گئے تو آخری آدمی جو قبر انور سے باہر آیا وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے ہونٹ مبارک مل رہے ہیں۔ میں نے کان لگا کر سنا کہ حضور ﷺ کیا فرما رہے ہیں۔ تو آپ فرما رہے ہیں رَبِّ هَبْ لِيْ اُمِّيْنِيْ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ یعنی مہد سے لحد تک حضور ﷺ کو ہر وقت ہر جگہ ہر موقعہ پر صرف اپنی امت کا ہی خیال رہا۔ قیامت کے دن سابقہ انبیاء بھی حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی بخشش کے لیے طلب گار ہوں گے۔ حضرت سیدنا آدم صغی اللہ علیہ السلام کہیں گے کہ امت محمدی کی سفارش میں کروں گا کیونکہ یہ میری اولاد ہیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کہیں گے کہ میں سفارش کروں گا کہ یہ میری دعا ہیں اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کہیں گے کہ میں سفارش کروں گا کہ یہ میری بشارت ہیں اسی طرح دوسرے انبیاء کرام بھی تمنائی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم تمام انبیاء قرعہ ڈال لو۔ چنانچہ تمام انبیاء اپنی لوہے کی قلمیں بنا کر پانی میں ڈالیں گے کہ جس کی قلم تیر جائے وہی شفاعت کرنے کا حقدار ہوگا۔ تو یہ قرعہ بھی نبی آخر الزمان ﷺ کے نام نکل آئے گا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنی صفت شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے۔ اور اپنی امت کی بخشش کروائیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ایک ایک ایسی دعا کرنے کا اختیار دیا ہے کہ جسے ہر حال میں قبول کیا جائے گا۔ وہ دعا کسی صورت بھی رد نہیں ہوگی۔ اور تمام انبیاء نے وہ دعا اسی دنیا میں مانگ لی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے بھی وہ دعا مانگ لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں وہ دعا قیامت کے روز مانگوں گا۔ اب بات یہ ہے کہ وہ دعا کیا ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کی بخشش کی اتنی فکر ہے کہ یقیناً وہ دعا فرمائیں گے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ اُمِّيْنِيْ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق یہ دعا قبول فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اگر ایسی بات ہے تو امت محمدیہ کی بخشش میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے تو جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ انشاء اللہ بخشش ہو جانی ہے تو کیوں نہ اپنا نام بخشش کی طلب رکھنے والوں میں شمار کرالیا جائے۔

ادھر یہ وعدہ کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى بے شک تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اور ادھر یہ اصرار کہ جب تک میرا ایک بھی امتی باقی رہ جائے گا میں راضی نہیں ہوں گا۔ یہ محبوب اور محبت کا اپنا معاملہ ہے۔ محبت نے راضی کرنا ہے اور محبوب نے راضی ہونا ہے نہ اس کے دینے میں کمی ہے نہ اس کے لینے میں کمی ہے لیکن کام اس گنہگار امت کا بن جانا ہے۔ بخشش اس کی ہو جانی ہے۔ آپ تو صرف بخشش کی دعا کر کے اپنا نام اس فہرست میں درج کروالو کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی بخشش کے طالبوں میں شمار ہوں گے۔

باقی انبیاء کے اور دوسرے لوگوں کے محض یہ تمنا رکھنے کے بدلہ میں درجات بلند کر دیے جائیں گے۔ یہی تمنا آپ بھی رکھیں۔ آپ کی نجات بھی اسی میں ہے اور یہی آپ کی کامیابی کا ذریعہ بن جائے گی۔

قرآن مجید کی سورۃ آل عمران میں کافی تفصیل سے یہ واقعہ درج ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ عمران اور حضرت زکریا علیہ السلام آپس میں ہم زلف تھے اور بنو ذان کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ پھر جب عمران کی زوجہ حضرت حنہ امید سے ہوئیں تو انہوں نے منت مانگی کہ اے اللہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے یہ میں تیری نذر کرتی ہوں۔ اور اسے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کرتی ہوں۔ عمران کا انتقال ہو گیا اور اس کے وصال کے بعد حضرت حنہ کے لطن سے حضرت مریم پیدا ہوئیں تو حنہ نے کہا کہ یا اللہ یہ تو لڑکی ہے۔ اب میں اپنی منت کیسے پوری کروں ان دنوں عورت کو عارضہ نسوانی کی وجہ سے بیت المقدس کی کوئی خدمت سپرد نہیں کی جاتی تھی۔ بہر حال حضرت حنہ نے حضرت مریم کو کپڑے میں لپیٹا اور بیت المقدس لے گئیں۔ وہاں ان دنوں سترہ عابد زاہد برگزیدہ ہستیاں عبادت میں مشغول تھیں جن میں ایک حضرت زکریا علیہ السلام موجود تھے جو حضرت مریم کے خالو بھی تھے۔ حضرت حنہ نے کہا کہ حضرت مریم کی پرورش کون کرے گا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کی کفالت کروں گا۔ میری عزیزہ ہے اس پر دوسرے موجود بزرگوں میں سے ہر ایک نے بھی حضرت مریم کی کفالت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ تو فیصلہ ہوا کہ قرعہ ڈال لیا جائے۔ دستور کے مطابق تمام بزرگوں نے اپنے لوہے کے قلم بنائے اور پانی میں ڈالے کہ جس کا قلم تیر جائے یا چڑھتے پانی کی طرف بہہ جائے وہی حضرت مریم کا کفیل ہوگا۔ چنانچہ قرعہ اندازی میں قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکل آیا۔ تمام بزرگ اہل نظر تھے اور حضرت مریم کی کفالت کے ثمرات سے واقف تھے۔ اسی لیے حضرت مریم کی کفالت کرنے والوں میں اپنا شکر کرنا چاہتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ حضرت مریم کو نبی کی والدہ ماجدہ ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ بس نام نکھوانے کی بات تھی ورنہ پرورش اور کفالت تو اللہ تعالیٰ نے ہی کرنا تھی حضرت زکریا علیہ السلام تو ایک ذریعہ یا واسطہ ہی تھے۔ حضرت مریم ایک روز میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا کہ ایک عام بچہ ایک سال میں بڑھتا ہے آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر ہر ذی شعور آدمی کے لیے آپ کے تابناک مستقبل کے متعلق اندازہ لگانا مشکل نہ تھا۔

سوداگر جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بازار مصر میں ”بردہ“ کی حیثیت سے فروخت کرنے کے لیے لائے تو اس ”خوبصورت بردہ“ کو خریدنے کے لیے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر دام لگائے۔ سونا چاندی جو اہرات اور اشرفیوں کے ڈھیر

لگ گئے۔ ایک بڑھیا ہاتھ میں سوت کی ایک اٹی لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے پہنچ گئی۔ کسی نے کہا کہ مائی صاحبہ یہاں تو سونے جواہرات کے انبار لگے ہوئے ہیں اور تو صرف ایک اٹی لے کے آئی کیا تو اس سے اس ”بردے“ کو خرید لے گی۔ بوڑھی عورت نے جواب دیا۔ میں غریب ہوں میری کل پونجی یہ ایک اٹی ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ میں اس سے اس ”حسین شہزادے“ کو خرید نہیں سکتی۔ میں تو صرف اس کے خریداروں میں نام لکھوانا چاہتی ہوں۔ تاکہ جب قیامت کے دن حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں کو آواز دی جائے تو میرا نام بھی اس میں شامل ہو۔ محققین لکھتے ہیں کہ وہ بوڑھی عورت صاحبہ نظر تھی۔ اللہ کی ولیہ تھی وہ جانتی تھی کہ مصر کے بازاروں میں فروخت ہونے والا یہ ”بردہ“ دراصل اللہ کا نبی ہے۔ اور وہ اسے ”بردہ“ سمجھ کر نہیں آئی تھی۔ وہ تو اللہ کے نبی کی خریدار تھی۔ اور نبی کے خریداروں میں نام لکھوا کر اپنی نجات کا ذریعہ بنانا چاہتی تھی۔

نمروڈ نے آگ جلائی تو اس کی پیش تین میل تک اثر کر رہی تھی۔ اور نمروڈ کی رعایا اپنے بادشاہ کو خوش کرنے کیلئے لکڑیوں کے ڈھیر لگا رہی تھی۔ اور ساری قوم بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی تاکہ بادشاہ کے ہبی خواہوں میں نام لکھوا سکے۔ اور دوسری طرف ایک ننھی سی کالی چڑیا دریا پر جاتی اپنی چونچ میں پانی بھرتی اور جہاں تک آگ کے قریب جاسکتی وہاں پہنچ کر پانی پھینک کر آ جاتی وہ اس خدمت میں مصروف تھی۔ کسی نے دیکھا تو کہا اے چڑیا تو کیوں جان مار رہی ہے کیا تیرے بجھانے سے یہ آگ بجھے گی۔ میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے روز جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طرف بجھانے سے آگ بجھے گی۔ میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے روز جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طرف داروں کو آواز دی جائے تو میرا نام بھی اس میں شامل ہو۔ مجھے نبی علیہ السلام کی طرفدار سمجھا جائے۔ امید ہے کہ یہی بات میری نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جمادات حیوانات نباتات سبھی نبی کی ذات اقدس کو پہچانتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی تک ان پتھروں اور درختوں کو پہنچانتا ہوں جو حضور نبی کریم ﷺ کو سلام عرض کیا کرتے تھے۔ تو اللہ کے ولی کا ساتھ دینا۔ اللہ کے نبی کی طرفداری کرنا چاہے ظاہری طور پر اس کے کوئی بھی نتائج نہ نکلیں لیکن یہ ذریعہ نجات ہے۔ درجات بلند کرنے والی چیز ہے۔ اس لیے میری یہ عرض ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی بخشش کے لیے دعا کرتے رہا کرو کہ اس میں آپ کی ہی بھلائی ہے۔

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ 23/04/93

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
ان اللہ وملتکھ یصلون علی النبی یا یہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام

علیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

معزز حاضرین: دعا فرمائیں کہ حق بات کہنے کی توفیق ملے اور حق سننے کی توفیق ملے اور اللہ تعالیٰ حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عرض یہ ہے کہ آپ نے پڑھا ہوگا سنا ہوگا قرآن مجید میں ہے احادیث مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر کوئی ایک بار درود شریف پڑھ دے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود شریف پڑھتے ہیں۔ دس درجے بلند کرتے ہیں۔ دس نیکیوں کا اضافہ ہوتا ہے اور دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ تو درود شریف پڑھنے کی فضیلت ہے تو میری عرض ہے کہ جس ہستی پر یہ درود شریف پڑھا جا رہا ہے اس کا کیا مقام ہے۔ یعنی میں پڑھوں آپ پڑھیں سب پڑھیں ہر ایک کے درجے بلند ہو رہے ہیں ہر ایک کی نیکیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر ایک کی برائیاں مٹ رہی ہیں۔ اور جس پر پڑھا جا رہا ہے اس کا کیا مقام ہوگا۔ اور کون پڑھ رہا ہے جب بندوں میں سے کوئی انسان نہیں تھا۔ مخلوق سے کوئی مخلوق نہیں تھی اس وقت بھی درود شریف پڑھا جا رہا تھا۔ اور جب کوئی نہیں رہے گا تو پھر بھی پڑھا جائے گا تو وہ اللہ کی ذات پڑھنے والی ہے پڑھ رہی ہے اور اس ہستی کہ جس پر پڑھا جا رہا ہے اس کے مقام میں کیا اضافہ ہوا ہوگا۔

حضرات میں نے آج یہ عرض کرنی ہے کہ ہم اپنا نفع تو دیکھتے ہیں کہ مجھے نیکی مل رہی ہے۔ میرے گناہ مٹ رہے ہیں میرے درجات بلند ہو رہے ہیں۔ میں یہ نہیں دیکھتا کہ جس کے صدقے ہو رہے ہیں اس کا کیا مقام ہے۔ درود شریف کا مطلب عالم لوگ جانتے ہیں ”غالب کر دینا“ ”بڑھادینا“ ”سب پہ اس کا چھاجانا“ ”اسے شرافت عطا فرمادینا“ ”اسے عزت عطا فرمادینا“ تو جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر یہ عنایت فرمائی اسے محمد ﷺ بنادیا ”محمد ﷺ“ کون ہوتا ہے اس کا کیا مقام ہوتا ہے۔ کہ جتنے انسان ہیں یہ جمع ہو جائیں جتنے اور آنے ہیں وہ بھی آجائیں۔ جتنے فرشتے ہیں وہ بھی آجائیں اور یہ سب مل کر تعریف کرنی شروع کر دیں جہاں ان کی تعریفیں ختم ہو جائیں گی وہاں سے مقام محمدی ﷺ شروع ہوگا۔ تو ہم کیا کرتے رہے ہیں۔ یہ نعت خوانی جو کرتے ہیں ہم تو کچھ بھی نہیں کرتے رہے ان کا مقام تو اس سے بہت بلند ہے۔ یہ محمد ﷺ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں درود شریف بھیج بھیج کر محمد ﷺ بنادیا ہے۔ اور محمد ﷺ کے مقابلہ میں جو کل مخلوق ہے اس کی کیا ہستی ہے اور حضور ﷺ کا کیا مقام ہے اگر یہ سمجھ آجائے تو میرے خیال میں یہ محفل اور اس قسم کی ہر محفل کا صحیح فائدہ ہمیں مل جائے۔ حضور پاک ﷺ معراج پر تشریف لے گئے قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذْنٰی کے مقام پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام اپنے قدموں کی طرف دیکھیں۔ آپ نے دیکھا تو تھوڑی سی مٹی پڑی ہوئی تھی۔ اس کو حکم دیا کہ ذرا پیچھے ہوجا۔ وہ پیچھے ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے عرض کیا یا اللہ آپ

بہتر جانتے ہیں کہ یہ گرد ہے یا مٹی ہے۔ فرمایا کہ تو محمد ﷺ ہے اور تیرے مقابلہ میں ساری مخلوق کی حیثیت اس مٹی یا گرد کی سی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آسمان جو آپ دیکھ رہے ہیں عرش جو آپ دیکھ رہے ہیں فرش جو دیکھ رہے ہیں جنت جو دیکھ رہے ہیں فرشتے جو دیکھ رہے ہیں نورانی مخلوق جو انسانی مخلوق جو بادشاہت اور عظمتیں اور علم فضیلتیں وہ سب اس خاک میں جمع ہیں اور وہ گرد حضور ﷺ کی ذات اقدس سے دور کر دی گئی کہ اس مٹی کا یہ مقام نہیں ہے کہ یہ تیرے قدموں کے ساتھ لگی رہے اسے آپ سے دور ہونا چاہیے۔ یہ ہے کہ درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو وہ عظمت عطا فرمائی کہ ساری مخلوق میں کہہ رہا ہوں۔ آپ اس میں گن لیں جس کو بھی گنا چاہیں۔ جس کو چاہیں گن لیں اس میں ڈال لیں اس کا مقام حضور ﷺ کے مقابلہ میں وہ مٹی ہے جسے آپ بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ آپ کے قدموں کے ساتھ رہے۔ آپ اسے دور کر دیتے ہیں الگ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کو دور کر دیا۔ کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرا محمد ﷺ ہونے کا وہ مقام ہے کہ یہ مٹی یہ ساری مخلوق کی فضیلتیں اور عظمتیں اسی میں شامل ہیں۔ یہ ہیں حضور ﷺ یہ ہے ان کا مقام۔ کسی فارسی شاعر کا شاید مولانا روم کا یہ شعر ہے

بہترین و مہترین انبیاء
جز محمد نیست در ارض و سماء

آپ ﷺ نبیوں میں اعلیٰ ہیں آپ ان کے سردار ہیں اور کتنی سرداری ہے اور باقی انبیاء کا مقام کیا ہے۔ دوسرا مصرعہ اس کی تصدیق کرتا ہے فرمایا دوسرے مصرعہ میں کہ ذات محمد ﷺ کے مقابلہ میں ساری دنیا ہی صفر ہے۔ ساری دنیا کچھ نہیں ہے۔ کوئی ہے تو ذات محمد ﷺ کے ساتھ لگ کر بنتا ہے اس کے بغیر کچھ نہیں ہے۔ آپ مدینہ کی گلیاں گارہے ہیں آپ نے مدینہ پاک کی گلیاں دیکھی ہیں کیا ہے ان میں کیا بناوٹ کے لحاظ سے کچھ مختلف ہیں۔ کیا کچھ ہوا مختلف ہے مٹی مختلف ہے۔ آخر فرق ہے ان میں کیا؟ پتھر اور قسم کے ہیں۔ CHEMICAL ANALYSIS کریں تو کیا فرق نکلے گا۔ کچھ فرق نہیں نکلے گا۔ یہ گرد اڑ رہی ہے۔ بعض لوگ ناک پہ پکڑا رکھ لیتے ہیں۔ پکڑا باندھ لیتے ہیں کیونکہ یہ فیصل آباد کی گرد ہے۔ لیکن اگر مدینہ شریف جائیں تو حکم ہے کہ منہ پر پکڑا مت رکھو کیونکہ مدینہ شریف ان کی ذات پر ہوا ہے تو سارے زمانے سارے آسمان اور ساری زمینیں اور سارے جہاں حضور نبی پاک ﷺ کے مقابلے میں گرد اور مٹی بن کر رہ گئے ہیں صفر بن کر رہ گئے ہیں۔ اور ان سے عزت لینی ہو تو کیسے لی جائے۔ ایک فارسی کا شعر ہے کہ

محمد عربی کہ آبروی ہر دوسرا است

دونوں جہانوں کی عزت حضور پاک ﷺ کے صدقے سے ہے۔ عزت ہے تو حضور ﷺ کی وجہ سے ہے ان کے علاوہ کوئی عزت نہیں۔ کسی نے لینی ہو عزت تو ان کے ساتھ لگ کر لے لے

محمد عربی کہ آبروی ہر دوسرا است

کے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

جوان کے در کی خاک نہیں بنتا۔ زمانے بھر کی خاک اس کے سر پر پڑ جاتی ہے۔ بے عزت ہو جاتا ہے۔ حضرات درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ نے ان پر درود شریف بھیج بھیج کر عزت دی ہے۔ صحابیؓ کا دیکھیں عقیدہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کیا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا گیا گویا وہ یہ بھی جانتے ہیں حضور ﷺ کو تو پیدا ہوئے چودہ سو کچھ سال ہو گئے ہیں ساٹھ ستر سال۔ صحابیؓ پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سے پہلی مخلوق جتنی بھی پیدا ہوئی ہے ان سب میں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا گیا ہے۔ صحابیؓ کا عقیدہ اور سوال یہ بتا رہا ہے کہ حضور ﷺ وہ بھی جانتے ہیں کہ جس زمانے میں آپ نہیں تھے۔ اور اب بھی جانتے ہیں کہ جس زمانے میں آپ ہیں۔ اور اس کو بھی جانتے ہیں کہ جس زمانہ میں آپ نہیں ہوں گے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ اور اس سے آگے جو فقرہ ہے میں اصل میں وہ عرض کر رہا ہوں۔ فرمایا یہ نور گردش کرتا رہا۔ جہاں چاہے سیر کرتا رہا۔ پھر اس نور کے پرتو سے فرشتے بن گئے۔ عرش بن گئے فرش بن گئے۔ جنت بن گئی حوری بن گئیں ایمان بن گئے نبوتیں بن گئیں۔ معجزے اور کرامات بن گئیں۔ حضرات یہ محفل انہیں کے رنگ انہیں کی وجہ سے نورانی ہے اور جہاں ان کی نسبت نہ ہو وہ محفل کبھی نورانی ہو سکتی نہیں۔ یہ حدیث پاک فرما رہی ہے۔ کہ ہر چیز کی جو POSITIVE ہے جو نیکی ہے جو عظمت ہے۔ من جانب اللہ جس کی کوئی وقعت ہے۔ وہ حضور ﷺ کے نور سے بنتی ہے۔ اور جو نور مانتا ہے۔ اس کو ملتی ہے۔ جو انکار کرتا ہے تو اس کی پہلی بھی نکل جاتی ہے۔

خاک کی ونوری نہاد بندہ و مولا صفات

یہ علامہ اقبال کا مذہب ہے۔ اور ہماری نہاد ہماری بنیاد ہماری اصل حضور ﷺ کا نور ہے یہ مان جاؤ گے تو نورانی ہو جاؤ گے اور ایک کتاب میں پڑھا ہے وہ عرض کرتا ہوں۔ کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ حضور پاک ﷺ نور ہیں۔ دوسرا کہتا ہے نہیں ہیں۔ جو مانتا ہے کہ نور ہیں اس کے عقیدہ اور فکر میں یہ چیز ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں اسے کیا فائدہ ہو اس سے نتیجہ کیا نکلا RESULT کیا نکلا۔ ملا کیا ہے۔ جیسا کہ ہم کہہ دیں کہ وہ کام کیا ہے کیا ملا۔ میں نے عقیدہ رکھا نور کا تو مجھے کیا ملا۔ فرمایا کہ جہنم اس شخص کو نہیں جلاتی کہ جس کے عقیدہ میں ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں اور دوزخ کے اوپر سے پل صراط ہے اور جس آدمی کے عقیدہ میں ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں وہ جب اس کے اوپر سے گزرتا ہے تو دوزخ پناہ مانگتی ہے۔ دعا کرتی ہے۔ عرض کرتی ہے کہ یا اللہ اس شخص کو جلدی سے گزاردے۔ اس کے نور سے میں ٹھنڈی ہو رہی ہوں۔ حضرات ہماری اصل وہ ہیں ہماری باعث وہ ہیں ہماری عزت وہ ہیں ہمارا سب کچھ وہ ہیں جو سب کچھ مانو گے تو سب کچھ ہو جاؤ گے STUDENT طالب علم ہیں اور لوگ بھی موجود ہیں۔ میں اور آپ اور سب کوئی نور بننا چاہتا ہے کوئی عالم غیب بننا چاہتا ہے کوئی حاضر ناظر ہونا چاہتا ہے کوئی شفیع بننا چاہتا ہے یہ تمام صفات ہیں۔ حضور پاک ﷺ کی صفات ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے بھی اس سے کچھ حصہ ملے۔ کیا آپ نورانی نہیں بننا چاہتے۔ آپ

چاہتے ہیں کہ آپ نور بن جائیں ٹھیک ہے نا۔ آپ چاہتے ہیں ناکہ آپ سب نور بن جائیں پتہ ہے کیسے بننا ہے جو حضور ﷺ کو کہے گا کہ نور ہیں وہ بندہ خود نور بن جائے گا۔ صرف اتنی بات ہے اور کوئی EXERCISE نہیں۔ کوئی عمل نہیں۔ اس کے لیے کچھ درکار نہیں ہے اگر ہے تو صرف یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں تو نور ہو جائے گا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیسے بنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیسے بنے۔ اسی طرح سے صدیق آپ نے بننا ہے۔ اس سے فاروق آپ نے بننا ہے اس سے نور آپ نے بننا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی تجارت پہ گئے ہوئے ہیں۔ پیچھے حضور پاک ﷺ کو معراج ہو گئی۔ آپ نے اعلان فرمایا لوگ آپس میں بٹ گئے۔ کوئی کہتا ہے کہ نہیں جاسکتے کوئی کہتا ہے کہ اتنے وقت میں کون جاسکتا ہے۔ کنڈی بھی بل رہی ہے۔ پانی بھی چل رہا ہے۔ بستر بھی گرم ہے۔ لامکان سے اٹھا رہا سال کا عرصہ لگا کر آئے ہیں۔ کوئی مان رہا ہے کوئی نہیں مان رہے ہیں۔ عمر بن ہشام جس کا ابو جہل نام ہے اسے پتہ چلا تو اس نے کہا کہ بس اب لوگ قابو آ گئے۔ ورغلاؤں گا تو یہ سب نبی کریم ﷺ سے پیچھے ہٹ جائیں گے کیونکہ یہ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ کیسے جاسکتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہم نوابناؤں وہ ساتھ مل گئے تو کام آسان ہو جائے گا۔ وہ ان کے گھر گیا پوچھا کہاں ہیں تو بتایا کہ جی گئے ہیں تجارت کے لیے اور آج آنا ہے وہ شوق سے باہر گیا تو آگے سے وہ آ رہے ہیں کہا کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ بیٹھ جائیں ایک بات کرنی ہے ایک آدمی کہتا ہے کہ معراج پر گیا ہوں اتنے سال کا عرصہ لگا ہے اور تھوڑے سے وقت میں اتنا سا وقت لگا ہے اور واپس آ گئے ہیں وہ فرمانے لگے نہیں جاسکتا۔ دوسری بار پھر پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں جاسکتے۔ تیسری بار بھی فرمایا کہ نہیں جاسکتے۔ تو ابو جہل کہنے لگا کہ یہ بات تیرے نبی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو بہت چھوٹی بات ہے میرا نبی اس سے بھی زیادہ بڑی بات کہے تو میں وہ بھی مان جاؤں گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ حضرات یونٹ فرمائیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور عرض کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آج سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں کہ تمہاری تصدیق کی ہے اس لیے وہ صدیق بن گیا ہے علام اقبال فرماتے ہیں

تصدیق او را صدیق کرد

حضرات آپ کرلیں میں بھی کروں حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرلیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو نہیں بنیں گے لیکن صدیق ضرور بن جائیں گے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ بنے ہیں۔ اسی طرح باقی لوگ بھی بنے ہیں۔ اور آپ نے یا میں نے جس نے بھی بننا ہے حضور ﷺ کی تصدیق سے بننا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ سے متعلق اچھا عقیدہ رکھنے سے بننا ہے۔ حضور ﷺ کی نسبت سے بننا ہے۔ یہ شعر جو ہے۔

کروں تجھ پہ جان فدا

نہیں ایک جان دو جہان فدا

اس سے بھی نہیں جی بھرا
کروں کیا کہ کروڑوں جہاں نہیں

اگر میں یہ عرض کروں کہ یہ پسلیکرم میں آپ کو انعام میں دیتا ہوں۔ یہ ڈاکس آپ کو انعام میں دیتا ہوں۔ یہ قالین دیتا ہوں۔ یہ دری دیتا ہوں آپ کیا کہیں گے کہ میں یہ کیا کر رہا ہوں کہ آپ کی چیزیں آپ کو دیتا ہوں۔ یہ پسلیکرم آپ کا نہیں ہے۔ یہ چیزیں آپ کی نہیں ہیں یہ دریاں آپ کی نہیں ہیں تو میں یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں آپ کو دیتا ہوں۔ یہ بھی آپ کی چیزیں میں آپ کو کیسے انعام میں دے سکتا ہوں میرا ان پر کیا اختیار ہے۔ یہ مثال عرض کی ہے۔ یہ جان کس کی ہے یہ جہاں کس کا ہے اگر اور بھی کروڑوں جہاں ہیں تو وہ کس کے ہیں۔ وہ نبی کی نگاہ کرم سے بنے ہیں تو انہیں کیا دے رہا ہے انہوں نے تو تجھے عطا کیے ہیں

کیا پیش کریں تم کو کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے

حضرات یہ تو ان کی چیزیں ہیں

وہی نور حق وہی ظل رب
ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب

پھر تیرا کیا ہے تو میرا کیا ہے۔ ”ہے انہیں کا سب۔ ہے انہیں سے سب“ پھر حضرت صاحب آپ کا کیا ہے اور میرا کیا ہے آپ ہی فیصلہ کر دیں۔ یہ سب ان کا ہی کرم ہے۔ یہ جان یہ زبان یہ جو عقیدہ پیش کرتے ہیں کہ جی میں قربان کرتا ہوں یہ جذبہ بھی انہیں سے عطا ہوا ہے یہ شوق بھی انہیں سے ملا ہے۔ یہ جان بھی انہیں کی ہے۔ اس شعر پر ختم کرتے ہیں کہ آپ کہیں گے کہ آپ آئے ہیں۔ میں کہوں گا میں آیا ہوں۔ جلسہ بنایا ہے۔ یہ کیا ہے وہ کیا ہے نہیں نہیں بلکہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

آپ خود آئے ہیں کہ انہوں نے بلایا ہے تو پھر یہ آپ کا یہ میرا آنا تو نہیں ہے بلکہ سب ان کا کرم ہے ”یہ سب ان کا کرم ہے“ یہ عقیدہ رکھو گے تو اس کا کیا فائدہ ہوگا کہ کبھی آپ نفس اور تکبر کے قبضہ میں نہیں آئیں گے۔ میں پھنستا اس وقت ہوں جب کہتا ہوں کہ یہ ساری عظمتیں یہ ساری نمازیں یہ سارے روزے یہ ساری داڑھی یا ساری پگڑی یہ میری ہیں میں نے بنائی ہیں میں نے رکھی ہیں۔ یہ میں میں کرتا ہوں۔ تو میں پھنستا ہوں۔ میں نفس اور شیطان کے چنگل میں جال میں پھنس جاتا ہوں۔ اس میں میں سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور میرا کچھ نہیں رہتا۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سب حضور ﷺ کا کرم ہے اور میرا تو کچھ ہے نہیں۔ یہ عقیدہ رکھیں گے تو انشاء اللہ تکبر سے بچ رہیں گے اور تکبر کے بارے میں یہ ہے کہ جس کے سینے میں رتی بھر تکبر ہے وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکتا۔ کرم بھی ان سے ہے کہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
 آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں
 جسے چاہا در پہ بلا لیا
 جسے چاہا اپنا بنا لیا
 یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
 یہ بڑے نصیب کی بات ہے

یہ آپ کا اور میرا نصیب ہے کہ حضور ﷺ نے انتخاب فرما کر ہمیں اس محفل میں بلایا ہے۔ یہ نور کی بارش ہوتی ہے۔ جب رحمت برتی ہے تو اس رحمت سے فائدہ مند بھی ہم ہوتے ہیں تو ان کے کرم سے ہوتے ہیں۔ اس میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ہماری صرف یہ فضیلت ہے کہ ان کی نگاہ کرم میں آ گئے ہیں۔ یہ میری گزارش ہے یہ میری عرض ہے۔ یا اللہ اس مختصری چیز کو قبول فرما۔ آپ کی اس محفل کو قبول فرما۔ جو نعت خوانی میں حصہ لے رہے ہیں ان کو اس نعت خوانی کو قبول فرما۔ یہ جو سننے والے ہیں حاضری دینے والے ہیں ان کی حاضری کو قبول فرما۔ یہ سب حضور پاک ﷺ کا کرم ہے۔ یہ سب ان کا کرم ہے اس کرم کو شرح دل سے کھلے دل سے تسلیم کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ ورنہ آدمی ہمیشہ میں میں ہی کرتار بتاتا ہے۔ کسی نعت خوان نے پڑھا ہے کہ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں

ان کی مہک آئے گی تو دل کے غنچے کھل جائیں گے ویسے کیسے کھل جائیں گے اور علامہ اقبالؒ نے بھی اس چیز کو بڑے واضح طور پر فرمایا ہے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
 بزم دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
 ہو نہ یہ ساقی تو خم بھی نہ ہو مئے بھی نہ ہو
 بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

تم ہو یا میں بھی ہوں یہ سب ان کے کرم سے ہے۔ بزم توحید بھی نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا بھی کوئی نہ ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے آپ تشریف لائے تو شیطان رویا۔ بہت رویا۔ کیوں رو رہا ہے کہتا ہے کہ میں نے تمام شریعتیں مٹا دی ہیں میں نے ساری کتابیں مٹا دی ہیں اب وہ آ گیا ہے کہ جس کا کچھ بھی نہیں مٹے گا۔ میں مٹ جاؤں گا لیکن اس نے نہیں مٹنا ہے۔ تمام کتابیں مٹ گئیں۔ اس وقت جو دو LATEST یا آخری مذاہب تھے وہ عیسائی تھے اور یہودی تھے اور دونوں کا عقیدہ توحید غلط تھا۔ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیا۔ کیا یہ توحید ہے؟ توحید تو حضور نبی کریم ﷺ لائے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ کا تعارف اس کی شان کے لائق حضور پاک ﷺ نے کرایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے اللہ تعالیٰ نے خود حضور پاک ﷺ کا وسیلہ پکڑا ہے۔ کیوں ان کا وسیلہ پکڑا ہے تاکہ ہمیں راہبری ملے کہ ہم بھی ان کا وسیلہ پکڑیں۔ یہ میری عرض ہے گزارش ہے اس میں عمل زیادہ ہے سوچ کا بدلنا ہے۔ MATHEMATICALLY آپ سمجھیں کہ ہر چیز صفر ہے اس کے ساتھ ایک لگتا ہے تو پوری FIGURE بن جاتی ہے۔ ہندسہ بن جاتا ہے وہ ایک مثلاً دو باقی خواہ کروڑوں صفر ہوں وہ صفر ہی ہیں ہم صفر ہیں جب حضور ﷺ کا ایک لگ جاتا ہے تو ہم چیزیں بن جاتے ہیں۔ ہر نبی کو ہر رسول کو جو کچھ ملا جو عرفان ملا جو معجزات ملے جو کتب ملیں جو نبوتیں ملیں وہ حضور ﷺ کے صدقے ملیں اور آج جو میں اے ئی کی سٹیج سے گزارش کرنے والا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال پاک کے بعد جو عطا ہوئی ہے یہ کسی ولی کی نگاہ سے ہونی ہے انبیاء کو ملا حضور پاک ﷺ سے۔ تمہیں اور مجھے ملنا ہے اولیاء کرام سے اور کوئی ذریعہ نہ سمجھنا۔ کوئی اور ذریعہ نہیں کوئی اور دروازہ نہیں کوئی گیت نہیں جس کو جو ملنا ہے مرید کو جو ملنا ہے بیہیں سے ملنا ہے۔ طریقت میں یہی کچھ پڑھایا جاتا ہے۔ طریقت ساری یہی ہے۔ جو ملنا ہے مخلوق کو جو ملنا ہے امتی کو اس کا وسیلہ کوئی نہ کوئی ولی ہوگا۔ اس لیے آپ انجمن ضرور بنائیں آپ جماعت ضرور بنائیں آپ آرگنائزیشن ضرور بنائیں لیکن ہر کوئی جو اس کا ممبر ہے رکن ہے کسی ولی کامل کے دست اقدس پر اس کا بیعت ہونا ضروری ہے۔ ورنہ پھسل جاؤ گے کہیں لڑک جاؤ گے کہیں پھنس جاؤ گے تمہیں جو عطا ہونا ہے جو نور محمدی ﷺ عطا ہونا ہے جو عشق محمدی ﷺ عطا ہونا ہے وہ کسی ولی کامل کی نگاہ سے ہونا ہے۔ علامہ اقبال کا شعر ہے کہ

نہ بادہ ہے نہ صراحی نہ دور پیانہ

فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم جانانہ

صرف نگاہ سے ہے۔ اس لیے میری عرض ہے اے ئی کی طلباء کو اس کے اراکین کو کسی کی نگاہ کرم سے کسی ولی کامل کے دست اقدس پر ضرور بیعت کریں۔ اس کے بغیر آپ کی ضرب کاری نہیں ہوگی۔ آپ کا عقیدہ کامل نہیں ہوگا۔ اس کے وسیلہ سے کیا ہوگا اس کے وسیلہ سے

پیر کامل سے برد با مصطفیٰ ﷺ

پیر ہی لے جاتا ہے حضور ﷺ کے قدموں تک۔ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں اس میں جو عشق ہے یا درود ہے محبت ہے اللہ کرے وہ آپ کو بھی ملے مجھے بھی ملے۔ عام ہو۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اس سے حصہ اور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب نعتیہ مقابلہ انجمن طلباء اسلام نوابا نوالہ 13/10/94

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا

سیدی یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات! یہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کیوں منائی جاتی ہے ہم اس کا اتنا اہتمام کیوں کرتے ہیں اس کی ضرورت کیا ہے۔ اس کی اہمیت کیا ہے۔ ایک شخص تھا فاسق و فاجر تھا۔ بے عمل تھا۔ نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ۔ بظاہر کچھ نہ تھا لیکن وہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کے بڑے نزک و اہتمام سے منایا کرتا تھا۔ بس زندگی میں وہ صرف یہی کام بڑے ذوق و شوق محبت و پیار سے کیا کرتا تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ قبر میں نکیرین تشریف لے آئے پوچھا تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے۔ اور اس ہستی کے متعلق تو دنیا میں کیا کہا کرتا تھا۔ آدمی بے عمل تھا مذہب کی کوئی خبر نہ تھی وہ کسی سوال کا بھی جواب نہ دے۔ کا تو فرشتوں نے اس کو فیل کر دیا اور حکم ہو گیا کہ اس کے لیے دوزخ کی کھڑکی کھول دی جائے لیکن جیسے ہی کھڑکی کھلی تو سامنے شفع مجرماں وائی دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے۔ فرمایا کہ فرشتو یہ میرا امتی ہے اگر یہ مجھے نہیں پہچانتا تو کیا ہوا میں تو اسے جانتا ہوں یہ بڑی محبت سے میری محفل میلاد منایا کرتا تھا۔ تو دوزخ کی کھڑکی بند کر دی گئی اور جنت کی کھڑکی اس کے لیے کھول دی گئی۔ یہ تو بے عمل تھا لیکن اگر کوئی مر جائے سنی بریلوی حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی دامت برکاتہ العالیہ کا عقیدہ رکھنے والا تو پھر اس سے پوچھا جائے کہ اس ہستی کے متعلق تو کیا کہا کرتا تھا وہ فوراً جواب دے گا کہ یہ میرے آقا و ملاسرور کائنات فخر موجودات ہیں ان کے لیے ہی تو مر کر یہاں پہنچا ہوں۔ حضرات! ایک ہوتی ہے سیرت اور ایک ہوتی ہے صورت۔ سیرت سے مراد احکام شریعہ کے مطابق زندگی بسر کی جائے لیکن صورت سے مراد ذات اقدس ہے۔ اللہ تعالیٰ جب فرماتے ہیں کہ اِنَّ اللہَ وَّ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی موجودگی کا اظہار فرما رہے ہیں گویا آپ کا میلاد منار ہے ہیں اور فرشتے بھی میلاد منار ہے ہیں۔ اور حکم ہوتا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو یعنی تم بھی میلاد مناؤ۔ اس میں احکام شریعت ادا کرنے کا حکم نہیں بلکہ میلاد مصطفیٰ ﷺ منانے کا حکم ہے۔ حضرات سیرت پاک کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ جب ولادت پاک ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام اپنے ساتھ کثیر فرشتوں کی جماعت لے کر آئے ان کے ہاتھوں میں تین بزم جنت تھے۔ ایک جنت ابیت المقدس پر دوسرا خانہ کعبہ پر اور تیسرا حضرت آمنہ کی چھت پر نصب کر دیا اور پھر وہ فرشتے حضرت آمنہ کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہے۔ یہ میلاد مصطفیٰ ﷺ فرشتوں نے یوں منائی۔ ادھر حضرت اماں حواؑ حضرت ہاجرہؑ حضرت آسیہؑ اور حضرت مریمؑ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے وقت حجرہ ولادت میں موجود تھیں۔ حضرات یہ تمام نیک بیبیاں تو پردہ فرما چکی تھیں پھر یہ کیسے آگئیں۔ اگر یہ بیبیاں اپنی قبور سے نکل کر آ سکتی ہیں تو جس شخصیت کی حاضری کے لیے آرہی ہیں اس کا کیا مقام ہے کیا وہ اپنی قبر انور سے اٹھ کر

نہیں آسکتے۔ لیکن آج کا بدعتیہ مسلمان حضور پاک ﷺ کی اس صفت کا انکار کر کے اپنے بے ایمان ہونے کا ثبوت دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی بدعتیہ گئی سے بچائے اور شیطان لعین کے پیدا کردہ ایسے وسوسوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت سعید کی خبر ابولہب کو اس کی لونڈی ثویبہ نے دی تو ابولہب نے اپنے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں اپنی آگشت شہادت اٹھا کر اشارہ کیا اور ثویبہ سے کہا کہ جا میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔ فوت ہو جانے کے بعد ابولہب کو کسی نے دیکھا تو پوچھا تیرا کیا حال ہے تو ابولہب نے جواب دیا کہ سخت عذاب میں ہوں لیکن ہر پیر کے روز جس انگلی سے اشارہ کر کے ثویبہ کو آزاد کیا تھا اس سے ٹٹھا شہد نکلتا ہے تو اپنی پیاس بجھا لیتا ہوں۔ ابولہب کا فر تھا لیکن میلاد کی خوشی اس نے بھی کی تھی۔ جس کا پھل اسے مرنے کے بعد بھی ہر ساتویں روز مل رہا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جمادات نباتات حیوانات اجرام فلکیات ہر ذرہ کائنات کے نبی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی تک ان پتھروں اور درختوں کو پہچانتا ہوں جو حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے۔ ابو جہل کی مٹھی میں کنکریوں نے حضور پاک ﷺ کے نبی ہونے کی شہادت دی۔ حضور ﷺ معراج شریف سے واپس تشریف لائے۔ کفار نے یقین نہ کیا اور پوچھا کہ اگر آپ گئے ہیں تو بتائیے کہ ہمارا قافلہ کہاں ہے اور کب پہنچے گا۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں روز سورج غروب ہونے سے پہلے پہنچ جائے گا۔ وقت مقررہ پر بہت سے کفار شہر سے باہر قافلے کا انتظار کرنے لگے۔ سورج غروب ہونے کو آگیا لیکن قافلہ نہ پہنچا۔ کفار خوش تھے کہ نبی کریم ﷺ کی یہ بات پوری نہ ہوگی۔ ادھر حضور نبی کریم ﷺ نے سورج کو حکم فرمایا کہ جب تک قافلہ واپس نہ آئے رک جا۔ چنانچہ اس نے حکم مانا۔ ادھر قافلہ پہنچا ادھر سورج غروب ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں آرام فرما رہے۔ سورج غروب ہو گیا۔ آپ کی نماز عصر فوت ہو گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ کیا تو نماز عصر ادا کر لی ہے۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ نماز سے زیادہ آپ کا آرام مقدم تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سورج کو اشارہ فرمایا وہ واپس لوٹ آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ ابولہب و ابو جہل سمیت دوسرے کفار کی فرمائش پر چاند کو دو ٹکڑے فرما دیا۔ یوں اجرام فلکی پر بھی حضور نبی کریم ﷺ کا تصرف اور حکمرانی ہے۔ ایک اونٹ آیا اور حضور پاک ﷺ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ اور عرض کرنے لگایا رسول اللہ ﷺ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب مجھ سے اتنا بوجھ نہیں اٹھایا جاتا جو میں جوانی میں اٹھاتا تھا۔ میرا مالک میرے ساتھ زیادتی کرتا ہے۔ کھانا بھی پیٹ بھر کر نہیں دیتا۔ آپ اسے سمجھائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور بتا دیا کہ اونٹ کی کیا شکایت ہے۔ ایک اونٹ سے متعلق صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ وہ بہت جابر و خو غور ہے کسی کے قابو میں نہیں آتا۔ حضور پاک ﷺ خود تشریف لے گئے اور جیسے ہی اس اونٹ نے حضور پاک ﷺ کو دیکھا تو فرط محبت سے آپ کے قدموں میں لیٹ گیا آپ ﷺ نے اس کو پیار فرمایا تو اس کی ساری سرکشی جاتی رہی۔ ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بہت خوبصورت جوان تھا۔ ایک روز حضور ﷺ کے سامنے

اچانگ آ گیا تو آپ ﷺ نے اس کے شانے پر ہاتھ مبارک رکھ دیا اور فرمایا کہ عکرم ماتی بیاری صورت و شکل دوزخ میں جاتی اچھی نہیں لگتی۔ پھر دو سال بعد وہ خود حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اگر وہ پتھر جو پانی کی دوسری طرف ہے وہ پانی پر تیر کر آپ کے پاس آئے اور آپ کے نبی ہونے کی گواہی دے تو میں بھی آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضور پاک ﷺ نے پتھر کو اشارہ فرمایا وہ پانی پر تیر کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے عکرم سے کہا کہ کیا یہ تمہارے لیے کافی ہے اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ اب یہ پتھر واپس تیرتے ہوئے اپنی جگہ چلا جائے تو مان لوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ فرمایا تو وہ پتھر حکم کے مطابق اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ ادھر عکرم نے کلمہ شریف پڑھا اور اسلام لے آیا۔ آپ حیوانات اور جمادات کے بھی نبی ہیں۔ پتھر آپ کے حکم کے مطابق بولتے بھی ہیں چلتے بھی ہیں تیرتے بھی ہیں حالانکہ یہ ان کی فطرت نہیں۔ لیکن نبی پاک ﷺ اشارہ فرمادیں تو یہ اپنی فطرت چھوڑ کر حضور پاک ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بلایا وہ نہ آئے بلکہ اپنی نماز پوری کرنے کے بعد حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ارشاد خداوندی یاد نہیں کہ جب نبی بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ نبی کے بلانے سے نماز بھی نہیں ٹوٹی۔ جہاں سے نماز ادھوری چھوڑ کر جائے وہاں سے دوبارہ شروع کر دے نماز پوری ہو جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہیں ہر چیز سے زیادہ مجھ سے محبت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی یا رسول اللہ ﷺ ہر چیز سے زیادہ آپ سے محبت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہاری جان سے بھی زیادہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ میری جان سے زیادہ آپ مجھے عزیز نہیں ہیں تو پھر حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ایمان مکمل نہیں ہوا۔ پھر آپ نے نگاہ عنایت فرمائی اور دوبارہ پوچھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ اب آپ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اب ایمان بھی مکمل ہو گیا ہے۔ اب موجودہ دور میں یہ جو ایمان کی دولت ہے عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت ہے۔ یہ اللہ والوں کے در سے ملتی ہے۔ ایک عیسائی میرے پاس آیا اور بتایا کہ میں نے عیسائیت اس لیے اپنائی ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسلک ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نسبت قائم کرے گا وہ جنتی ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ کتنے سال ہو گئے ہیں اس نے بتایا کہ پچیس سال ہو گئے ہیں۔ میں نے پوچھا بائبل کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں کئی دور کیے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ تمہاری بائبل میں کیا لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک ایسا نبی آنے والا ہے کہ جس کے سامنے میری حیثیت نہیں کہ میں اس کے بوٹوں کے تسمے کھول سکوں۔ اس عیسائی نے کہا کہ آج تک میری نظر سے یہ آیت نہیں گزری۔ جب اس نے یہ آیت مبارکہ پڑھی تو اس نے پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ، وَرَسُولُهُ، اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ ادب بڑی دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ ادب کرنے

کی توفیق عطا فرمائے۔

تین طلباء اپنے طالب علمی کے زمانے میں دور حاضر کے ولی اللہ کے پاس گئے ان میں سے ایک نے کہا کہ وہ ایسا سوال کرے گا کہ وہ ولی اللہ اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔ دوسرے طالب علم نے کہا میں ایسا سوال کروں گا کہ ممکن ہے وہ بزرگ جواب دیدیں یا نہ ہی دے سکیں۔ تیسرے طالب علم نے کہا میں تو صرف ان کی زیارت کرنے جا رہا ہوں۔ کسی سوال جواب کی نیت نہیں۔ جب وہ ولی اللہ کے پاس حاضر ہوئے تو اس بزرگ کے چہرہ پر کچھ کھنگی کے آثار دیکھے بہر حال کچھ توقف کے بعد اس ولی اللہ نے فرمایا۔

پہلے طالب علم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا یہ جواب ہے۔ تو ولی اللہ کا گستاخ ہے اور تیری سزا یہ ہے کہ تو ایمان کی حالت میں نہیں مرے گا۔ دوسرے طالب علم کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے لیکن تو نے ولی اللہ کا تھوڑا سا ادب کیا ہے لہذا خوب دنیا کمائے گا لیکن ایمان دار مرے گا۔ تیسرے طالب علم سے فرمایا کہ تو خالصتاً زیارت کے لیے آیا ہے تمہیں ایسا مرتبہ ملے گا کہ تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا کیونکہ تو نے ایک ولی کا ادب کیا ہے۔ پہلا طالب علم بہت بڑا عالم دین بنا۔ مناظر اسلام بنا بڑے بڑے مناظروں میں عیسائیوں کو شکست دی۔ لیکن ایک امیر زادی پر عاشق ہو گیا۔ عیسائیوں سے کہا کہ میری شادی اس لڑکی سے کر دو۔ عیسائیوں کو موقع مل گیا۔ انہوں نے شرط لگائی کہ مذہب اسلام سے مخرف ہو جاؤ عیسائیت قبول کر لو۔ تو تمہاری شادی اس لڑکی سے کر دیں گے۔ وہ مناظر اسلام فوراً اسلام سے مرتد ہو گیا عیسائیت قبول کر لی۔ اس لڑکی سے اس کی شادی ہو گئی۔ لیکن ایک ہفتہ بعد ہی کوڑھ کی مرض میں مبتلا ہو کر ارتداد کی حالت میں فوت ہو گیا۔ دوسرا طالب علم حکمہ اوقاف میں ملازم ہو گیا خوب دولت کمائی لیکن مرتد نہ ہوا بلکہ ایمان کی حالت میں ہی فوت ہوا۔ اور تیسرا طالب علم حضور سرکار غوث الاعظم شہنشاہ ولایت قطب سبحانی محبوب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی و الحسینی بنے اور اپنے دور میں اعلان فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ ابدال اسے کہتے ہیں کہ جو انسان کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ ان کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ ایک ہی لمحہ میں وہ مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتے ہیں۔ تین ابدال تھے پرواز کر کے گزر رہے تھے کہ حضور پیران پیر شاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا دربار آ گیا۔ دو ابدال روئے کرامت کرتے ہوئے ادھر ادھر ہٹ کر گزرے لیکن ایک ابدال روضہ پاک کے اوپر سے گزر گیا جو نبی آگے گیا اس کی ساری ابدالی قوت صلب کر لی گئی اور وہ نیچے گر گیا اور ترپنے لگا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لے آئے فرمایا تو نے میرے روضہ کا ادب نہیں کیا بدیں وجہ تیری یہ حالت ہوئی ہے۔ اس نے معافی مانگی تو حضور سرکار غوث الاعظم نے اننگاہ کرم اس کی ابدالیت کو بحال فرمایا۔ اور وہ دوبارہ باختیار ابدال ہو کر اڑنے لگا۔ حضور داتا گنج بخش لاہوریؒ اپنے پیر و مرشد کو وضو کر رہے تھے کہ دل میں خیال پیدا ہوا کہ ولایت اگر قسمت میں لکھی ہے تو مل جائے گی۔ میں خواہ خواہ وقت ضائع کر رہا ہوں۔ ان کے دل میں خیال کا آنا ہی تھا کہ آپ کے پیر و مرشد نے اپنے ہاتھ کھینچ لیے فرمایا علی بن عثمان تیرا عقیدہ درست نہیں۔ جو تم سوچ

رہے ہو وہ غلط ہے۔ پھر آپ کے پیر و مرشد نے وہ نگاہ کی حضرت داتا صاحب کی باطنی کیفیات بدل کر رکھ دیں اور انہیں ولایت عظمیٰ کے مرتبہ پر فائز فرمایا۔ میری عرض یہ ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے پاس جب حاضری دو تو جو نیت دل میں لے کر جاؤ گے وہی مل جائے گا۔ زیارت کے لئے جاؤ گے تو مراتب بلند ہوں گے۔ کیونکہ اولیاء کی زیارت کفارہ گناہ ہوتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا ”علیٰ کرم اللہ وجہہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے“ جب کوئی شخص کسی بزرگ کی زیارت کے لیے جاتا ہے تو ہر قدم پر اس کی بدی نیکی میں تبدیل ہوتی جاتی ہے۔ با وضو ہو کر محبت سے اپنی والدہ کا چہرہ دیکھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے۔ بات ساری ادب کی ہے جتنا ادب کر لو گے اتنا ہی پھل پالو گے۔

ایک روز حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ ایک ندی کنارے بیٹھے وضو فرما رہے تھے۔ ایک نوجوان آیا اور وہ حضرت صاحب سے اوپر کی جانب بیٹھ گیا اور وضو کرنے لگا۔ اچانک اس کی نظر حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ پر پڑی تو اس کے دل میں خیال آیا یہ تو بہت بڑے بزرگ ہیں اور پانی میری طرف سے ان کی طرف بہہ رہا ہے۔ میرا گدلا پانی ان کی طرف نہیں جانا چاہیے یہ سوچ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور حضرت صاحب کی چلی جانب جا کر بیٹھا اور وضو کرنے لگا۔ اب حضرت صاحب کا مستعمل پانی اس نوجوان کی طرف جا رہا تھا۔ اس ادب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو بخش دیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ایک نوشتہ تحریر فرما رہے تھے کہ اس میں یہ بات آئی کہ کتا کب جوان ہوتا ہے آپ ایک چنگڑ زادے کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا کہ کتا کب جوان ہوتا ہے اس نے جواب میں عرض کیا کہ حضور جب کتا ایک ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرنے لگتا ہے تو وہ اس وقت جوان ہوتا ہے۔ چند روز گزرنے کے بعد اس چنگڑ زادے کا بیٹا آ گیا آپ اس وقت اپنے مدرسہ میں درس دے رہے تھے۔ آپ اٹھے اور اس لڑکے کو اپنی جگہ بٹھا دیا۔ خاطر تواضع کی۔ واپس دروازے تک رخصت کرنے کیلئے تشریف لائے۔ آپ کے شاگرد یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور اس مہربانی تو قیر اور عزت افزائی کی وجہ پوچھی حضور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ میرے استاد کا بیٹا ہے میں نے اس کے باپ سے یہ سیکھا تھا کہ کتا کب جوان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں سے ادب کرنا سیکھ سکے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد حمید شاد صاحب 20/11/85

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضرات! حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی شان و عظمت بیان فرمائی ہے کہ قیامت کے روز میری امت کے چار گروہ ہوں گے۔ ایک گروہ ایسا ہوگا جو سابقہ انبیاء کی طرح شفاعت کرے گا۔ اس میں صدیقین ہوں گے اور ایسے اصحاب ہوں گے جو مَوْتُو قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُو ”مرنے سے پہلے مر جاؤ“ کی مصداق ہوں گے یہ فانی الرسول ہوں گے فانی اللہ ہوں گے بقا باللہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب انہیں حاصل ہوگا۔ جو طلب کریں گے وہ پوری ہو جائے گی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ سلسلہ نقشبندیہ کے ممتاز بزرگ ہیں۔ آپ کے ہمسایہ میں ایک مجوسی رہتا تھا اس نے ستر سال آگ کی پوجا کی تھی جب اس کا آخری وقت قریب آیا تو اس نے آگ جلانی۔ الاؤ روشن کیا اور خواہش ظاہر کی کہ مرتے وقت اپنے رب کا دیدار کرتے ہوئے مروں تاکہ نجات کا ذریعہ بن جائے۔ ادھر حضرت بایزید بسطامیؒ کو پتہ چلا کہ مجوسی کا وقت قریب ہے تو آیات کیلئے تشریف لے گئے اور دیکھا کہ آگ روشن ہے اور مجوسی آخری سانس لے رہا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ آگ کیوں جل رہی ہے یہ الاؤ اتنا روشن کیوں کر رکھا ہے تو مجوسی نے جواب دیا کہ آخری وقت اپنے رب کا دیدار کرتے ہوئے مرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آگ کا کام ہے جلانا آپ نے ستر سال تک ناحق اس کی پوجا کی ہے اگر یہ آپ کی خدا ہوتی تو یقیناً آپ پر مہربان ہوتی اور آپ کو نہ جلاتی لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ آج بھی ساری عمر اس کی پوجا کرنے کے بعد آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈالیں تو یہ جلا کر رکھ کر دے گی۔ بہتر ہے کہ آپ اس آگ کے خالق مطلق پر ایمان لے آئیں وہ بڑا مغفور و رحیم ہے وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور تمہاری بخشش ہو جائے گی۔ اس مجوسی نے جواب دیا کہ ستر سال تک اس کی پوجا کی ہے اس سے بخشش کی کچھ امید ہے اب آخری دم اپنے مذہب سے انحراف کروں تو ہو سکتا ہے کہ نہ گھر کا رہوں نہ گھاٹ کا۔ ہاں اگر آپ کو اتنا یقین ہے کہ اگر میں آپ کے رب پر ایمان لے آؤں تو میری بخشش ہو جائے گی تو آپ مجھے یہ تحریری طور پر دیدیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے کاغذ پھسل مگلوئی اور تحریر فرمائی ”یا اللہ تو مغفور و الرحیم ہے بخشے والا ہے بایزید بسطامی التجا کرتا ہے کہ اس شخص کو بخش دے تیری مہربانی ہے“ مجوسی نے نکلہ پڑھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ“ مسلمان ہو گیا۔ فوت ہونے سے پہلے وصیت کی کہ یہ رقعہ دفن کے وقت میرے سینے پر رکھ دینا۔ وصیت کے مطابق کر دیا گیا۔ ادھر حضرت بایزید بسطامیؒ کو فکر ہوئی کہ اتنا بڑا دعویٰ کس بل بوتے پر کر دیا۔ تیری کیا حقیقت ہے کہ تو نے یہ تحریر کر دی ہے آپ بہت افسردہ ہوئے۔ رات کو سوئے تو دیکھا کہ مجوسی جنت میں بہت خوش و خرم ٹہل رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تیرا کیا معاملہ ہوا۔ مجوسی نے جواب دیا کہ آپ کا رقعہ کام آ گیا میری بخشش ہو گئی اس رقعہ کی اب مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ آپ واپس لے لیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ خواب سے بیدار ہوئے تو خود نوشتہ رقعہ ان کے ہاتھ

میں تھا۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

دوسرا گروہ ایسا ہوگا جو بغیر حساب و کتاب جنت میں جائیں گے۔ یہ شہداء و صالحین ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ”خبردار بے شک اللہ کے دوست ایسے ہیں کہ جنہیں نہ کوئی خوف ہے نہ غم“ اور انہیں سے متعلق فرمایا گیا کہ يَبْسُرِ الصّٰبِرِيْنَ ”صبر کرنے والوں کو بشارت دیدہ بخئے“ بشارت جنت اور نجات کی ہوتی ہے۔ ایسے خوش نصیب عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے بھی کئی ہیں کہ جنہوں نے نبی پاک ﷺ کی زبان مبارک سے جنتی ہونے کی بشارت پائی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے چچ لگوانے کا خون مبارک نوش کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاتھہ پردوزخ کی آگ حرام ہوگئی اور تیری اولاد میں سے زانی کوئی نہ ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا بول مبارک طیب کو دکھانے کے لیے ایک پیالہ میں رکھا۔ تو آپ کی خادمہ نے وہ پانی سمجھ کر پی لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”جاتھہ پردوزخ کی آگ حرام ہوگئی“ ایسے واقعات اور بھی ہیں جن خوش نصیبوں کو یہ بشارت نبی پاک ﷺ کی زبانی ملی ہو کہ وہ دوزخ سے آزاد ہیں تو پھر ان کی بخشش میں کیا چیز مانع ہے اور ان کے حساب و کتاب کا کیا مقصد۔ وہ ناجی ہیں اور انشاء اللہ بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے۔ تیسرا گروہ ایسا ہوگا کہ جن کے نامہ اعمال میں گناہ زیادہ ہوں گے نیکیاں کم ہوں گی یہ عام مسلمان ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بخش دیے جائیں گے ان کے گناہ کفار کے سر پر لا دیے جائیں گے۔ ان گناہوں کے ساتھ انہیں دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا اور کوئی نیکی ان کے پلے میں ہوگی تو وہ ان مسلمانوں کو دیدی جائیگی اور پھر انہیں جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ لیکن اس میں عقیدہ کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ کی تمام صفات کو دل و جان سے تسلیم کرنے کی بات ہے۔ عمل اور عشق کے لحاظ سے انسانوں کے چار گروہ ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ جن کا عقیدہ بھی درست ہے اور اعمال بھی صحیح ہیں یہ صدیقین و شہداء و صالحین ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن کے اعمال تو غلط ہیں لیکن عقیدہ صحیح ہے یہ عام مسلمان ہیں اور کسی نہ کسی طور ان کی بخشش ہو جانی ہے یہی اصل میں وہ درج بالا تیسرا گروہ ہے کہ جن کے ذمے گناہ زیادہ ہوں گے نیکیاں کم ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ان کی بخشش فرمادیں گے۔ تیسرا گروہ وہ ہے کہ جن کے اعمال درست ہیں لیکن عقیدہ غلط ہے یہ منافق ہیں اور منافق کو کافر سے بھی زیادہ سخت عذاب ہوگا کہ یہ آستین کے سانپ ہیں۔ اور چوتھا گروہ وہ ہے کہ جن کے عمل بھی غلط ہیں عقیدہ بھی غلط ہے۔ یہ کفار ہیں کہ جن کی بخشش ممکن نہیں۔

چوتھا گروہ قیامت کے روز وہ ہوگا جن کے پلے کوئی نیکی نہیں ہوگی بس گناہ ہی گناہ ہوں گے۔ ان کی بخشش کا کیا ذریعہ بنے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ ”الطّٰلِعُ لِيْ“ ”گنہگار میرے لیے ہیں“ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو آیا ہی گناہ گاروں کے لیے ہوں۔ پوچھا گیا کہ کیا مسلمان گناہ کر سکتا ہے۔ تو ارشاد ہوا کہ ہاں اگر مسلمان گناہ نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ملیا میٹ کر کے اس کی جگہ کوئی دوسرے انسان پیدا فرما دے گا۔ قرآن مجید

میں حکم ربانی ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ”اور پس جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو پھر تیرے پاس آئیں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں اور ان کے لیے رسول بھی بخشش مانگیں تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے“ اس آیت مبارکہ سے واضح ہے کہ مسلمان گناہ کرتا ہے۔ تبھی تو اسے حکم دیا جا رہا ہے کہ گناہ کر بیٹھو تو میرے نبی کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ کپڑا گندہ ہو جائے تو اسے دھو لیتے ہیں صاف کر لیتے ہیں اگر کپڑا بہت زیادہ گندہ اور میلا ہو جائے تو اسے دھو بی کو دیتے ہیں جو اسے بھی پرچھا کر صاف کرتا ہے۔ کبھی صاف کیا ہوا دھلا ہوا کپڑا بھی کسی نے دھو بی کو دھونے کے لیے دیا ہے؟ حضور نبی پاک ﷺ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ يُزَكِّيهِمْ ”وہ انہیں پاک کرتے ہیں“ لوگ گناہ کریں گے۔ ان کے نامہ اعمال گناہ آلود ہوں گے تو ہی حضور نبی کریم ﷺ ان کو پاک کریں گے۔ اگر گناہگار نہیں ہوں گے سب لوگ نیک پاک ہوں گے تو پھر صاف کس کو کرنا ہے اگر سبھی پہلے سے صاف ہیں پاک ہیں تو پھر نبی کریم ﷺ کی صفت ”پاک کرتے ہیں“ کا کیا استعمال ہوگا۔ دھو بی کو اگر گندہ کپڑا دیتے ہیں تو پھر حضور نبی کریم ﷺ کو گندہ گناہگار کیوں نہیں دیتے۔ دھو بی تو صفائی کا معاوضہ بھی لیتا ہے۔ لیکن حضور پاک ﷺ کی یہ شان ہے کہ یہ بلا معاوضہ پاک فرماتے ہیں۔ اپنی امت سے پیار اتنا ہے کہ ہر وقت اسی کی بخشش کی طرف دھیان رہتا ہے۔ حضرت علامہ بوصیریؒ بیمار ہو گئے فالج ہو گیا۔ زندگی سے مایوس ہو گئے تو حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں قصیدہ تحریر فرمایا۔ حضور پاک ﷺ خواب میں تشریف لائے اور بڑے شوق سے حضرت بوصیریؒ سے وہ اشعار سماعت فرمائے۔ آپ خوش ہوئے حضرت علامہ بوصیریؒ کی جسم پر دست شفقت پھیرا تو وہ بالکل تندرست ہو گئے اور حضور پاک نے ایک چادر مبارک بھی عطا فرمائی۔ حضرت بوصیریؒ خواب سے بیدار ہوئے تو ایسے تھے کہ کبھی بیمار ہی نہ ہوئے تھے اور حضور پاک ﷺ کی عطا کردہ چادر ہاتھ میں تھی۔ اسی سے یہ قصیدہ بردہ شریف مشہور ہوا۔ اس قصیدہ میں وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز رحمت جو ہے وہ گناہوں کے حساب سے تقسیم ہوتی ہے۔ اب بتائیے مسلمان گناہ کرتا ہے کہ نہیں۔ مایوسی گناہ ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں۔ ارشاد پاک ہے کہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَرِيمٌ ”اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے“ اپنے گناہوں کو نہ دیکھو بلکہ حضور پاک ﷺ کے کرم کو دیکھو اپنے اندر عشق مصطفیٰ ﷺ پیدا کرو عقیدہ درست رکھو۔ عمل کی کمی عشق سے پوری ہو جاتی ہے لیکن عقیدہ کی کمی کسی صورت پوری نہیں ہوتی۔ بنیاد عشق مصطفیٰ ﷺ ہے اور عمارت عمل ہے بنیاد نہ ہو تو عمارت کھڑی نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح عشق نہ ہو تو عمل کام کا نہیں ہے۔ عمل بے کار ہے۔ عمل کرو لیکن عشق و محبت کی بنیاد پر کرو۔ تارک دنیا نہ بنو۔ بیوی بچوں سے حسن سلوک کرو۔ بزرگوں کا احترام کرو۔ کام کرو اَلْكَاسِبُ حَبِيبُ اللَّهِ ”تہاتہ سے کام کرنے والا اللہ کا دوست ہے“ لیکن ہر کام ہر چیز ہر محبت سے مقدم حضور نبی پاک ﷺ سے محبت رکھو۔ یہ بھی حدیث پاک ہے کہ اس دنیا میں جس سے محبت رکھو گے تو قیامت میں اسی کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے۔ آج نبی پاک ﷺ سے محبت کرو نسبت قائم کر لو یہ کل قیامت میں کام آنے والی چیز ہے۔ بیٹے سے محبت

کہ لالچ ہے کہ بڑھاپے میں کام آئے گا۔ مرنے کے بعد دعا مغفرت کرے گا۔ لیکن محبت اس سے کرو کہ جس نے دنیا و آخرت میں کام آتا ہے۔ حضور پاک ﷺ سے محبت کرو دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا دوست (حبیب) حضور نبی پاک ﷺ ہیں۔ لہذا حضور نبی کریم ﷺ کا دوست اللہ کا بھی دوست ہوگا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کا دشمن اللہ کا بھی دشمن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عقیل سلیم عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ حلیقیہ فیصل آباد 06/01/95

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے